اِصلاحی کلیسیا کیا ہے؟

WHAT IS A REFORMED CHURCH?

مالکم واٹس(Malcolm Watts)

جوئیل بیکی(Joel Beeke)



اِصلاحی کلیسیا کیا ہے؟

فہرستِ مضامین

جملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

نام کتاب:	اِصلاحی کلیسیا کیا ہے؟
مصنف:	میکلم ایچ واٹس
مترجم:	شہباز صادق
نظرِ ثانی:	ڈاکٹر ایلیاہ میسیؔ
ایڈیٹنگ:	روبن جونؔ
اِشاعت:	اوّل ۲۰۲۴ء
ناشرین:	اُردُو سنٹر فار رِیفارمڈ تھیولوجی

اِس کتاب کا ترجمہ اور اِشاعت ”ریفارمیشن ہیریٹیج بُکس“ (Reformation Heritage Books) گرینڈ ریپڈز میشیگن اَمریکہ کی اِجازت سے کیا گیا ہے۔ آپ اِس کتاب کو ہماری ویب سائٹ اُردُو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org سے مفت حاصل کر سکتے ہیں، مگر یہ کتاب فروخت کے لیے نہیں۔

پیش لفظ

بالا آخر، یہ اِصلاحی اِنجیلی بشارت، اِصلاحی کلیسیائی نظریات وعقائد کے مُطالعہ اور اِصلاحی عقیدہ کی بنیادوں پر مبنی ایک مختصر، جامع اور فِکر اَنگیر کتاب ہے۔ یہ کتاب ''اِصلاحِ کلیسیا کیا ہے؟'' مسیح یسوع کی کلیسیا کی مختلف طریقوں سے رہنمائی کرتی ہے جن میں سے مَیں کچھ کا ذکر کرنا چاہوں گا:

یہ اِصلاحی عقیدہ کے لیے ایک مستند طریقہ کار مہیا کرتی ہے۔ ''پَس خداوند نے فرمایا'' ہر باب میں دُہرایا جاتا ہے۔ اہم سوالات کے ٹھوس جوابات فراہم کیے گیے ہیں۔ ہر صفحہ کتابِ مقدس کے ثبوتوں سے بھَرا ہوا ہے جو رُوح کی مرضی کو واضح کرتا ہے جیسی کہ بائبل میں بیان کی گئی ہے۔ کلیسیائی حکومت، کلیسیا کے نظم و نسق اور کلیسیائی عبادت جیسے معاملات میں خدا کی مرضی کو، نہ کہ اِنسان کی مرِضی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یہ ایسے معاملات ہیں جِن میں عمومی طور پر اِنسان اپنے ذَوق اور اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے۔

یہ کتاب اِصلاحی عقیدہ کے لیے ایک ٹھوس طریقہ کار مہیا کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، مصنف بے خوف و خطر کلیسیائی عبادت کے لیے صحائف کے ضابطے کے اُصول کو برقرار رکھتا ہے۔ اِس کی کتاب عبادت کے بارے میں اِصلاحی نقطہ نظر پر ایک معقول اور تاریخی لحاظ سے باخبر تفہیم پیش کرتی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا ہماری عبادت کی اِشیاء، مواقعوں، شکلوں اور مواد کا تعین کرنے کا حق رکھتا ہے۔ وہ

ہمیں اِس بات کی تلقین کرتا ہے کہ عبادت کو فضل کے ذریعہ کے طور پر دیکھنا چاہیے اور اِس کو اُن سب چیزوں پر اثر اَنداز ہونا چاہیے جو کہ ہم کرتے ہیں۔ خُود کو اِصلاحی کہنے والے لوگوں کے عبادت پر عصر حاضر کے بہت سارے کاموں کے بر عکس مصنف نے جسمانی طریقوں یا مواد کو کلیسیائی عبادت میں دخل اَندازی کرنے کی اِجازت دینے سے اِنکار کیا ہے۔

یہ اِصلاحی عقیدہ کا متوازن طریقہ کار مہیا کرتی ہے جس میں خدا کی بالادستی اور خود مختاری کے ساتھ ساتھ اِنسان کی بدحالی اور ذِمے داری پر زور دیا جاتا ہے ۔اِنسانوں کو بچانے میں خدا کی حاکمیت اعلیٰ اور گنہگاروں کے لیے اُس کے فضل کی پیش کش دونوں کو اُن کا حق دیا گیا ہے۔ یہاں اِصلاحی عِلم الٰہیات کو سنجیدگی سے ،درست طریقے سے اور سادہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ اِصلاحی عقیدہ کا تجرباتی طریقہ کار مہیا کرتی ہے۔اِس کتاب کا مصنف اِیمان داروں کے دِلوں اور اُن کی زندگیوں میں رُوح القدس کے کام کی ضرورت پر زور دیتا ہے ۔یہ کتاب کیلون اِزم کو ایک سخت نظام کے طوَر پر پَیش نہیں کرتی بلکہ اِس کتاب میں حقیقی کیلون اِزم پائی جاتی ہے جو کہ رُوح القدس کی رَہنمائی میں دِلوں ، دِماغوں اور زندگیوں کو بدل دیتی ہے۔

یہ کتاب اِصلاحی عقیدے کا آزمایشی جائزہ پَیش کرتی ہے۔ مصنف ذاتی طور پر عقیدہ کو سمجھتا ہے۔وہ اِن سچائیوں کو اپنے چرچ میں سکھا چُکا ہے اور عبادت کے اِس بائبلی طریقہ کار کو جسے وہ فروغ دیتا ہے ،لاگُو کر چکا ہے۔ مَیں نے اُنہیں اپنے لوگوں کے

درمیان اِنتہائی بائبلی اور اِصلاحی اَنداز میں اِصلاحی عبادت کی رہنمائی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور اُنہیں کئی موقعوں پر اپنے لوگوں کو سکھانے کا شرف بھی حاصل ہے، جنہیں خدا کے کلام کو سُننے اور اپنے پُورے دِل سے اُس کی عبادت کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔

یہ کِتاب اِصلاحی اِیمان کا توصیفی تجزیہ پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب ایک متاثر کُن اور خُود مُختار خدا جو کہ اِس لائق خدا ہے کہ ہم پورے دِل، اپنی پوری عقل اور طاقت سے اُس کی عبادت کریں، کے لیے عاجزانہ اور پاک ستایش پر مبنی ہے۔ میلکم واٹ(Malcolm Watt's) کی کِتاب "اِصلاحی کلیسیا کیا ہے؟" اُن لوگوں کے لیے ایک شاندار کام ہے جو کہ اِصلاحی اِیمان کے متلاشی ہیں اور اُن کے لیے بھی جو کہ اِصلاحی اِیمان کا تجربہ رکھتے ہیں، لیکن اُن کو اِس کی منفرد خصوصیات یاد دِلانے کی ضرورت ہے۔ اچھا ہو گا اگر خدام اپنے سیشنز اور کلیسیائی مجالس پر زور دیں کہ وہ چرچ کے ہر فرد اور ہر خاندان کے لیے ایک ایک جلد فراہم کریں۔ اِس کا بائبلی مواد، مقدس عِلم اِلٰہی، بصیرت اور خدام اُلدین کی پُر جوش قیادت وہ چیزیں ہیں جن کی ایک کلیسیا کو ضرورت ہے۔ میں اِیمان داروں کے لیے اِس سے بہتر بنیادی اِصلاحی کِتابچہ کے بارے میں نہیں جانتا ہوں۔ اِس کتاب کو ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھیں۔ اپنے دوستوں کو بھی اِس کتاب کے بارے میں بتائیں۔ اِس کتاب کی سچائیوں کو اپنے دِل و دِماغ میں سرایت کرنے دیں۔ اُس قادرِ مطلق خدا کے سامنے اپنے سروں کو جھکائیں اور اُس کی عبادت کریں جسے یہ کتاب لائق طور پر پیش کرتی ہے۔

جوئیل۔ آر۔ بیکی، صدر پیوریٹن ریفامڈ تھیولوجیکل سیمنری، گرینڈ ریپڈز، مشی گَن

تسلیمات

یہ کتاب اسٹریلیا میں ایک کانفرنس کے دوران کیئے جانے والے متعدد خُطابات کا مجموعہ ہے۔ اب اِن میں کچھ ترمیم اور نظر ثانی کی گئی ہے، اگرچہ تبلیغ کے انداز کو عام طور پر اِبلاغ اور وضاحت کے مفاد میں بر قرار رکھا گیا ہے۔ مَیں ایلن (Alan) اور ریچل فنچ (Rachel Finch) کا بہت شکر گُزار ہوں اور مَیں Angela) (Magee اِنجیلا میگی اور سیلسبیری (Salisbury) میں چرچ کے اُن تمام اَفراد کا بھی شُکر گُزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی اِشاعت کے لیے مواد اکٹھا کرنے میں اہم خدمات سر اَنجام دیں ہیں۔

مَیں اِصلاحی ہریٹیج بُکس (Reformation Heritage Books) کے تمام اَفراد کا اُن کے تحمل اور اُن کی شاندار کارکردگی کے لیے شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ اور مَیں ڈاکٹر جوئیل۔ آر۔ بیکی کا جو کہ بہت ہی معزز اور پیارے دوست ہیں، جنہوں نے میری حوصلہ اَفزائی کی کہ مَیں اِن مواد کو اِشاعت کے لیے بھیجوں اور جنہوں نے بڑی فراخ دِلی سے اِس کتاب کے لیے بڑا مستند اور مددگار پیش لفظ لکھا، اُن کا بھی شُکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔

میلکم ایچ واٹ، عمانوایل چرچ سیلسبیری، انگلینڈ۔

باب اوّل

ایک اِصلاحی کلیسیا کی نمایاں خصوصیات

زندہ خدا کی کلیسیا جو حق کا ستُون اور بنیاد ہے(۱ تیمُتھیس ۳:۱۵)

آج ہم "اِصلاح یافتہ" کی اِصطلاح بڑی آزادی سے اور بغیر سوچے سمجھے اِستعمال کرتے ہیں۔اِس لقب کا دعوی کرنے والی کلیسیاؤں میں اِس کی بہت ساری اقسام موجود ہیں۔بہت سارے معاملات میں اِس اِصطلاح سے مراد کیلون ازم کے پانچ نکات کی تعمیل کرنے سے کچھ زیادہ ہے۔یہ اِصطلاح اپنی عظیم تاریخی وسعت اور گہرائی کھو چکی ہے کیوں کہ اِصلاح کی کوششیں ماضی میں کہیں دُور مدہم پڑ چکی ہیں۔اِصلاح کاروں کی طرف سے اُٹھائے گئے اَقدام کو بُھلا دیا گیا ہے اور بہت سے لوگ آج اِس کو نا قابل اِطلاق سمجھتے ہیں۔تاہم، اگر ہم اِیمان کو برقرار رکھنے اور خدا کے کلام کے مخالفوں سے لڑنے کی سچی اور مُخلصانہ خواہش رکھتے ہیں، تو ہم اُن لوگوں کی طرف پیچھے مُڑ کر دیکھیں گے جنہوں نے خدا کے کلام کو واضح طور پر تلاش کیا اور خدا کے کلام کی عظیم سچائیوں پر قائم رہے۔اِس باب میں اِصطلاح "اِصلاحی" کی بنیادوں کا مختصراً جائزہ لیا جائے گا اور اِصلاحی کلیسیا کی نمایاں خصوصیات جیسا کہ بائبلی عقیدہ، حقیقی ستائش، درُست اِنتظام، رُوحانی نظم و ضبط اور مُخلصانہ اِنجیلی بشارت کو واضح کیا جائے گا۔

اگر پوچھا جائے کہ اِصلاحی کلیسیا کیا ہے، تو آپ ۱۔ تیمتھیس ۳:۱۵ میں سے مختصر جواب دے سکتے ہیں "زندہ خدا کی کلیسیا جو حق کا ستُون اور بُنیاد ہے" خدا کے کلام

کے مطابق ایک سچی اور اِصلاحی کلیسیا وہ ہے جو خدا کی سکونت گاہ ہے اور جو اُس سچائی کو برقرار رکھتی ہے اور اُس کا اعلان کرتی ہے جسے وہ (خدا) ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تاہم، سولہویں اور سترہویں صدی کے دوران اِس اِصطلاح "اِصلاحی" کے کم از کم تین خاص معنی سمجھے جاتے تھے، اِس لیے اِس اِصطلاح کے تاریخی اِستعمال پر ایک نظر ڈالنا مُفید ہو گا۔

پندرھویں صدی میں لوگوں نے پہلی مرتبہ اُن کلیسیاؤں کے لیے اِصلاحیکی اِصطلاح اِستعمال کی جو کہ اِبتدائی اِصلاح کاروں کی بھرپُور منادی کے نتیجہ میں بدعُنوان رومن چرچ سے علیحدہ ہوئی تھیں۔ ۱۵۱۷ء میں مارٹن لُوتھر نے اپنے ۹۵ مقالے "سیکسنی" (Saxony) میں واقع (Castle Church) کیسل چرچ کے دروازے پر کیلوں سے جڑے تھے۔ یہ لکھنے کے کچھ دیر بعد ۱۵۱۸ء میں مارٹن لُوتھر نے چرچ کی اِصلاح کا مطالبہ کیا۔ ۱۵۲۰ء میں پوپ نے مارٹن لُوتھر اور اُس کے عقائد کی مذمت کرتے ہوئے ایک فرمان جاری کیا، لیکن اِس فرمان کی وُصولی پر مارٹن لُوتھر نے کہا "میری موت کا پروانہ جاری کیا گیا ہے۔ مَیں رُومیوں کے غصّے اور اُن کی حمایت کو یکساں حقیر سمجھتا ہوں۔ مَیں اُن کے ساتھ صُلح یا بات چیت نہیں کروں گا"۔ جیسے ہی اُس کی تعلیمات جرمنی میں پھیل گئیں، لوگوں نے ذاتی پاک ماس کو ختم کیا، روٹی اور شیرہ کے

[11]. Roland H. Bainton, *Here I Stand: A Life of Martin Luther* (Oxford:
Lion Publishing, 1978), 151.

ساتھ رفاقت کا اِنتظام کیا اور اُن تصاویر کو عمارتوں میں سے ہٹایا جنہیں وہ خدا کی عبادت کے دوران اِستعمال کرتے تھے۔ جن کلیسیاؤں نے لُوتھر کے عقیدہ کو قبول کیا جلد ہی اُنہیں اِصلاحی کلیسیائیں کہا جانے لگا۔

پندرھویں صدی کے وسط میں اِس اِصطلاح نے ایک نیا زور پکڑا۔ اِس اِصطلاح کا اِستعمال "اِصلاح" کے نام نہاد کیلونسٹ گروہ کی شناخت کے لیے کیا گیا۔ مارٹن لوتھر کے پُرجوش حامیوں کو لُوتھرن کے نام سے جانا جاتا ہے یہاں تک کہ "آگسبرگ اِقرار الایمان کے پیروکار" کے طور پر جانا جاتا ہے۔

(پہلا اِصلاح اِقرار اُلایمان جسے میلنکتھن (Melanchthon) نے ۱۵۳۶ء میں تیار کیا) لیکن جان کیلون جیسے لوگ (جنہوں نے ۱۵۳۶ء سے ۱۵۶۴ء تک جنیوا میں منادی کی) عبادت، نظم و نسق اور عمل کے حوالے سے اِصلاح میں بہت آگے بڑھے اور اُن کی شناخت "خدا کے کلام کے مطابق اِصلاحی کلیسیا" کے طور پر کی گئی۔ یہ اَلفاظ پہلی مرتبہ "ویسٹ فیلیا کا اَمن" کے مضمون نمبر ۶ میں اِستعمال کیے گیے جو کہ ایک معاہدہ تھا، جس کا مقصد پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کے لیے رومی سلطنت کی حدود میں مساوی حقوق حاصل کرنا تھا۔

"اِصلاحی کلیسیا" کی یہ اِصطلاح تب تک ارتقاء پذیر رہی جب تک کہ اِسے ایسی کلیسیاؤں کی شناخت کے لیے اِستعمال نہیں کیا گیا جو کہ اپنے عقیدہ کے لحاظ سے اور

عملی طور پر پیوریٹن تھیں۔ پیوریٹن تحریک نے جان کیلون کی عِلم الٰہیات کی میراث کو وراثت میں حاصل کیا لیکن اِس نے قانون، فضل اور عہد کے بارے میں اپنی تعلیم کو وسعت دی۔ یہ مانتے ہوئے کہ موجودہ چرچ میں ابھی بھی پوپ پرستی کی باقیات موجود ہیں۔ پیوریٹن نے خدا کے کلام کے مطابق اور بھی زیادہ مکمل اِصلاح کی کوشش کی ۔انُہوں نے نشان دِہی کی کہ براعظم کی اِصلاحی کلیسیاؤں نے پہلے ہی غیر بائبلی شکلوں ،غیر بائبلی تقریبات اور غیر بائبلی لباس کو ختم کر دیا ہے۔اُن کا خیال تھا کہ کلیسیائے اِنگلستان اِصلاحی کے لقب کی شاید ہی مستحق تھی۔اُن کے نزدیک یہ "نیم اِصلاحی" چرچ تھا۔ پیوریٹن اِزم، قابلِ ذِکر دستاویز، پختہ مذہبی جماعت اور عہد نامے جن کا معاہدہ ۱۶۴۳ء میں ہوا، کے لیے ذِمے دار تھا اور جس کے لیے ویسٹ منسٹر اسمبلی،جنرل مجلس کو طویل پارلیمان کی طرف سے بُلایا گیا تاکہ چرچ آف انگلینڈ میں معاملات طے کرے۔ عہد نامہ جو کہ "اِنگلینڈ اور آئرلینڈ کی ریاستوں میں مذہب،عقیدہ،عبادت، نظم وضبط اور حکومت کی اِصلاح، خدا کے کلام کے مطابق کرنے اور بہترین اِصلاحیکلیسیاؤں کی مثال کے لیے پُرعزم ہے"۔[۲]

مذکورہ بالا بیان کیے گیے تمام معاملات میں ہم، اُن کلیسیاؤں کے درمیان اِمتیازی خصوصیات دیکھ سکتے ہیں جنہیں "اِصلاحِ کلیسیا" کہا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ تاریخی طور پر آگے بڑھتے ہوئے، بعد کی اِصلاحی کلیسیائیں اُن اُصولوں کو عملی جامہ پہنانے میں

[2] Westminster Assembly, The Solemn League and Covenant, in *Westminster Confession of Faith* (Glasgow: Free Presbyterian Publications, 1981), 359.

زیادہ مستقل مزاج تھیں، تاہم یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ تاکید ہر ایک میں موجود تھی۔ آج جب یہ اِصطلاح بڑی آزادی سے اِستعمال کی جاتی ہے تو اِس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ وہ اِمتیازی خصوصیات کیا تھیں اور اِس بات کو سمجھنا کہ ایک اِصلاحیکلیسیا کی یہ ناگزیر خُوبیاں ہی اُسے ایک بائبلی کلیسیا بناتی ہیں۔

صرف کلام مقدس

اِصلاحی کلیسیا کے لیے لازم ہے کہ وہ کلامِ مقدس کو خدا کا تحریر کردہ کلام سمجھے جو کہ کلیسیائی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے اِلٰہی مرضی کا مستند اِظہار ہے۔ مارٹن لُوتھر نے اِسے پہچانا، لیکن یہ جان کیلون تھا جس نے بڑے مُحتاط انداز میں اِسے واضح کیا۔ ویسٹ منسٹر کے ماہرین علمِ اِلٰہیات نے بڑی اِستقامت سے اِس کی پیروی کی۔ ۱۹۲۹ء میں ٹولوس (Toulouse) میں ایک کونسل میں، روم کے چرچ نے درج ذیل حکم نامہ جاری کیا "ہم عام لوگوں کو پُرانے اور نئے عہد نامے کی کتابیں رکھنے کی اِجازت دینے سے بھی منع کرتے ہیں"۔[3] سولہویں صدی میں اِس کا ایک خوف ناک نتیجہ یہ نکلا کہ وِکلف کے ترجمہ کی چند بِکھری ہوئی نقول کے علاوہ برطانیہ میں انگریزی زبان کی کوئی بائبل نہیں ملی۔ جب ٹنڈیل نے نئے عہد نامہ کا ترجمہ کیا اور اُس کی متعدد نقول اِنگلینڈ بھیجیں تو بشپ ٹنسٹال (Tunstall) نے سینٹ پال کیتھیڈرل کے صحن کے شمال مشرقی کُونے میں سینٹ پال کَراس پر اُنہیں جلانے کے لیے جتنی بھی کا جلدیں مل سکتی تھیں

[3] William Cathcart, *The Papal System* (Philadelphia: American Baptist Publications Society,1872), 435.

محفوظ کر لیں۔ خدا کے کلام کو سَر عام جلتے ہوئے دیکھنا، کیسا خوف ناک منظر رہا ہو گا۔ کلیسیا اور قوم بائبل کے بغیر تھے اور اِس کے نتیجے میں نہ صرف عام لوگوں، بلکہ مذہبی راہنماؤں میں بھی وسیع پیمانے پر جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ ۱۵۵۱ء میں جب جان ہوپر (John Hooper) گلوسٹر کا بشپ بنا تو اُسے علم ہوا کہ اُس کے ڈائوسز (Diocese) کے ۳۱۱ پادریوں میں سے ۱۶۸ کو خدا کے دس احکام تک نہیں آتے تھے، اور اُن میں سے ۳۱ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہمیں سب سے پہلے دُعائے ربانی کس نے سکھائی تھی۔[4] برطانیہ مذہبی علم اور سمجھ بُوجھ سے خالی تھا۔ لامحالہ طور پر، چرچ عام لوگوں کی مرضی اور خواہش کے تابع ہو گیا۔ تمام طرح کی چیزیں بغیر بائبلی تصدیق کے متعارف کروائی گئیں۔ غلطی اور بد عُنوانی کو بِلا روک ٹوک پھیلنے کی اِجازت دے دی گئی۔

مصلحین صحیفوں کو خدا کا سچا کلام مانتے تھے۔ جیسا کہ مارٹن لُوتھر نے کہا کہ انُہوں نے "پورے مقدس صحائف کو رُوح القدس سے منسُوب کیا"۔[5] ۱۵۲۱ء میں جرمنی کے شہر ورمز (Worms) میں مُنعقد ہونے والی اسمبلی میں، اُس نے دلیری سے اِعلان کیا "جب تک مَیں بائبل اور واضح دلیل سے قائل نہ ہو جاؤں۔ مَیں پوپ اور کونسلوں کے اِختیار کو قبول نہیں کرتا، کیوں کہ وہ ایک دُوسرے سے متصادم ہیں۔ میرا ضمیر خدا کے کلام کا اسیر ہے۔ مَیں نہ تو کسی چیز کو رد کر سکتا ہوں اور نہ کروں گا، کیوں کہ

---

[4] J. C. Ryle, *Light from Old Times* (London: Thynne & Jarvis, 1924), 71.

[5] John Warwick Montgomery, *God's Inerrant Word* (Minneapolis: Bethany Fellowship, 1974), 68.

ضمیر کے خلاف جانانہ تو دُرست ہے اور نہ ہی محفوظ۔ خدا میری مدد کرے"۔[6] جہاں تک جان کیلون کا تعلق ہے، اُس نے بھی کتابِ مقدس کے صحائف کی مکمل سچائی کی تصدیق کی "ہم بائبل کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں جیسی کہ خدا کی، کیوں کہ یہ صرف اُسی سے صادر ہوتی ہے اور اِس میں اِنسانی کوئی بھی چیز شامل نہیں ہے"۔[7] مسیحی مذہب کے متعلق اپنی تفسیر میں وہ اِس بات پر اِصرار کرتا ہے کہ بائبل "خدا کا عصا"[8] ہے اور اُس نے اپنے عقیدہ کو واضح طور پر ظاہر کیا کہ کلیسیائی معاملات میں خدا کے کلام کو مرکزی اہمیت حاصل ہونی چاہیئے۔

مصلحین اور پھر بعد میں آنے والے پیوریٹنز بھی اِس بات پر یقین رکھتے تھے کہ بائبل مقدس خدا کا لاخطا کلام ہے۔ اُنہوں نے مستقل طور پر کلیسیائی زندگی اور اِس کے مقصد پر اِس کے منفرد اِختیار کو برقرار رکھا۔ ولیم ٹینڈیل کی نصیحت تھی کہ "خدا کے کلام کے بغیر کچھ نہ کرو اور اُس کے کلام میں کچھ اِضافہ نہ کرو اور نہ ہی اُس میں سے کچھ گھٹاؤ، خدا کی خدمت کرو جیسا کہ اُس نے آپ کو مقرر کیا ہے"[9]۔ پیورٹنز نے اِس اُصول کو نافذ کرنے کی پوری کوشش کی۔ جس چیز میں بھی بائبلی اِختیار کی کمی تھی، اُنہوں نے اُسے بُرا اور ناجائز قرار دیا، اور اُنہوں نے اِنسانی اِیجادات اور روایات کو قبول نہ

---

[6] Bainton, *Here I Stand*, 185.

[7] Montgomery, *God's Inerrant Word*, 102.

[8] John Calvin, prefatory address to King Francis, in *Institutes of the Christian Religion* (Philadelphia: Westminster Press, 1960), 1:12.

[9] William Tyndale, *Tyndale's Doctrinal Treatises* (Cambridge: Cambridge Univ. Press, 1848), 330.

کیا۔ نتیجتاً ایک ایسی کلیسیا اُبھرنا شروع ہوئی جو کہ خدا کے کلام کے مطابق واقعی میں اِصلاحیکلیسیا تھی۔

اسرائیل کا نمونہ

پیورٹنز کی ''راسخ العقیدہ'' کلیسیا کی اِصلاح یقیناً کلام مقدس کے مطابق تھی ۔ پُرانے عہد نامے کی یہودی کلیسیا میں، خدا کے کلام کو حتمی قانون کے طور پر جانا جاتا تھا (اِستثنا۴:۱-۲)۔ مثال کے طور پر جیسا کہ ہم موسیٰ کے اَلفاظ پڑھتے ہیں '' اور اب اَے اِسرائیلیو! جو آئین اور احکام مَیں تم کو سکھاتا ہوں تم اُن پر عمل کرنے کے لیے اُن کو سُن لو تاکہ تم زندہ رہو اور اُس ملک میں جِسے خداوند تمہارے باپ دادا کا خدا تم کو دیتا ہے داخِل ہو کر اُس پر قبضہ کر لو۔ جِس بات کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اُس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کو جو مَیں تم کو بتاتا ہوں مان سکو''۔

نتیجہ کے طور پر، یہودیوں کی کلیسیائی زندگی کو منظم بنایا گیا جس کے ذریعے تنازعات کو طے کیا گیا اور دستُور اُلعَمل کو وضع کیا گیا۔ کلام مقدس کے قطعی اُصولوں سے کوئی بھی اِنحراف، ایک نہایت ہی سنجیدہ اور خوف ناک جرُم کے زُمرے میں آئے گا ۔''پس خداوند فرماتا ہے چُوں کہ یہ لوگ زُبان سے میری نزدیکی چاہتے ہیں اور ہونٹوں سے میری تعظیم کرتے ہیں لیکن اِن کے دِل مُجھ سے دُور ہیں کیوں کہ میرا خوف جو اِن کو ہوا فقط آدمیوں کی تعلیم سُننے سے ہوا''(یسعیاہ۲۹:۱۳)۔یسعیاہ نبی نے اِس کا خُلاصہ اِن اَلفاظ میں بیان کیا ہے '' شریعت اور شہادت پر غور کرو! اگر وہ اِس کلام کے مطابق نہ بولیں تو اُن کے لیے صبح نہ ہو گی ''(یسعیاہ۸:۲۰)۔ صرف زندہ خدا کے کلام ہی نے

اِسرائیل کے عقیدہ اور اُن کے چال چلن کو درُست کیا اور اُن کو خدا کے تحریری کلام میں کسی بھی چیز کا اِضافہ کرنے کی کوشش کے خلاف مُتنبہ کیا گیا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ "خدا کا ہر ایک سُخن پاک ہے" یافہ کے بیٹے اجور نے نہایت سنجیدگی سے اِعلان کیا "تُو اُس کے کلام میں کچھ نہ بڑھانا۔ مبادا وہ تجھ کو تنبیہ کرے اور تُو جُھوٹا ٹھہرے"۔ (اَمثال ۳۰:۵-۶)۔

مسیح یسوع کی حاکمیت

مسیح یسوع نے کلام مقدس کے اِختیار کو پہچانا جو کہ اُس کی آزمائشوں کے اُس بیان سے واضح ہے جو کہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اُس پر تین مرتبہ شیطان نے حملہ کیا ،اُس نے ہر گُمراہ کُن تجویز کا اِن اَلفاظ کے ساتھ جواب دیا "لکھا ہے کہ" (متی ۴:۴-۱۰،۷)۔ بعد میں اُس نے یہودی رہنماؤں پر روایات (زبانی قانون جو کہ یہودیوں کے مطابق اُن کو موسیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا) کو زیادہ اہمیت دینے اور خدا کے کلام کو نظر اَنداز کرنے کا اِلزام لگایا۔ "کیوں" اُس نے اُن سے پوچھا "تم اپنی روایت سے خدا کے حکم کو ٹال دیتے ہو؟ (متی ۱۵:۳)۔ ہمارا خداوند یسوع جانتا تھا کہ خدا کے تحریر شدہ کلام مقدس کی حاکمیت اِنسانی اُصولوں اور روایات سے بالاتر ہے۔ متی ۱۵ باب کے خاص تناظر میں وہ خاص طور پر عبادت کے متعلق معاملات کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ اُس نے کہا، درحقیقت اگر ہم اپنی عبادت میں اِنسانوں کی تعلیم اور مثال کی پیروی کرتے ہیں تو ہم خدا کے کلام کو منسوخ کرنے کی ذِمے داری اپنے اُوپر لے لیتے ہیں۔ "پَس تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطِل کر دیا" (متی ۱۵:۶)۔ اور ایسا کرنا ہمیں کہاں لے جاتا

ہے ؟ مسیح یسوع نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا" اور یہ بے فائدہ میری عبادت کرتے ہیں کیوں کہ اِنسانی اَحکام کی تعلیم دیتے ہیں" (آیت ۹)۔ مسیح یسوع کو اِس بات کا اِدراک تھا کہ سچے مذہب کی بنیاد خدا کے کلام پر ہوتی ہے۔ عبادت میں صرف وہی اِختیار ہے جو کہ اپنے آپ کو "خدا فرماتا ہے" کے ذریعے ظاہر کر سکتا ہے۔

رسولوں کی بنیاد

مسیح یسوع کے شاگرد بھی ایسا ہی پختہ یقین رکھتے تھے۔ وہ خدا کے کلام کی منادی کرنے اور تعلیم دینے میں بہت محتاط تھے۔ مثال کے طور پر ہم اعمال ۱:۱۷-۲ میں، پولُس رسُول کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ "اور پولُس اپنے دستُور کے موافق اُن کے پاس گیا اور تین سبتوں کو کتاب مقدّس میں سے اُن کے ساتھ بحث کی"۔ اُس نے کوئی فلسفیانہ نظریہ پیش نہیں کیا۔ اُس نے کوئی سائنسی ثبوت پیش نہیں کیے۔ حتیٰ کہ اُس نے مسیحیت کے تجربے کی بھی درخواست نہیں کی۔ جو کچھ اُس نے کیا وہ منکشف اور قطعی سچائی کا اعلان تھا۔ اُس نے "کتاب مقدس سے اُن کے ساتھ بحث کی" اور اُس کے سُننے والوں نے جو کچھ سُنا، اُس کی کتاب مقدس جو کہ اِختیار کا سرچشمہ ہے، میں سے تحقیق کی۔ اِس کے بعد اِسی باب میں ہم پڑھتے ہیں کہ بیرِیہ کے رہنے والے لوگ " تھسلُنیکے کے یہودیوں سے نیک ذات تھے کیوں کہ اُنہوں نے بڑے شَوق سے کلام کو قبول کیا اور روز بروز کتابِ مقدس میں تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اِسی طرح ہیں" (آیت ۱۱)۔ دُوسرے لفظوں میں، اُن کی اعلیٰ ظرفی اُس بات کی تحقیق سے ظاہر ہوتی ہے جو کہ وہ

کلام مقدس میں سے کرتے تھے۔ وہ اِس بات پر اِصرار کرتے تھے کہ نئے پیغام کو خدا کے کلام میں سے پرکھا جائے۔

- رسُولی خطوط ظاہر کرتے ہیں کہ اِبتدائی کلیسیائیں عام طور پر اپنے آپ کو خدا کے تحریری کلام کے تابع کرنے کے لیے تیار تھیں۔ لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ پولُس رسُول کرنتھیوں کی کلیسیا کے مسائل کے بارے میں مسیح کے اِلٰہی اِختیار کے تحت لکھتا ہے۔ کرنتھیوں کو تلقین کی گئی کہ وہ ایسا برتاؤ نہ کریں کہ ، گویاّ مستند کلام کسی نہ کسی طرح اُن کی کلیسیا میں سے نکلا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۴:۳۶)۔ اِس کے بجائے ، اُنہیں پولُس رسُول کے اِس خط کی تعلیمات کے تابع ہونا تھا جس کو کہ "خداوند کا حکم" کہا گیا ہے (آیت ۳۷)۔ اِسی طرح ہم پولُس رسُول کو تنبیہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ "اور وہ یہودیوں کی کہانیوں اور اُن آدمیوں کے حکموں پر توجہّ نہ دیں جو حق سے گمراہ ہوتے ہیں" (طِطُس ۱:۱۴) جس کا نتیجہ "اپنی اِیجاد کی ہوئی عبادت" کی صورت میں نکلتا ہے (کُلسیوں ۲:۲۳)۔ عبادت کی وہ شکلیں جو اِنسانی فہم و فراست سے آگے بڑھتی ہیں، اُن کے بارے میں باب ۳ میں تفصیل سے بتایا جائے گا۔

رسولوں کی تعلیم کے مطابق خدا کا کلام مُستند بھی ہے اور کافی بھی۔ اِس لیے ہمیں ۲ تیمتھیس ۳:۱۶-۱۷ میں یہ عظیم بیان ملتا ہے "ہر ایک صحیفہ جو خدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راست بازی میں تربیت کرنے کے لیے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مردِ خدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لیے بِالکُل تیار ہو جائے"۔

دَورِ حاضر کی کلیسیا

ایک اِصلاحیکلیسیا اپنے تمام معاملات میں بائبل مقدس کے حتمیؔ اِختیار کو تسلیم کرتی ہے۔یہ اِختیار کے منبع کے طور پر کلیسیائی عہدیدارانہ نظام (درجہ بندی کی حکومت) کو تسلیم نہیں کرتی، نہ ہی قانون سازی کے اِختیار کو کسی جماعت یا کونسل سے منسوب کرتی ہے۔ایسے اداروں کے پاس صرف اِس بات کا اِختیار ہے کہ وہ کلامِ مقدس کی تعلیمات کو نافذ کریں اور اُس کی اطاعت کریں۔ یہ اِنتہائی اہم ہے۔اِنجیلی بشارت کی موجودہ حالت ظاہر کرتی ہے کہ یہ تسلیم کرنے کی بہت ضرورت ہے کہ خداوند اپنے کلام کے ذریعے حکومت کرتا ہے (زبور ۱۱۰: ۲؛یسعیاہ ۱۱: ۴)۔اُس کی بادشاہی یا اُس کی کلیسیا میں عبادت، نظم و نسق اور ہمارا رویہ اُس کی ظاہر کردہ پاک مرضی کے مطابق ہونا چاہیے۔ مسیح یسوع سے بڑھ کر اِختیار کسی کے پاس نہیں ہے اور کسی کو اُس کے برابر بھی اِختیار حاصل نہیں ہے۔وہ اکیلا ہی اِس بات کا تعین کرے گا کہ اُس کی کلیسیا میں کیا ہو گا ۔ایک اِصلاحیکلیسیا اِس بات کو تسلیم کرے گی۔یہ خدا کے مقدس کلام سے تجاوز نہیں کرے گی۔

خدا کی ماورائیت

ایک اِصلاحی کلیسیا اِلٰہی حاکمیت ، عظمت اور جلال پر زور دیتی ہے اور اِس طرح سے خدا کے جاہ و جلال اور اِنسان کے گناہ اور اِنسان کی مصیبت کے درمیان موجود خلیج پر زور دیتی ہے۔جان کیلون کی تصنیف ”کیلون انسٹیٹیوٹ“ کا پہلا جُملہ بیان کرتا ہے

"ہم میں موجود تمام حکمت، جس کو کہ سچی اور گہری حکمت کہا جا سکتا ہے، دو حصوّں پر مشتمل ہے: خدا اور اپنی ذات کا علم"۔[10] اِس کے بعد خدا کے ناقابل فہم ہونے کی پہچان ہے جو اُسے اِنسان کے اِدراک سے بالاتر بناتی ہے جب تک کہ وہ کسی طریقے سے خُود کو آشکار کرنے کا فیصلہ نہ کرے۔ کیلون نے اپنے پورے نظامِ الٰہیات کو لامحدُود اور رُبلند وبالا خدا کے اِس تصور پر بنایا جو کہ اِنسان کی پہنچ سے بہت دُور ہے۔ کیلون کی پیدایش کی چار سوویں سالگرہ کی یاد میں ایک خطاب کے دوران، بینجمن وار فیلڈ (Benjamin Warfield) نے کہا "ایک لفظ میں بیان کریں تو، یہ خدا اور اُس کی عظمت کا منصوبہ ہے جو کہ مکمل طور پر کیلونسٹک سوچ کی بنیاد میں پایا جاتا ہے ---۔ کیلونیسٹ (Calvinist) وہ شخص ہے جس نے خدا کو دیکھا ہے، جو خدا کو اُس کے جلال میں دیکھ کر، ایک طرف تو بطور مخلوق اور بطور گنہگار خدا کے سامنے کھڑا ہونے کی نااہلی کے احساس سے بھر جاتا ہے اور دُوسری طرف اِس حیرت کے احساس سے کہ یہ وہ خدا ہے جو کہ گنہگاروں کو بھی قبول کرتا ہے"۔[11]

یہ اِصلاح کا ایک مُنفرد عقیدہ تھا۔ یہ مارٹن لُوتھر کی تعلیمات میں بھی پایا جاتا تھا، لیکن یہ جان کیلون کی تعلیمات میں اُس سے بھی زیادہ نمایاں تھا۔ کلام مقدس کو خدا کے حقیقی عِلم کا حتمیّ ذریعہ مانتے ہوئے، جان کیلون نے اِس بات کی کھوج لگانے کی کوشش کی کہ کلام مقدس کیا آشکار کرتا ہے، اور اِس طرح سے، خدا کو ہمیں اُس کے

[10] Calvin, *Institutes*, 1.1.1.

[11] Benjamin B. Warfield, *Calvin as a Theologian and Calvinism Today* (Edinburgh: The Hope Trust, 1909), 15–

تمام جلال میں دِکھانے کے لیے پردہ ہٹا دیا۔ "ازروئے یقین" اُس نے لکھا "خدا کی لامحدُودیت ہمیں اِس بات کا خوف دِلاتی ہے کہ ہم اپنے حواس سے اُس کی لامتناہیت کو جاننے کی کوشش نہ کریں۔ دراصل، اُس کی رُوحانی فطرت ہمیں اُس کے بارے میں کسی بھی دُنیاوی یا جسمانی تصّور سے منع کرتی ہے۔ اِسی وجہ سے، وہ اکثر اپنے آپ کو جنت میں رہنے کی جگہ بیان کرتا ہے"۔[۱۲] ویسٹ منسٹر، سوچ اور زُبان کی حیران کُن درُستی کے ساتھ، اِس سچائی کو بیان کرتے ہیں کہ خدا واقعی خدا ہے۔ اِس عظیم اور شاندار بیان پر غُور کریں، خدا کے پاس تمام زندگی، جلال، نیکی اور برکت اپنے آپ میں ہے، وہ اکیلا ہی کافی ہے، اور اپنی بنائی ہوئی مخلُوق کا مُحتاج نہیں، اور اُن سے کسی بزرگی اور بڑائی کا خواہاں نہیں ہے، بلکہ وہ اپنی بزرگی اور بڑائی اُن میں، اُن کے ذریعے سے، اور اُن پر ظاہر کرتا ہے۔ وہ اِس کائنات کے وجود کی بنیاد ہے، سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی اور وہ اُن پر مکمل اِختیار رکھتا ہے کہ اُن کے ذریعے سے، یا اُن کے لیے جو چاہے کرے"۔[۱۳]

کلامِ مقدس میں خدا کا بیان

بائبل مقدس خدا کے جلال، اُس کی بزرگی اور اُس کی حاکمیت پر زور دیتی ہے۔ یہ ہمارے سامنے ایک ایسے خدا کو پیش کرتی ہے جو کہ اپنی جلالی صُورت میں اِنسانی ذہن کے تمام خیالات اور تخیلات سے بالاتر ہے۔ خدا سب سے برتر ہے "خدا تعالیٰ جو

[12] Calvin, *Institutes*, 1.13.1.
[13] Westminster Confession of Faith, II, 2.

آسمان وزمیں کا مالک ہے"(پیدائش ۱۹:۱۴)۔بائبل مقدس اُسے "کیوں کہ وہ جو عالیٰ اور بُلند ہے اور اور اَبدالآباد تک قائم ہے جس کا نام قُدوس ہے" کے طور پر بیان کرتی ہے (یسعیاہ۵۷:۱۵)۔اپنے آپ میں تمام کاملیت رکھتے ہوئے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔وہ بے نیاز ہے اور کلامل ہستی ہے۔اگر ہم پُولس رسول کا حوالہ دیں "کس نے پہلے اُسے کچھ دیا ہے جس کا بدلہ اُسے دیا جائے؟ کیوں کہ اُسی کی طرف سے اور اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے لیے سب چیزیں ہیں۔اُس کی تمجِید اَبد تک ہوتی رہے۔آمین"(رومیوں ۱۱:۳۵-۳۶)۔آسمان و زمین میں اُس جیسا کوئی دُوسرا نہیں ہو سکتا۔اُس کا نہ تو کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی مدِ مقابل، اور شان و شوکت اور جلال میں اُس جیسا کوئی دُوسرا تلاش کرنے کی کوشش بیکار ہے۔اپنی تقابلی عظمت میں وہ خُود ایک سوال پوچھتا ہے "تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے؟ اور مَیں کس چیز سے مُشابہ ہُوں گا"(یسعیاہ۴۰:۲۵)۔ایک پیوریٹن، جارج سوئنک نے درُست طور پر نتیجہ اَخذ کیا کہ "خدا کو کسی سے تشبیہ دینا ایک بدترین بُت پرستی ہے اور کسی کو خدا سے تشبیہ دینا سب سے بڑا گناہ ہے"۔[۱۴]

اِس لیے خدا کی حاکمیت لا محدُود ہے اور زمین و آسمان کی اِنتہا تک پھیلی ہوئی ہے۔"اور زمین کے تمام باشندے ناچیز گنے جاتے ہیں اور وہ آسمانی لشکر اور اہلِ زمین کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کا ہاتھ روک سکے یا اُس سے کہے کہ تُو

[14] George Swinnock, *Works of George Swinnock* (Edinburgh: James Nichol, 1868), 4:468.

کیا کرتا ہے؟"(دانی ایل ۴:۳۵)۔ در حقیقت، جیسا کہ ایک مرتبہ داؤد نے اعتراف کیا، "کیوں کہ سلطنت خداوند کی ہے وہی قوموں پر حاکم ہے"(زبور ۲۲:۲۸)۔ صرف خدا ہی عظیم ہے۔ وہ عظیم اِختیار اور لامحدُود طاقت کا تاج پہنتا ہے۔ وہ جاہ و جلال کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام جہانوں پر حکمرانی کرتا ہے۔ تمام بادشاہتیں، اُس کی اِس آفاقی سلطنت میں شامل ہیں۔ اُس کے غیر متغیر اور غیر متزلزل مرضی کے بغیر، نہ تو کبھی کچھ رُونما ہوا ہے اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک چڑیا بھی، جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے، اُس کی مرضی کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتی۔ وہ کیسا عظیم خدا ہے۔ اُس کے منصوبے کبھی ناکام نہیں ہوتے اور اُس کے کاموں کو کبھی بھی روکا نہیں جا سکتا۔ وہ بغیر کسی خوف سے یہ کہنے کے قابل ہے "یقیناً، جیسا مَیں نے چاہا ویسا ہی ہو جائے گا اور جیسا مَیں نے اِرادہ کیا ہے ویسا ہی وقوع میں آئے گا"(یسعیاہ ۱۴:۲۴)۔ اور وہ پھر فرماتا ہے" میری مصلحت قائم رہے گی اور مَیں اپنی مرضی بِالکُل پوری کروں گا"۔

یہ بات اُس کے نجات دینے کے عمل کے حوالے سے سچ ہے "نجات خداوند کی طرف سے ہے"(زبور ۳:۸)۔ وہ ہی تعین کرتا ہے کہ کون نجات پائے گا، یہ وہ ہی ہے جو گنہگاروں کو رُوحانی طور پر زندہ کرتا ہے، اُن کی جہالت اور بدگُمانی کو دُور کرتا ہے، مسیح یسوع کو بطور نجات دِہندہ اور خداوند اُن پر آشکار کرتا ہے، اِیمان کا قیمتی فضل عطا کرتا اور اُنہیں اپنے ساتھ رفاقت میں شامل کرتا ہے۔ جیسا کہ پولُس رسول نے لکھا، "کیوں کہ تم کو اِیمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات مِلی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اَعمال کے سبب سے ہے تا کہ کوئی فخر نہ کرے"(اِفسیوں

۹-۸:۲)۔ یقیناً ہمیں اُس کے سامنے بڑی عاجزی اور پشیمان دِل کے ساتھ جُھکنا چاہیے۔ زبور نویس یہ دریافت کرنے کے بعد کہ "اَفلاک پر خداوند کا نظیر کون ہے ؟فرشتگان میں کون خداوند کی مانِند ہے ؟" خدا کے لامحدُود جلال کے پیش نظر فرماتا ہے کہ "ایسا معبود جو مقدسوں کی محفل میں نہایت تعظیم کے لائق ہے۔ اور اپنے سب اِرد گِرد والوں سے زیادہ مہیب ہے "(زبور ۸۹:۶-۷)۔

ہماری عبادت پر اَثرات

اِصلاحی کلیسیاؤں میں اِلٰہی جاہ و جلال اِیمان کا جُزو ہے اور یہ عبادت کے ہر عمل میں خدا کے خوف کو بیدار کرتا ہے۔ عبادات میں ایک نظم و ضبط پایا جاتا ہے اور عبادت کرنے والے اِس بات سے بخُوبی واقف ہوتے ہیں کہ وہ یہواہ کی حضُوری میں ہیں جو ناقابلِ بیان عظمت کا خدا ہے۔ خدا کا ایک بائبلی تصوّر کہ وہ اپنی ذات میں کیا ہے اور وہ اپنے لوگوں کے لیے کیا ہے، بلند ترین تعظیم اور عظیم ترین تعریف کی ترغیب دینے کے لیے موزُوں ہے۔ یہ یقیناً عامیانہ خیالات، بے وقعت اِظہار اور دُنیاوی کاموں کو ختم کرتا ہے۔

دَورِ جدِید کی کلیسیاؤں میں ایک یکسر مختلف فِضا پھیلی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ عبادت کا آغاز ہونے سے پہلے ہی، وہاں پر دُنیاوی اور فضول گفتگو شروع ہو جاتی ہے اور عبادت ختم ہوتے ہی، یہ پھر سے شروع ہو جاتی ہے اور بڑے موثر طور پر ہر اچھے تاثُر کو ختم کر دیتی ہے۔ دِل خدا کی تعریف میں مشغُول نظر نہیں آتے، کلام مقدس سے لاپرواہی ہوتی ہے اور جب دُعا کی بات کریں تو اُس میں عقِیدت کی شدّت کم ہوتی ہے

۔در حقیقت، کچھ کلیسیاؤں میں موسیقی اور گروپوں میں گانا اِتنا غالب ہوتا ہے کہ عبادت ایک گانے بجانے کی محفل بن جاتی ہے۔خطرناک طور، پر کچھ اِصلاحی کلیسیاؤں میں بھی یہ صورت حال پائی جاتی ہے۔سبت کے دِن عمارت میں داخل ہوتے ہوئے آپ کا سامنا عام طور پر عبادت کے اُن نئے اَنداز اور نئے مواد سے ہوتا ہے، جِن کا تعلق نئ آرمینین و کرِشماتی کلیسیاؤں سے ہے۔اِصلاح شُدہ عبادت مُنفرد ہونی چاہئے۔ہم ایک قادر مُطلق خدا کو مانتے ہیں۔ہماری زندگیوں میں اُس کی تعظیم کا عملی مظاہرہ اِس طرح سے ہونا چاہیے جیسا کہ وہ ہم سے عظیم ہے۔اُس کی تعظیم ہمیشہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور عقیدت مندانہ خوف کے ساتھ ہونی چاہیے۔

نجات کا راستہ

ایک اِصلاحی کلیسیا خدا کی نجات کے منصوبے کا اِعلان کرتی ہے جو آزاد، خود مُختار اور اِمتیازی فضل کے نظریے میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔سولہویں صدی کے اواخر اور سترہویں صدی کے اوائل میں نیدر لینڈ کی اِصلاحی کلیسیاؤں میں ایک اہم تنازعہ کھڑا ہوا۔جیکب آرمینیس(Jacob Arminius)(۱۶۰۹-۱۵۶۰ء) جس نے جنیوا کالج میں تعلیم حاصل کی تھی،وہ صحائف اور اِصلاحی عقیدہ کے برخلاف خیالات کا اِظہار کرنے لگا۔ آرمینیس نے لیڈن یونیورسٹی میں بطور علم اِلٰہیات کے پروفیسر کے (Predestination)"اَبدیت" کے موضوع پر بہت سے لیکچر ز دیئے اور بہت سے طلباء جنہوں نے اُس کے ناول اور غیر راسخ العقیدہ نظریات کو اپنایا،وہ اِقرارُالایمان اور کیٹی کیزم میں تبدیلی کے لیے سرگرم ہوگئے۔

یہ لوگ معترضین (Remonstrate) کے طور پر جانے جانے لگے۔ایک دستاویز میں ، جسے اُنہوں نے "احتجاج" کہا ہے ،اُنہوں نے پانچ عنوانات کے تحت اپنی رائے پیش کی ہے:

۱. خدا نجات دینے کے لیے اُن لوگوں کا اِنتخاب کرتا ہے ، جو بیٹے پر اِیمان رکھتے ہیں۔
۲. مسیح یسوع نے ، جو کہ اِس دُنیا کا نجات دِہندہ ہے ، تمام اِنسانوں کے لیے اپنی جان دی۔
۳. اِنسان کو مسیح یسوع میں نئے سِرے سے پیدا ہونے کی ضرورت ہے ، یہ یقیناً ایک سچائی ہے۔
۴. اِلٰہی فضل کا عمل ناقابل مزاحمت ہے۔
۵. کچھ کے خیال میں وہ جو مسیح یسوع پر اِیمان رکھتے ہیں ، ممکنہ طور پر ایک بار پھر سے فضل سے خالی ہو سکتے ہیں۔

۱۶۱۸-۱۶۱۹ء کو ڈورڈریکٹ (Dordrecht) میں ایک عمومی مجلس منعقد ہوئی ، جس میں نیدرلینڈ ، برطانیہ ، جرمنی اور سوئٹزرلینڈ سے مجموعی طور پر ۸۴ نمائندے شامل تھے۔ مجلسِ کلیسیا نے ۱۳ نومبر ۱۶۱۸ء کو اپنے اِجلاس کا آغاز کیا اور کلام مقدس پر غوروحوض کرنے کے بعد ریمونسٹرنٹ (Remonstrant) "احتجاجی گروہ" کے بیان

کردہ پانچ نکات کا جواب دینے کے لیے خدا کے کلام کے حقیقی نظریے کو پانچ عنوانات کے تحت پیش کیا:

ا۔الٰہی چُناؤ کا دارومدار ظاہری اِیمان پر نہیں بلکہ خدا کی خوشنودی پر ہوتا ہے

۔

۲۔خدا نے بڑے موثر طور اپنے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے اُن لوگوں کو نجات دی ہے جنہیں اَزل سے نجات کے لیے چُنا گیا تھا۔

۳۔نئے سِرے سے پیدا ہونے کے فضل کے بغیر، گنہگار نہ تو خدا کی طرف لوٹنے کے قابل ہوتے ہیں اور نہ ہی اِس بات پر آمادہ ہوتے ہیں، لیکن وہ لوگ جن میں خدا اِس طرح سے کام کرتا ہے وہ یقینی طور پر نئے سِرے سے پیدا ہوتے اور خدا پر اِیمان رکھتے ہیں۔

۴۔ خدا کے رَحم کی بدولت، اِیمان دار فضل اور اِیمان کے مکمل نقصان سے محفوظ ہیں، اور وہ آخر میں فنا ہونے کے لیے اُس سے منخرف نہیں ہوتے۔ کلیسیائی مجلس کے یہ پانچ نمایاں اُصول بعد میں کیلون اِزم کے پانچ نکات کے نام سے موسوم ہوئے ۔اِن کو عام طور پر درج ذیل طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔

۵۔ بعض لوگوں کے مطابق، وہ جو مسیح میں حقیقی اِیمان کے ساتھ قائم ہیں، اُن کے لیے فضل سے محروم ہو جانا ممکن ہے۔

مکمل فطری بِگاڑ

گناہ میں گراوٹ کی بدولت، لوگ مکمل طور پر خدا سے بیگانہ ہیں اور مکمل طور پر گناہ کے تابع اور بے بس حالت میں ہیں "قصُوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ" (اِفسیوں ۲:۱)۔ یہ ایسی اِنسانی حالت ہے جس میں لوگ نہ تو کوئی رُوحانی کام کر سکتے ہیں، نہ خدا پر اِیمان رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی توبہ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے کہا "کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ نہ لے" (یوحنا ۶:۴۴)۔ اور اِبتدائی یہودیوں نے اِس بات کو تسلیم کیا کہ "خدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لیے توبہ کی توفیق دی ہے" (اَعمال ۱۱:۱۸) اِس نظریہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لوگ اُتنے ہی بُرے ہیں جتنے کہ ممکنہ طور پر ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اِس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے آپ میں مکمل طور پر بگڑے ہوئے ہیں اور ہم میں اچھائی کی کوئی بھی صلاحیت باقی نہیں رہی۔ ہمارے دِل، دِماغ اور ہماری آزاد مرضی یہ سب بُری طرح سے گناہ سے متاثر ہوئے ہیں۔ اِس لیے ہم واضح طور پر "کمزور ہیں" (رومیوں ۵:۶)۔ جیسا کہ پولُس رسول نے ۹ باب میں واضح کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نجات کے معاملہ میں "پس یہ نہ اِرادہ کرنے والے پر منحصر ہے یہ دوڑ دُھوپ کرنے والے پر بلکہ رَحم کرنے والے خدا پر" (آیت ۱۶)۔

غیر مشروط چناؤ

خدا کے چناؤ میں،اُس کی رحمت اور فضل کا ظاہری بیان ہے۔خدا جس نے اِنسان کی آزاد مرضی سے اُسے گناہ میں پڑنے دیا،اُس نے کچھ لوگوں کو اُن کے گناہ اور مصیبت سے نجات دینے کا پختہ عزم کیا۔اگر اُس نے ایسا نہ کیا ہوتا تو پُوری نسل اِنسانی الٰہی غضب کے نتیجہ میں سدُوم اور عموّرہ کی طرح تباہ ہو جاتی (رومیوں ۹:۲۹)۔اِس لیے یہ نجات کے لیے چناؤ تھا۔پولُس رسول نے اپنے خط میں تھِسلُنیکیوں کو بالکل یہی کہا" لیکن تمہارے بارے میں اَے بھائیو! خداوند کے پیارو ہر وقت خدا کا شُکر کرنا ہم پر فرض ہے کیوں کہ خدا نے تمہیں اِبتدا ہی سے اِس لیے چُن لیا تھا کہ رُوح اَلقدس کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر اِیمان لا کر نجات پاؤ" (۲۔ تھِسلُنیکیوں ۲:۱۳)۔یہ خدا کی اپنی پاک مرضی کے نیک اِرادہ کے مطابق تھا،نہ کہ مرد اور خواتین کی کسی ظاہری خُوبی کی بدولت۔یہ کلامِ مقدس کے حوالہ جات میں سکھایا گیا ہے جیسا کہ اِفسیوں ۱:۵ میں۔دِیگر مقامات پر پولُس رسول نے واضح طور پر اِس بات کی تردِید کی ہے کہ خدا گنہگاروں کو اُن کے پہلے سے کیے گیے کاموں کی بنیاد پر چُنتا ہے۔مثال کے طور پر،اُس نے رومیوں ۹ باب میں یعقوب اور عیسو کے متعلق فرمایا" اور ابھی تک نہ تو لڑکے پیدا ہوئے تھے اور نہ اُنہوں نے نیکی یابدی کی تھی"،کہ خدا کی اپنی خُود مُختار مرضی سے یعقوب کو ترجیح دی تا کہ " خدا کا اِرادہ جو برگزیدگی پر مُوقوف ہے اَعمال پر مبنی نہ ٹھہرے بلکہ بُلانے والے پر" (آیت ۱۱)۔

چُناؤ خدا کی مہربانی پر موقُوف ہے۔ ہم کبھی بھی اِس کے مستحق نہیں ہیں۔ خدا نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ کچھ لوگ توبہ کریں گے اور اِیمان لائیں گے اور پھر اِن بنیادوں پر اُن کو اَبدی زندگی کے لیے چُنا جائے گا۔ اِس طرح سے خدا کے اِنتخاب کا اِنحصار اِنسانی لیاقت پر ہو گا، جبکہ خدا کا چُناؤ اُس کی پاک مرضی کی بدولت ہے "پس اِسی طرح اِس وقت بھی فضل سے برگزیدہ ہونے کے باعث کچھ باقی ہیں۔ اور اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اَعمال سے نہیں ورنہ فضل، فضل نہ رہا" (رومیوں ۱۱:۵-۶)۔ خدا نے اپنے اَبدی فرمان کے مطابق، اِنسان کو ہمیشہ سے گناہ میں گِرے ہوئے اور تباہ شُدہ اِنسان کے طور پر ہی دیکھا۔ اُس نے اپنے دِل میں یہ مصمم اِرادہ کیا کہ وہ اِس بِھیڑ پر رحم دِکھائے گا، جبکہ باقیوں کو مُنصفانہ طور پر اِس گراوٹ کے نتائج کے رحم و کرم پر چھوڑ دے گا۔ اِس نظریہ پر سوال اُٹھانے کی بجائے، ہمیں خدا کے تخت کے سامنے شُکر گذاری کے ساتھ جُھکنا چاہیے، کیوں کہ اگر خدا نے کچھ لوگوں کو چُنا نہ ہوتا، تو ہر ایک رُوح کو خوف ناک اَبدی تاریکی کا سامنا کرنا پڑتا۔ جیسا کہ یہ ہے کہ لشکروں کے لشکر خدا کے جلال کے لیے آسمان پر موجود ہوں گے۔

محدود (مخصوص) کفارہ

یہ نکتہ جسے مخصوص بھی کفارہ کہا جاتا ہے، سکھاتا ہے کہ بیٹے نے باپ کے منتخب کردہ لوگوں کو نجات دی۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ مسیح نے ہر کسی کے لیے اپنی جان نہیں دی، بلکہ صرف خدا کے برگزیدہ لوگوں کے لیے۔ مسیح یسوع کا اپنا بیان تھا کہ "اچھا چرواہا بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے" (یوحنا ۱۰: ۱۱، ۱۵)۔ اُس نے کبھی یہ نہیں

کہا ہو گا کہ وہ بکریوں کے لیے اپنی جان دیتا ہے۔ اَعمال ۲۸:۲۰ میں پولُس رسول اِفسیوں کی کلیسیا کے بزرگوں کو خدا کی اُس کلیسیا کی گلّہ بانی کرنے کی تلقین کرتا ہے "جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مول لیا"۔ لہذا، کس چیز کی قیمت ادا کی گئی؟ کیا چیز اب خدا کی خاص ملکیت ہے؟ کیا پوری نسل اِنسانی یا اِس میں سے برگزیدہ لوگ؟ اِن تمام سوالات کا جواب ہے "خدا کی کلیسیا"۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ مقدسین خدا کی حضوری میں یہ نیا گیت گاتے ہیں "اور وہ یہ نیا گیت گانے لگے کہ تُو ہی اِس کتاب کو لینے اور اُس کی مُہریں کھُولنے کے لائق ہے کیوں کہ تُو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلہ اور اہلِ زبان اور اُمت اور قوم میں سے خدا کے واسطے لوگوں کو خرید لیا" (مُکاشفہ ۹:۵)۔ مُجھے یہ بات واضح طور پر بتانے دیں۔ وہ یہ نہیں گا رہے کہ اُس نے ہر قبیلہ، ہر زُبان، ہر اُمت اور ہر قوم کے لوگوں کو خرید لیا بلکہ یہ کہ اُس نے ہر قبیلہ، ہر زبان، ہر اُمت اور ہر قوم میں سے ہمیں خرید لیا۔ مسیح یسوع نے برگزیدوں کو بچانے کے لیے اپنی جان دی۔ اُس کا کفارہ مخصوص کفارہ تھا۔

موثر بلاہٹ

چوں کہ گناہ کی وجہ سے ہم کسی بھی رُوحانی بھلائی کی خواہش کرنے اور اُسے عملی طور پر کرنے کی صلاحیت کھو چکُے ہیں، حتیٰ کہ ہم اِنجیل مقدس میں سے رحم کی بلاہٹ کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔ خدا نہ صرف اپنے کلام کے ذریعے سے بلکہ اپنے پاک رُوح کے ذریعے سے بھی ہمیں مسیح یسوع کی طرف کھینچتا ہے تاکہ ہمیں بچایا جا سکے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "کوئی میرے پاس نہیں آ سکتا جب تک باپ جِس نے مُجھے بھیجا ہے

اُسے کھینچ نہ لے"(یوحنا۶:۴۴)۔ جیسا کہ پولُس رسول نے بڑے محتاط انداز میں اِس کی وضاحت کی" ایک ہی بدن ہے اور ایک ہی رُوح۔ چُناں چہ تمہیں جو بُلائے گئے تھے اپنے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہی ہے"(اِفسیوں ۴:۴)۔

کیا رُوح کا کام ہمیشہ مُوثر ہوتا ہے؟ جی ہاں! یہ یقیناً ہوتا ہے۔ رُومیوں کے خط کی ایک عظیم آیت بیان کرتی ہے" اور جِن کو اُس نے پہلے سے مُقرر کیا اُن کو بُلایا بھی اور جِن کو بُلایا اُن کو راست باز بھی ٹھہرایا اور جِن کو راست باز ٹھہرایا اُن کو جلال بھی بخشا"(رومِیوں ۸:۳۰)۔ پھر کون لوگ بُلائے گئے ہیں؟ کیا یہ وہ تمام لوگ ہیں جو مسیح یسوع کی خوش خبری کو سُنتے ہیں؟ جی نہیں! اگر ہم پیچھے مُڑ کر دیکھیں، تو یہ وہ لوگ ہیں جِن کو اُس نے پہلے سے مُقرر کیا اور اگر آگے دیکھیں تو یہ وہ لوگ ہیں جو بُلائے جائیں گے اور آخر کار راست باز ٹھہرائے جائیں گے۔ برگزیدوں کے لیے یہ خاص بُلاہٹ، اُنہیں اَبدی طور پر بچانے کے لیے خدا کا ایک اِنتظام ہے۔ چُناں چہ، ہم دیکھتے ہیں کہ بُلایا جانا کسی بھی لحاظ سے نجات پانے سے کم یا زیادہ نہیں ہے۔ یہ اَلفاظ ایک دُوسرے کے متبادل کے طور پر اِستعمال کیے گئے ہیں، جیسا کہ ا۔ کرنتھیوں کے پہلے باب میں آیا ہے، جہاں پر ایک طرف تو یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ" صلیب کا پیغام ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے اور دُوسری طرف، اُن کے لیے جو بُلائے ہوئے ہیں مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حِکمت ہے"(آیت ۱۸ اور آیت ۲۴)۔ بُلائے جانے کو نجات کی حالت میں لانے کے طور پر ہی دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا، رسُول ایک اور جگہ پر لکھتا ہے" جس نے ہمیں نجات دی اور پاک بُلاوے سے بُلایا ہمارے کاموں کے مُوافق نہیں بلکہ

اپنے خاص اِرادہ اور اُس فضل کے موافق جو مسیح یسوع میں ہم پر اَزل سے ہوا" (۲۔تیمُتھیُس ۱:۹)۔ ہم سب اِس اعلیٰ اور دِل کش بُلاوے کے کتنے مقروض ہیں جو صرف ہمیں دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ بڑی مہربانی سے ہمیں مسیح کے پاس بھی لاتا ہے۔

جان بنیان (John Bunyan) کی کتاب (دی پلگرِمز پروگریس The Pilgrim's Progress) ایک چھوٹی سی مُفید مثال پر مبنی ہے۔ترجمان (Interpreter) کے گھر میں کرِسٹیانا کا سامنا ایک مُرغی اور اُس کے چُوزوں سے ہوا۔ مترجم بیان کرتا ہے کہ مُرغی ایک عام انداز میں اپنے بچوں کو پُکارتی تھی اور وہ سارا دن ایسے ہی پُکارتی تھی، لیکن وہ مزید بیان کرتا ہے کہ مُرغی ایک خاص انداز میں بھی پُکارتی تھی اور ایسا وہ کبھی کبھار کرتی تھی۔ ہم سب اپنی زندگیوں میں اِس بات کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ مُرغی جب ایک خاص انداز میں اپنے بچوں کو پُکارتی ہے تو وہ سارے اُس کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ خدا کیسے مختلف انداز سے اپنے لوگوں کو پُکارتا ہے۔اِنجیل مقدس میں جب وہ عام انداز میں پُکارتا ہے، تو گنہگار اُس کے پاس نہیں آتے، لیکن جب وہ موثر طور پر اپنے رُوح کے وسیلہ سے اُن کو پُکارتا ہے تو وہ اُس کے پَروں کے نیچے پناہ لینے کے لیے دوڑے چلے آتے ہیں۔ جیسا کہ بنیان (Bunyan) کا مُفسر بیان کرتا ہے کہ "عام بُلاوے میں وہ کچھ نہیں دیتا" جبکہ "اُس کے خاص بُلاوے میں یقیناً اُس کے پاس دینے کے لیے کچھ ہوتا ہے"۔[۱۵]

---

[15] John Bunyan, *The Pilgrim's Progress*, in *Works* (Glasgow: Blackie & Son, 1854), 3:186.

مقدسین کی اِستقامت

سچے اِیمان دار کبھی بھی مکمل طور یا قطعاً نہیں گریں گے۔ وہ اپنی زندگیوں میں اِیمان اور تقدیس میں ثابت قدم رہیں گے۔ "تَو بھی صادِق اپنی راہ میں ثابِت قدم رہے گا اور جس کے ہاتھ صاف ہیں وہ زور آور ہی ہوتا جائے گا" (ایوب ۱۷:۹)۔ اور یہ اُن کی اپنی کسی خُوبی کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ یہ اِس لیے ہے کہ خدا اپنے فضل کے اِس کام کو تکمیل تک جاری رکھے گا۔ "اور مُجھے اِس بات کا بھروسا ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شرُوع کیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دِن تک پورا کر دے گا" (فلپیوں ۱:۶)۔ خدا اپنے لوگوں اور اپنے ہاتھوں کی کاریگری کو چھوڑنے کا کوئی اِرادہ نہیں رکھتا ہے۔ "اور اِیمان کے بانی اور کامِل کرنے والے یسُوع کو تکتے رہیں جس نے اُس خوشی کے لیے جو اُس کی نظروں کے سامنے تھی شرمِندگی کا پرواہ نہ کر کے صلِیب کا دُکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا" (عبرانیوں ۱۲:۲)۔ کیوں؟ "اِس لیے کہ خدا کی نعمتیں اور بُلاوا بے تبدیل ہے" (رومیوں ۱۱:۲۹)۔ خدا کا فضل کسی عارضی مقصد کے لیے نہیں ہوتا۔ وہ اِس کو واپس نہیں لے گا اور ایک روُح کو فنا ہونے کے لیے نہیں چھوڑے گا۔ اِس لیے اِیمان دار اَبدی طور پر محفوظ ہیں۔ مسیح یسُوع نے فرمایا "اور مَیں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ اَبد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا" (یُوحنا ۱۰:۲۸)۔

خدا کے فضل کا عہد

ایک اِصلاحی کلیسیا سمجھتی ہے کہ عہد اِنسان کے ساتھ خدا کے تعلق کا مرکز ہے۔اِس لیے اِصلاحی کلیسیائیں خدا کے عہد کو آشکار کرنے اور ترقی دینے پر زور دیتی ہیں۔جان مَرے (John Murray) نے عہد اِلٰہی کو "اِصلاح شُدہ روایت کی ایک اِمتیازی خصُوصیت" قرار دیا۔[16]

بائبل مقدس کے مطابق بیان کریں تو عہد ایک ایسا اِنتظام ہے جس میں خدا اِنسانوں کے فائدے کے لیے داخل ہوتا ہے۔ مصلحین نے اِس تصّور کی اہمیت کو پہچانا، اور اپنے خُطبات اور اپنی تحریروں میں اِس کا بے دریغ اِستعمال کیا۔عہد کا نظریہ بنیادی طور پر جان کیلون کی تصنیف (Calvin's Institutes) میں پایا جاتا ہے، لیکن اُس کے بعد آنے والوں نے اِسے مزید وسعت دی۔۱۵٦۱ء میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی کے پروفیسر زکریا ارسینؔس نے ایک عہد کا حوالہ دیا جو کہ خدا نے اِنسان کی برگشتگی سے پہلے اُس کے ساتھ کیا تھا اور ۱۵۷٦ء میں ارسینس کے ایک ساتھی کاسپر اولیونیؔس نے سکھایا کہ ایک اور عہد بھی تھا جو کہ خدا کے اَزل سے چُنے ہوئے لوگوں کی نجات کی صُورت میں مسیح یسوع میں پورا ہوا۔

---

16 . John Murray, *Collected Writings of John Murray* (Edinburgh: Banner of Truth, 1982), 4:216.

فرماں برداری (اعمال) اور فضل کے عہد

ابدی زندگی سے متعلق دو عہد ہیں۔ عمومی طور پر اِنہیں فرماں برداری کا عہد اور فضل کا عہد کہا جاتا ہے۔ اوّل الذکر نسلِ انسانی کے نمائندے آدم سے باندھا گیا مگر اواخر الذکر ابدیت سے برگزیدوں اور اُن کی ابدی ضمانت کے لئے اِبنِ خُدا کے ساتھ باندھا گیا۔

خدا نے آدم کی تخلیق کے فوراً بعد اُس سے فرماں برداری کا عہد باندھا (پیدایش ۲:۱۶-۱۷؛ ہوسیع ۶:۷)۔ اِس عہد کی شرط آدم کی مکمل طور پر فرماں برداری تھی جو کہ اُس کے کاموں کے ذریعہ سے ظاہر ہونی تھی۔ اِس فرماں برداری کو اِس حکم سے پرکھا گیا کہ "تُو نیک و بد کی پہچان کے درخت کا پھل نہ کھانا"۔ لیکن اِس شرط کے ساتھ ساتھ موت کی سزا بھی تھی جس میں جسمانی، رُوحانی اور اَبدی موت شامل تھی (رومیوں ۵:۱۲؛ ۶:۲۳)۔ اِس شرط پر عمل کرنے کی صُورت میں جسمانی، رُوحانی اور اَبدی زندگی کا وعدہ تھا (متی ۱۹:۱۶-۱۷؛ رومیوں ۷:۱۰)۔ ہم جانتے ہیں کہ آدم نے گناہ کے ذریعے سے عہد شکنی کی اور خود کو اور تمام نسل اِنسانی کو برباد کر دیا "پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گُناہ دُنیا میں آیا اور گُناہ کے سبب سے موت آئی اور یُوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی اِس لیے کہ سب نے گناہ کیا" (رومیوں ۵:۱۲)۔ اپنی عظیم مہربانی کے ساتھ، خدا نے تقریباً اُسی وقت ایک اور عہد کا وجود ظاہر کیا جو کہ فضل کا عہد ہے ۔خدا نے اَبدیت میں اپنے بیٹے کے ساتھ اِس کا اِنتظام کیا تھا (گلتیوں ۳:۱۷ ؛اِفسیوں ۳:۱۱) جس کو تب "پچھلا آدم" یا "اِنسان کا نمائندہ" مقرر کیا گیا تھا (ا۔

کرنتھیوں ۱۵:۴۵،۴۷)۔ اِس عہد کی شرط بھی فرماں برداری ہی تھی، لیکن یہ صرف زندگی میں فعال فرماں برداری نہیں تھی بلکہ یہ ٹوٹے ہوئے عہد کے گناہ کا جواب دینے کے لیے مصائب اور موت میں غیر فعال اِطاعت بھی تھی۔ پس بیٹا اِس تمام راست بازی کو پورا کرنے کا پابند تھا (متی ۳:۱۵)۔ اُسے موت تک وفادار رہنا تھا (فلپیوں ۲:۸)۔ یہ شرط پوری ہو گی یا نہیں اِس بات پر کبھی شک نہیں تھا، لہٰذا اِس شرط کے ساتھ کوئی سزا منسوب نہ کی گئی۔ خدا نے اِعلان کیا کہ وہ اِس وعدے کی تعمیل کرے گا اور اپنے مُجسم بیٹے اور اُس کے لوگوں کو اَبدی زندگی عطا کرے گا (طِطس ۱:۲؛ ۱یوحنا ۵:۱۱)۔ وقت پورا ہونے پر مسیح، جو کہ نئے عہد کا درمیانی ہے، کامیاب ہوا، جہاں آدم بُری طرح ناکام ہوا تھا۔ وہ کہہ سکتا ہے "پس جو مَیں نے چھینا نہیں تھا مُجھے دینا پڑا" (زبور ۶۹:۴)۔

گنہگار جب اِیمان کے ذریعے سے مسیح یعنی اپنے سربراہ اور نمائندہ کے ساتھ متحد ہو جاتے ہیں تو وہ اِس نجات کے عہد میں شامل ہو جاتے ہیں اور اَبد تک اِس کی برکات حاصل کرتے ہیں۔ "کیوں کہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر اِیمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳:۱۶)۔ ہمیں کلام مقدس دینے کا اِلٰہی مقصد فضل کے اِس شاندار عہد کو مختلف عہود میں آشکار کرنا ہے (مثال کے طور پر دیکھیں پیدایش ۹:۸-۱۷؛ ۱۷:۱-۴؛ خرُوج ۲۴:۱-۸) اور مسیح کی خوش خبری میں خاص طور پر (یسعیاہ ۵۳:۳؛ لُوقا ۱:۶۸-۷۲؛ عبرانیوں ۱۰:۱۵-۲۵)۔ یہ نظریہ کس طرح اِلٰہی فضل کو بڑھاتا ہے۔ خدا اِنسان کے ساتھ کسی طرح کی سودے بازی کرنے، یا اُسے کسی بھی طرح سے برکت دینے کا پابند

نہیں تھا، تاہم اُس نے اپنے حیرت اَنگیز فضل سے مسیح میں ایک ایسا اِنتظام کیا جو کہ اَبدی برکت کی زندگی میں جاری کرتا ہے۔

اَمریکی کانگرس کے وزیر ایڈورڈ پیسن (Edward Payson) نے ۱۸۱۲ء میں اپنی والدہ کو خط لکھا۔ وہ ذاتی طور پر خدا کے فضل کے معجزات کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اِس مخصوص خط میں اُس نے اِس موضوع پر گہرے خیالات کا اِظہار کیا۔ اُس نے لکھا:

اِس سے پہلے کبھی نجات کی حکمتِ عملی اور خدا کی ذات کا عظیم بھید، اِس قدر عظیم اور شاندار طور پر اِنسانی جسم میں ظاہر نہیں ہوا۔ اِس پر غور کرتے ہوئے، مَیں حیرت انگیز طور پر ایک ایسی وجہ سے متاثر ہوا جس کا اِنکشاف پہلے کبھی مجھ پر نہیں ہوا تھا کہ خدا نے آدم کو گرنے کی اِجازت کیوں دی۔ اگر وہ (آدم) قائم رہتا تو اُس کی تمام نسل ہمیشہ خوش رہتی۔ ایک طرح سے وہ اُن کا نجات دِہندہ ہوتا اور جب وہ جنت کی خوشیوں سے لُطف اَندوز ہو رہے ہوتے، تو وہ کہتے "اِس سب کے لیے ہم اپنے پہلے والدین کے مشکور ہیں"۔ یہ اُن کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہوتا۔ اِس بات نے آدم کو فخر کرنے اور ہمیں بُت پرستی کرنے کی طرف مائل کیا ہوتا۔ تاہم یہ اَعزاز خدا کے اپنے بیٹے "آدمِ ثانی" کے لیے مخصوص تھا۔ شاید اِس بات کا اِنکشاف آپ پر اِس سے پہلے ہوا ہو، اِس لیے مَیں اِس بات کو زیادہ نہیں بڑھاؤں گا۔[۱۷]

---

17. Edward Payson, *A Memoir of the Rev. Edward Payson* (London: Seeley & Burnside, 1830), 235–36.

عہد کا علمِ اِلٰہی، نجات دِہندہ کی عظمت کو بڑھاتا ہے۔یہ ہمیں اِیمان کی ضرورت کے بارے میں سکھاتا ہے جو کہ اُس کے ساتھ میل مِلاپ ہے۔چوں کہ فطری طور پر ہماری نسبت آدم سے ہے جو ہمارے لیے تباہی اور مایُوسی لایا، اِس لیے ہمیں مسیح یسوع کے ساتھ ہم آہنگی کی ضرورت ہے جو کہ ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشے گا۔اگر اِیمان کے وسیلہ سے ہم مسیح یسوع کے ساتھ ایک ہیں تو وہ ہر ایک چیز جس پر اُس کا اِختیار ہے اُس میں وہ ہمیں بھی شامل کرے گا۔اور بے شک، اِس میں اُس کی بڑی نجات بھی شامل ہے۔یہ بڑی حیرت انگیز بات ہے کہ رُوحانی مفلُوک اَلحال اور قرض داروں کو اب خالص ، مفت فضل اور آسمانی اور اَبدی بادشاہی کے وارث بنا دیا گیا ہے۔

فضل کا تجربہ

اِصلاحی کلیسیا خدا کے نجات بخش فضل کے ذاتی اور رُوحانی تجربے کی ضرورت پر زور دیتی ہے جو کہ شکر گذاری کا ایسا احساس پیدا کرتا ہے کہ اِیمان دار بخوشی ، خدا کے احکامات کی پیروی زندگی کے اُصول کی طرح کرتے ہیں۔لُوتھر اُن اُصولوں کی پیروی کرنے کا عزم لیے ہوئے، آگسطینی خانقاہ میں داخل ہوا جنہوں نے اُس کی پوری زندگی کو منظم بنا دیا۔وہ ایک راہب (تارک اُلدنیا) کیوں بنا؟ اُس نے اپنے دِل میں سکُون اور اُمید کی ضرورت کو محسوس کیا۔جیسا کہ وہ بعد میں کہے گا "اگر کوئی راہب، رہبانیت کے ذریعے سے جنت حاصل کر سکتا تو مَیں ضرور اِس تک پہنچ چُکا ہوتا"۔[۱۸]

---

18 . Thomas M. Lindsay, *Luther and the German Reformation* (Edinburgh, T. & T. Clark, 1908), 34.

آگسٹین سے پہلے، ڈاکٹر سٹاؤپٹز نے اِس بات پر زور دیا کہ ہر راہب کو کلام مقدس کو پڑھنا چاہیے۔ لُوتھر نے رومیوں کا خط پڑھنا شروع کیا۔ بعد میں اپنی مسیح میں تبدیلی کے بارے میں اُس نے کچھ اِس طرح بتایا:

"مَیں نے پولُس رسول کے مطلب کو سمجھنے کے لیے دِن رات کوشش کی، اور آخر کار مَیں نے اُسے اِس طرح سے سمجھا کہ یہ اِنجیل مقدس میں راست بازی سے آشکار کیا گیا ہے جو کہ خدا کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے۔ راست بازی جس کے ذریعے ،خدا نے اپنی رحمت اور شفقت سے ہمیں پاک کیا، جیسا کہ لکھا ہے "راست باز اِیمان سے جیتا رہے گا"۔ فوراً مجھے لگا جیسے مَیں نئے سِرے سے پیدا ہوا ہوں۔ یہ ایسے تھا، جیسے کہ مَیں نے آسمان کا دروازہ کھُلا ہوا پایا۔ اب مَیں نے کلام مقدس کو مکمل طور پر ایک نئی روشنی میں دیکھا۔۔۔ "خدا کی بادشاہی" کا اِظہار جس سے مَیں پہلے بہت نفرت کرتا تھا، اب بہت پیارا اور بہت قیمتی بن گیا۔ اب یہ مجھے بہت ہی پیارا اور میرے لیے تسلی بخش لفظ بن گیا۔ پولُس کا وہ حوالہ میرے لیے فردوس کا حقیقی دروازہ تھا۔[19]

یہ ایک اصلاحی تجربہ ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو کہ معلوم اور محسوس کی جاتی ہے ۔ آج مَیں حیران ہوتا ہوں کہ عقلی کیلون ازم بہت زیادہ ہے۔ بہت سے لوگ کتابی علم رکھتے ہیں۔ لیکن اِصلاحی مسیحیت باطنی طور پر سکھائے جانے کی ضرورت پر زور دیتی ہے ۔ یہ دِل کی باتوں پر زور دیتی ہے۔ فضل کے عقیدہ کو سمجھنا صرف ایک اِیمان کے پروفیسر

---

[19] Thomas M. Lindsay, *Luther and the German Reformation* (Edinburgh, T. & T. Clark, 1908), 34.

کے لیے ہی ممکن ہے۔ اہم چیز "خدا کے فضل کو سچے طور جاننا" ہے (کُلسِیوں ۱:۶؛ اِفسیوں ۱:۱۳)۔ سچے اِیمان دار مسیح کی محبت کے بارے میں کچھ جانتے ہیں (یوحنا ۱۴:۲۳؛ ۱۶:۲۲) وہ وقت جب خاص طور پر قریب نظر آتا ہے۔۔۔ ہم اُس کی رُوح کے اَثرات کو محسوس کرنا شروع کرتے ہیں۔ اُن قیمتی لمحات میں اور حقیقی رفاقت میں محبت کے راز آشکار کیے جاتے ہیں اور یہ زمین پر ایک فردوس بن جاتا ہے۔

اب محسوس کیا گیا کہ فضل، شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے ایک اِیمان دار کی ذِمے داری کو ختم نہیں کرتا، بلکہ یہ نئے محرکات، صلاحیتوں اور حوصلہ اَفزائی کے ذریعے سے اُس ذِمے داری کو تقویت بخشتا ہے۔ ایک برطانوی پیوریٹن رچرڈ سائبز نے ایک مرتبہ مشاہدہ کیا کہ مسیح کی محبت ہمیں فرائض کو اَنجام دینے، تکلیف اُٹھانے اور کسی بھی چیز کے خلاف مزاحمت کرنے پر مجبور کرنے کا اِختیار رکھتی ہے۔[20] خدا کے پاک رُوح کی بدَولت ایک اِیمان دار کا دِل خدا کے پاک قوانین کی پاسداری کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ وعدہ یہ ہے کہ "مَیں اپنے قانُون اُن کے ذِہن میں ڈالُوں گا اور اُن کے دِل پر لکھوں گا" (عِبرانیوں ۸:۱۰) اور اِس کی تکمیل اُس تبدیلی میں ہے جو کہ ایک گنہگار کو یہ کہنے کے قابل بناتی ہے کہ "کیوں کہ باطنی اِنسانیت کی رُو سے تو مَیں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں" (رُومیوں ۷:۲۲)۔

---

[20] . Thomas M. Lindsay, *Luther and the German Reformation* (Edinburgh, T. & T. Clark, 1908), 34.

لہٰذا، کیا یہ شریعت ،اِیمان داروں کے لیے ایک ضابطہِ حیات ہے ؟ بلاشُبہ یہ ہے ۔پولُس رسُول خود کو اِس طرح سے بیان کرنے کے قابل تھا کہ ”اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا“(ا۔کرنتھیوں ۹:۲۱)۔بألفاظ دِیگر پولُس رسُول نے خود کو مسیح کے نجات یافتہ گنہگاروں میں سے ایک کے طور پر، خدا کے اِخلاقی قانون کا پابند محسوس کیا۔اِصلاحیلوگ شریعت کو نہ تو تصدیق کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور نہ ہی سزا کا۔

اِنجیل کی مُنادی

ایک اِصلاحی کلیسیا نجات کی خوش خبری کو نہ صرف اپنے قرب و جوار میں بلکہ مُلک کے دِیگر علاقوں اور دُنیا کے دِیگر حصوں میں پہنچانے کے لیے پُر عزم ہوتی ہے ۔ تاریخی طور پر دیکھیں تو اِصلاح اور اِنجیلی بشارت ساتھ ساتھ چلتی رہی ہیں۔ ۱۵۵۹ء میں سویڈن کے ایک پروٹسٹنٹ نے اِنجیل کی خوش خبری کو لیپ لینڈ کے لوگوں تک پہنچایا اور ۱۵۶۲ء میں فرانسیسی پروٹسٹنٹ نے فلوریڈا میں اور اُس کے بعد کیرولینا میں اِنجیلی بشارت دی۔ ۱۵۶۶ء میں جنیوا کے چرچ نے چودہ مشنریوں کو جنوبی اَمریکہ میں مسیحیت کو پھیلانے کے لیے بھیجا۔ بعد میں پلگرم فادرز (FathersPilgrim) مشنری بنے ۔۱۶۲۰ء میں نیو پلائی ماؤتھ(New Plymouth) میساچوسٹس (Massachusetts) پہنچ کر اُنہوں نے جلد ہی ہندوستانیوں کی تبدیلی کو فروغ دینے کے لیے ایک مشن کا اہتمام کیا۔

اِنجیل کی بشارت دینا چرچ کی ذِمے داری ہے۔ متی کی اِنجیل میں مسیح یسوع کے اپنے شاگردوں کے لیے آخری اَلفاظ کچھ اِس طرح درج ہیں" پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتِسمہ دو"(متی ۲۸:۱۹-۲۰؛مرقس ۱۶:۱۵-۱۶؛لُوقا ۲۴:۴۶-۴۹؛یوحنا ۲۰:۲۱-۲۲)۔اَعمال کی کتاب بیان کرتی ہے کہ کیسے اُس کے ارشادِ اعظم کی تکمیل کی گئی۔اُس پر اِیمان رکھنے والے لوگوں نے اِنجیل کی خوش خبری کو یروشلیم سے یہودیہ کے دُوسرے حصوں تک اور پھر سامریہ کے آباد علاقوں تک اور آخر میں دُنیا کی اِنتہا تک پہنچایا۔یہ معاملہ کوئی ضمنی مسئلہ نہیں ہے۔یہ ہماری اوّلین ترجیح ہے کہ ہم خدا کے جلال کو بیان کریں جیسا کہ وہ نجات کے منصُوبہ میں دِکھایا گیا ہے۔کیوں؟ کیوں کہ صرف اِسی طرح سے خدا کی پاک مرضی پوری ہو گی اور "جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے جلال کے عرفان سے معمُور ہو گی"(حبقُوق ۲:۱۴؛ یسعیاہ ۱۱:۹)۔ صرف چرچ کی عمارت میں اِنجیل کی مُنادی کرنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ مسیح کا طریقہ "مزدُوروں کو بھیجنا ہے "(متی ۹:۳۸؛ یوحنا ۱۵:۱۶)۔جیسا کہ پولُس رسُول نے فرمایا" غرض اَے بھائیو! ہمارے حق میں دُعا کرو کہ خداوند کا کلام اَیسا جلد پھیل جائے اور جلال پائے جَیسا تم میں "(۲۔ تھِسلُنیکیوں ۳:۱)۔

زندگی کی تقدیس

ایک اِصلاحیکلیسیاء سچی عقیدت کے جذبے کی حوصلہ اَفزائی کرے گی، جس کا اِظہار مکمل طور پر خدا کے لیے مخصوص زندگیوں کی صورت میں ہو گا۔کیلون کا نشان

ایک ہاتھ تھا جو کہ خدا کے لیے ایک دِل کو تھامے ہوئے تھا اور اُس کا نصب العین تھا" مَیں اپنا دِل خدا کو قربانی کے طور پر پیش کرتا ہوں"۔ مسیحی زندگی کے بارے میں لکھتے ہوئے کیلون نے کہا"ہم اپنے نہیں ہیں ، کیوں کہ ہم خدا کے لوگ ہیں، ہم اپنے نہیں ہیں۔اِس لیے اپنی مرضی کو کبھی بھی اپنی سوچ اور اپنے کاموں پر غالب نہ آنے دیں۔اِس لیے ہمیں جہاں تک ممکن ہو اپنی ذات کو بھُول جانا چاہیے"۔[۲۱]

یہ اِصلاح کا اَصل جوہر ہے۔اِس کو رکھنے والے اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے تابع کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔نیا عہد نامہ کیا بیان کرتا ہے؟"اگر ہم جیتے ہیں تو خداوند کے واسطے جیتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو خداوند کے واسطے مرتے ہیں۔ پس ہم جئیں یا مریں خداوند ہی کے ہیں"(رُومیوں ۱۴:۸)۔ایک اور خط میں ہم پڑھتے ہیں" اور تم اپنے نہیں۔ کیوں کہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خداوند کا جلال ظاہر کرو"(ا۔کرنتھیوں ۶:۱۹-۲۰)۔اگر کوئی کلیسیا واقعی میں بائبل کی تعلیمات کے مطابق ہے اور اِصلاحیہ ہے تو اِس کے اَرکان کی وابستگی مسیح یسوع سے ہو گی ۔خُود اَحتسابی کا وقت آ پہنچا ہے۔کیا ہم واقعی میں خدا سے محبت کرتے ہیں؟ ہم اُس کو کس طرح کی خدمات پیش کرتے ہیں؟

عزیز دوستو! کیا یہ ممکن ہے کہ ہم صرف نام نہاد اِصلاحیہ ہیں؟

---

[21] Jean Cadier, *The Man God Mastered* (London: Inter-Varsity Fellowship, 1960), 105.

باب دوم

اِصلاحی عقیدہ کی پُرزور تاکید

"مُبارک اور واحِد حاکم، بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند"
(ا۔ تیمُتھیس ۱۵:۶)۔

کسی بھی اور نظریہ کی نسبت، خدا کی حاکمیت کا نظریہ اِصلاحیکلیسیا سے زیادہ قریب سے جُڑا ہوا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، چوں کہ سرکردہ اِصلاحین، خدا کی حاکمیت کی گہری سمجھ بُوجھ رکھتے تھے۔ جان کیلون نے اپنی تصنیف "کیلونز اِنسٹیٹیوٹ" میں اِسے بڑی مہارت سے بیان کیا ہے۔ آج بہت سے لوگ خدا کی حاکمیت کی بات کرتے ہیں، لیکن بہت کم بائبل کی وہ سمجھ بُوجھ رکھتے ہیں جو کہ کیلون اور دوسرے اِصلاحین رکھتے تھے، اور بہت کم لوگ اپنی مسیحی زندگیوں میں اِس کے اَثرات دیکھتے ہیں
۔

زیرِ نظر باب ہمیں سکھائے گا کہ بائبل ہمیں خدا کی حاکمیت کی نوعیت کے بارے میں کیا سکھاتی ہے اور یہ کس طرح سے ظاہر ہوتی ہے، خاص طور پر نجات کے کام میں۔ پھر ہم غور کریں گے کہ مسیحیوں کا اِس اِصلاحی نظریے کے بارے میں کیا ردِ عمل ہونا چاہیے۔

لامَحدود طاقت اور اِختیار

کلام مقدس ہمیں سکھاتا ہے کہ خداوند ہی خدا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی مخلوق پر اپنی بادشاہی کو قائم رکھنے کے لیے، اُس کے پاس لامحدُود طاقت اور اِختیار

ہے۔اِستثنا۴: ۳۹ بیان کرتی ہے ”خداوند ہی خدا ہے اور کوئی دُوسرا نہیں“۔ کمزور دیوتا ،ایک لغویت ہے۔خدا کے کسی بھی تصور میں طاقت اور اِختیار کا ہونا بہت ضروری ہے ۔اَبرام کو کہے گئے خدا کے اپنے اَلفاظ کو یاد رکھیں ”مَیں خدایِ قادِر ہُوں۔ تو میرے حضُور میں چل اور کامِل ہو“ (پیدایش ۱۷:۱)۔ ”قادِرِ مُطلق “ ہونا اُس کی ذات کے لیے نہایت ضروری ہے۔ایک کامِل ذات میں کسی طرح کی کوئی کمزوری نہیں ہو سکتی۔ خدا کے پاس لامحدُود اِختیار ہونا چاہیے۔اِس لیے کلامِ مقدس میں ” اُس کی بڑی قدرت “ کا ذِکر ملتا ہے اور اِس حقیقت کا بھی کہ ”خدا ایسا قادِر ہے کہ اُس قدرت کے موافق جو ہم میں تاثیر کرتی ہے ہماری درخواست اور خیال سے بہت زیادہ کام کر سکتا ہے“ (اِفسیوں ۱: ۱۹؛ ۳: ۲۰)۔ ہم اِس اِلٰہی اِختیار کے اِستعمال کو حاکمیت کہتے ہیں۔ خدا، بڑے اِختیار کے ساتھ اپنی قدرت کے کاموں کا تعین کرتا ہے۔جیسا کہ زبور نویس فرماتا ہے ”ہمارا خدا تو آسمان پر ہے۔ اُس نے جو کچھ چاہاوہی کیا“ (زبور ۱۱۵: ۳؛ زبور ۱۳۵: ۶)۔

ہمیں خدا کی ”حاکمیت اعلیٰ “ اور ”حقیقی“ طاقت کے درمیان فرق کرنا چاہیے ۔پہلے والی سے ہماری مُراد وہ اِختیار ہے جس سے وہ کوئی بھی کام کر سکتا ہے (یعنی کوئی بھی چیز جو اُس کی فطرت کے کمال سے مطابقت رکھتی ہو)۔ مُوخر اُلذکر سے ہماری مُراد وہ اِختیار ہے جس کا اِستعمال وہ اپنی پاک مرضی کے مطابق اِس دُنیا اور دِیگر تمام جہانوں میں کرتا ہے۔خدا کے نزدیک کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خُود فرماتا ہے ” دیکھ مَیں خداوند تمام بشر کا خدا ہوں ۔ کیا میرے لیے کوئی کام دُشوار ہے ؟“ (یرمیاہ ۳۲: ۲۷)۔ لیکن اُس نے کچھ مخصوص کاموں کی اَنجام دِہی کے ذریعے سے اپنے اِس

اِختیار کو آشکار کیا، اِس فرمان کے ساتھ کہ "میری مصلحت قائم رہے گی اور مَیں اپنی مرضی بالکُل پُوری کروں گا" (یسعیاہ ۴۶: ۱۰)۔

یوحنا اِصطباغی نے کہا کہ "خدا اِن پتھروں سے اَبرہام کے لیے اولاد پَیدا کر سکتا ہے" (متی ۳: ۹) لیکن یہ کہنے میں بہت فرق ہے کہ وہ واقعی میں ایسا کوئی کام کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔ بالکُل اِسی طرح سے گتسمنی باغ میں ہمارے خداوند نے فرمایا "کیا تُو نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے باپ سے مِنت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا" (متی ۲۶: ۵۳)۔ دراصل یہ بات اِلٰہی اِختیار میں تھی لیکن یہ ایسی بات نہیں تھی جسے خدا نے کرنا مُناسب سمجھا۔ خدا کی حاکمیت، ہر ایک چیز کو اپنے پہلے سے طے شُدہ اور ہمہ گیر مقصد کے مطابق ترتیب دینا ہے۔ یہ اُس کے اِختیار میں ہے کہ خدا اِس پُوری تخلیق شُدہ کائنات پر حکومت کرتا ہے۔ یہاں پر داؤد کے اَلفاظ ذہن میں آتے ہیں، اگرچہ اِس مقام پر، کلامِ مقدس کے کئی دُوسرے حوالہ جات بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ داوٗد نے فرمایا "اَے خداوند! عظمت اور قدرت اور جلال اور غلبہ اور حشمت تیرے ہی لیے ہیں کیوں کہ سب کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے تیرا ہے۔ اَے خداوند! بادشاہی تیری ہے اور تُو ہی بحیثیت سردار سبھوں سے مُمتاز ہے" (ا۔ تواریخ ۲۹: ۱۱)۔

لافانی فضلیت

خدا کی بے پایاں حاکمیت اُس کی فطرت کی کامل بزرگی میں مُنکشف ہوتی ہے۔ جیسا کہ وہ جو عظمت اور بھلائی میں سب سے بڑھ کر ہے (جیسا کہ تخلیق، پروردگاری

اور نجات سے ظاہر ہوتا ہے) وہ پوری کائنات پر اِختیار رکھتا ہے۔ سترھویں صدی میں ایک برطانوی مبلغ (Benjamin Keach) نے ویسٹ منسٹر مختصر کیٹی کیزم کی بنیاد پر ایک کیٹی کیزم شائع کیا۔ مَیں ہمیشہ اِس کے پہلے سوال سے بہت مُتاثر رہا ہوں "سب سے مُقدم اور کامِل کون ہے؟" بے شک، جواب یہ ہے کہ "خدا ہی مُقدم اور کامِل ہے"۔[۲۲]

چوں کہ خدا ہی مُقدم ہے "اَزل سے اَبد تک تُو ہی خدا ہے" (زبور ۹۰:۲) اور کامل خدا جیسا کہ متی ۵:۴۸ میں بیان کیا گیا ہے، وہ ہر چیز پر حکومت کرنے کا مکمل اِختیار رکھتا ہے۔ چوں کہ وہ ہر ایک چیز کا خالق ہے، اِس لیے یہ اُس کا ناقابلِ تسخیر اِستحقاق ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہیے کرے۔ "کیا مُجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہُوں سو کروں" (متی ۲۰:۱۵؛ رومیوں ۹:۲۰-۲۱)۔ اِس کائنات کے خالق کے طور پر یہ اُس کا اِختیار ہے کہ وہ تمام اِشیا کو حکم دے کہ اُس کی بزُرگی بیان کریں اور اُس کی تعظیم کریں۔ جہانوں کے تخلیق کیے جانے کا مقصد، خدا کی شان و شوکت، عظمت اور بزُرگی کا بیان کرنا تھا۔ اِسی لیے خدا نے تمام مخلوقات کو بنانے کا اِرادہ کیا۔ یہ سب اُس کی اَبدی تمجید کے لیے ہیں۔ کلام مقدس میں بیان ہے "کیوں کہ اُسی کی طرف سے اور اُسی کے

---

[22] Baptist General Assembly, ""*The London Baptist Confession of Faith of 1689 & Keach's Catechism*"" (Choteau, Mont.: Gospel Mission, 1990), 1.

وسیلہ سے اور اُسی کے لیے سب چیزیں ہیں۔ اُس کی تمجید اَبد تک ہوتی رہے "(رومیوں ۱۱:۳۶)۔

پابندی سے آزادی

اپنی حاکمیت اعلیٰ میں، خدا اپنی ذات سے باہر تمام اَثرات، ذِمے داریوں اور مقاصد سے آزاد ہے۔ وہ بالکل وہی کرتا ہے، جو چاہتا ہے۔ ہم کیا پڑھتے ہیں؟" اور زمین کے تمام باشندے ناچیز گنے جاتے ہیں اور وہ آسمانی لشکر اور اہلِ زمین کے ساتھ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کا ہاتھ روک سکے یا اُس سے کہے کہ تُو کیا کرتا ہے؟ (دانی ایل ۴:۳۵) اور پھر "جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے" (اِفسیوں ۱:۱۱)۔ خدا کی آزاد مرضی نہ تو شیطان کی مخالفت سے اور نہ ہی اِنسان کی بغاوت سے متاثر ہوتی ہے۔ زبور ۳۳:۱۱ میں فرمایا گیا ہے "خداوند کی مصلحت اَبد تک قائم رہے گی اور اُس کے دِل کے خیال نسل در نسل"۔ خدا تخلیق، نجات اور پروردگاری کے سارے کام میں اپنی آزاد مرضی رکھتا ہے اور اِس مرضی کو تبدیل کرنا ناممکن ہے، جیسا کہ ایوب نے فرمایا" لیکن وہ ایک خیال میں رہتا ہے اور کون اُس کو پھِرا سکتا ہے؟ اور جو کچھ اُس کا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہے" (ایوب ۲۳:۱۳)۔ اِس کا موازنہ (اَمثال ۲۱:۳۰) سے کیا جا سکتا ہے "کوئی حِکمت کوئی فہم اور کوئی مشورت نہیں جو خداوند کے مقابل ٹھہر سکے"۔

تاہم، اِس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا کی اَبدی مرضی ایک بھید ہے۔ عام طور پر وہ اپنے کاموں کو ظاہر نہیں کرتا اور نہ ہی اُن کی وضاحت کرتا ہے "کیوں کہ وہ اپنی باتوں میں سے کِسی کا حِساب نہیں دیتا" (ایوب ۳۳:۱۳)۔ تاہم، بعض اوقات وہ اپنا

مقصد دُوسروں پر آشکار کرتا ہے، جیسا کہ اَبرہام کے معاملہ میں، جس کے بارے میں خدا نے فرمایا "اور خداوند نے کہا کہ جو کچھ مَیں کرنے کو ہُوں کیا اُسے اَبرہام سے پوشیدہ رکھُوں" (پیدایش ۱۸:۱۷؛ عامُوس ۳:۷)۔ چوں کہ اِنسان اِلٰہی مشاورت میں شامل نہیں ہوتے، اِس لیے اُن میں سے کسی پر تنقید کرنا نامناسب ہے۔ "کون اُسے کہے گا کہ تُو کیا کرتا ہے؟" (ایوب ۹:۱۲؛ رومیوں ۹:۲۰-۲۱)۔ اِس بات کو یاد رکھنا بہتر ہو گا کہ اوّل تو خدا علیمِ کُل ہے، دوئم یہ کہ اُس کے منصوبہ جات ہمیشہ پُراِسرار ہوتے ہیں اور سوئم یہ کہ خدا کو اِنسانی عقل کے کٹہرے میں کھڑا کرنا ایک بے باک گستاخی ہے۔

کبھی ناکام نہ ہونے والی مرضی

خدا نے اَزل سے ہی ہر ایک وقوع پذیر ہونے والی چیز کو متعین کیا ہے ۔ہمارے منصوبہ جات کسی چیز کو یقینی نہیں بنا سکتے، لیکن اُس کی مرضی ہمیشہ پُوری ہوتی ہے۔ یہ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ یہ کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی۔ اپنی قدرتِ کاملہ سے وہ اپنی پاک مرضی کو پُورا کرتا ہے۔ کلامِ مقدس میں ہمیں یہی بات سکھائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر یسعیاہ ۴۶:۹-۱۱ میں خدا فرماتا ہے "مَیں خدا ہوں اور کوئی دُوسرا نہیں۔ مَیں خدا ہُوں اور مجھ سا کوئی نہیں۔ جو اِبتدا ہی سے اَنجام کی خبر دیتا ہوں اور ایامِ قدِیم سے وہ باتیں جو اَب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میری مصلحت قائم رہے گی اور مَیں اپنی مرضی پُوری کروں گا"۔

یہ مصلحت یا اِرادہ اَزلی ہے۔ جیسا کہ پولُس رسول نے (اِفسیوں ۳:۱۱) میں اِس اَزلی اِرادہ کے بارے میں لکھا۔ اِس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ "خدا دُنیا کے شروع سے اِن

باتوں کی خبر دیتا آیا ہے"(اَعمال ۱۸:۱۵)۔ خدا نے اَزل سے طے کر رکھا ہے کہ کس وقت کیا وقوع پذیر ہو گا اور وہ مُستقبل میں ہونے والے واقعات کا تفصیلی علم رکھتا ہے ۔چوں کہ خدا اَزلی طور پر یکساں ہے، اِس لیے اُس کی پاک مرضی بھی ہمیشہ کامِل ہے اور جس کا اِنحصار کسی بھی اور بات پر نہیں ہوتا (زبور ۱۳۵:۶) لاتبدیل، صفتِ متعین جو کہ تغیر پذیر نہیں ہوتی (عبرانیوں ۶:۱۷)۔ خدا کے غیر متغیر اِرادہ کے بارے میں بتاتی ہے ۔اِنسانوں کے تمام کام بھی خدا کی پاک مرضی کے تابع ہیں۔ جیسا کہ ہم اَمثال ۱۶:۹ میں پڑھتے ہیں" آدمی کا دِل اپنی راہ ٹھہراتا ہے۔ پر خداوند اُس کے قدموں کی راہنمائی کرتا ہے"۔ یہاں تک کہ لوگوں کی زندگیوں کے ایّام بھی ترتیب دیے گئے ہیں (زبور ۱۳۱:۱۵) جیسا کہ اُن کی معیادیں اور سکُونت کی حدیں مقرر کی ہیں (اَعمال ۱۷:۲۶)

عام طور پر واقعات ایسے نہیں ہوتے، جیسے نظر آتے ہیں۔ یہ پہلے سے طے شُدہ واقعات ہیں جو خدا کے منصوبے کی تکمیل کے لیے دانش مندانہ لیکن ناقابل فہم وجوہات کی بناء پر ضروری ہیں۔ جیسا کہ سلیمان نے ایک مرتبہ فرمایا" قُرعہ گود میں ڈالا جاتا ہے پر اُس کا سارا اِنتظام خداوند کی طرف سے ہے"(اَمثال ۱۶:۳۳)۔شاید اب ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یعقوب ہمیں یہ کہنے کے لیے کیوں کہتا ہے" تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فُلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہریں گے اور سَوداگری کر کے نفع اُٹھائیں گے ۔۔۔ یوں کہنے کی جگہ تمھیں یہ کہنا چاہیے کہ اگر خداوند چاہے تو ہم زندہ بھی رہیں گے اور یہ یا وہ کام بھی کریں گے"(یعقوب ۴:۱۳-۱۵)۔

جلالی اور کامل مرضی

خدا کی حاکمیت بے شک لامحدود ہے لیکن یہ ہمیشہ اُس کی شاندار صفات اور کاملیت کے مطابق اِستعمال ہوتی ہے۔اِس لفظ لامحدود سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ طے کیا گیا ہے وہ ضرور عمل میں آئے گا۔اپنے آپ میں یہ سچائی، خدا کو تلخ اور اُس کی مرضی کو سخت اور جابرانہ بنا سکتی ہے۔بائبل مقدس اِس بات کی یقین دِہانی کراتے ہوئے کہ حاکمیت کی کچھ مخصوص خصوصیات ہوتی ہیں، ہمیں اِس طرح کے خوف سے نجات دِلاتی ہے۔ذیل میں ہم اِن میں سے کچھ کو بیان کریں گے۔

لامحدود حکمت

حِکمت خدا کی پاک مرضی اور اُس کے کاموں کو متاثر کرتی ہے۔جیسا کہ ہم یسعیاہ کی پیش گوئی میں پڑھتے ہیں کہ "خدا کی مصلحت عجیب اور دانائی عظیم ہے "(یسعیاہ۲۸:۲۹)۔خدا کی حِکمت جو اِنسانی عقل سے بالاتر ہے، اُس کے تمام اِلٰہی اور اَبدی منصوبہ جات کی تشکیل میں ظاہر ہوتی ہے "کیوں کہ خداوند عادِل خدا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اُس کا اِنتظار کرتے ہیں"(۱۸:۳۰)۔

کامل اِنصاف

لوگ بعض اوقات خدا کے اِنصاف پر سوال اُٹھا سکتے ہیں، لیکن خدا ہر چیز کا فیصلہ اِنصاف کے سخت قوانین کے مطابق کرتا ہے۔اِس لیے ایوب ۳۴:۱۰ کے مطابق "یہ ہرگز ہو نہیں سکتا کہ خدا شرارت کا کام کرے اور قادرِ مطلق بدی کرے"۔ تقدیر

کے نظریے کے متعلق بات کرتے ہوئے، پولُس رسول نے سوال کیا" پس ہم کیا کہیں؟ کیا خدا کے ہاں بے اِنصافی ہے؟"اُس نے فوری طور پر اپنے اِس سوال کا جواب دیا" ہر گز نہیں"(رومیوں ۹:۱۴)۔ یہ بات سچ ہے کہ خدا اپنی حاکمیت میں بُرائی کو ہونے دیتا ہے ،لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اِنسانوں کو گناہ کرنے پر مجبور کرتا ہے(اَعمال ۱۴:۱۶؛ رُومیوں ۱:۲۱-۳۲)۔ مزید بر آں، گناہ کی اِجازت دینے کا اُس کا مقصد کسی بھی طرح سے گنہگاروں کو کم ذِمے دار یا کم جواب دہ نہیں بناتا(متی ۲۶:۲۴؛اَعمال ۲:۲۳-۲۴)۔

خدائے قادرِ مطلق کیوں ہمیشہ گناہ کو وقوع پذیر ہونے سے نہیں روکتا؟اِس کا جواب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ خدا گناہ کو اپنے لوگوں کی بھلائی اور اپنی عظمت میں بدلنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔ ہم پیدایش ۵۰:۲۰ میں پڑھتے ہیں"تم نے تو مجھ سے بدی کرنے کا اِرادہ کیا تھا لیکن خدا نے اُسی سے نیکی کا قصد کیا تا کہ بہت سے لوگوں کی جان بچائے ،چناں چہ آج کے دِن ایسا ہی ہو رہا ہے اور اِسی مسئلے پر بات کرتے ہوئے زبور ۷۶:۱۰ میں بیان ہے"بے شک اِنسان کا غضب تیری ستایش کا باعِث ہو گا اور تُو غضب کے بقِیہ سے کمر بستہ ہو گا"۔ اور آخر میں جب سب کچھ آشکار ہو جائے گا، تو ہم فِردوس میں تمام مقدسین کے ساتھ مل کر یہ کہتے ہوئے خوشی منا سکیں گے کہ"تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں۔ اَے اَزلی بادشاہ! تیری راہیں راست اور درُست ہیں"(مکاشفہ ۱۵:۳)۔

عظیم بھلائی

بھلائی اِلٰہی ذات کا وہ کمال ہے جو نیکی اور سخاوت سے صادِر ہوتا ہے۔ جیسا کہ زبور نویس نے خداوند سے کہا"تُو بھلا ہے اور بھلائی کرتا ہے"(زبور ۱۱۹:۶۸)۔ یہ بھلائی

عام بھی ہو سکتی ہے (جو کہ سب پر ظاہر ہوتی ہے) اور خاص بھی (جو کہ صرف برگزیدوں پر ظاہر کی جاتی ہے)(زبور ۱۴۵:۹؛نوحہ ۳:۲۵)لیکن یہ پھر بھی بھلائی ہی ہے اور اِس نے خدا کو اُس کے اَبدی منصوبہ جات کی تشکیل میں متاثر کیا تھا۔ہم یہ نتیجہ اَخذ کرتے ہیں کہ اِلٰہی حاکمیت کو اِلٰہی کاملیت کے تناظر میں بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

خدا کی حاکمیت کو ظاہر کرنے کے ذرائع

خدا کی یہ عظیم صفت سب لوگوں کے دیکھنے کے لیے آشکار کی گئی ہے۔بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ خدا کی اِس صفت کو تین طریقوں سے ظاہر کیا گیا ہے:

۱) تخلیق

۲) پروردگاری

۳) نجات۔

تخلیق

خدا نے اپنی پاک مرضی کے مطابق آسمان اور زمین کو تخلیق کیا۔بائبل مقدس اِن اَلفاظ کے ساتھ شروع ہوتی ہے ”اِبتدا میں خدا“۔یہ ایک بنیادی بیان ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کو کسی نے آسمان اور زمین کو تخلیق کرنے کی تجویز نہیں دی اور یقینی طور پر کسی نے بھی اُس پر دباؤ نہیں ڈالا اور اُس کو ایسا کرنے کا پابند نہیں بنایا۔”خدا نے اِبتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا“(پیدایش ۱:۱) اپنے کلام سے وہ اِس کائنات کو وجود میں لایا ”کیوں کہ اُس نے فرمایا اور ہو گیا۔ اُس نے حکم دیا اور واقع ہوا“ (

زبور۳۳:۹)۔ آسمان کی تعریفیں اُس کو تسلیم کرتی ہیں۔ تخلیق ایک خود مختار خدا سے منسُوب ہے۔ ”اَے خداوند اور خدا! تُو ہی تمجید اور عِزت اور قدرت کے لائق ہے کیوں کہ تُو ہی نے سب چیزیں پَیدا کِیں اور وہ تیری ہی مرضی سے تھیں اور پیدا ہوئیں“ (مکاشفہ ۴:۱۱)۔

پرورد گاری

خدا کی حاکمیت پرورد گاری کے کاموں سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اِس دُنیا کی ہر چیز خدا کے حکم سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ ”اُسی میں ہم بھی اُس کے اِرادہ کے موافق جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر مِیراث بنے“ (اِفسیوں ۱:۱۱)۔ اِس کا مطلب کیا ہوا؟ یہ کہ خدا نے اِس پوری کائنات کو سنبھالنے اور اِس کی رہنمائی کرنے کا مُصمم اِرادہ کر رکھا ہے۔ زمینی حکمران اپنے اِختیار پر فخر کر سکتے ہیں مگر یہ خدا کا اِستحقاق ہے کہ وہ اپنی پاک مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ”وہ کون ہے جس کے کہنے کے مطابق ہوتا ہے حالاں کہ خداوند نہیں فرماتا؟ (نوحہ ۳:۳۷)۔ کیوں ہمارے نجات دِہندہ نے اپنے شاگردوں کو بتایا ”کیا پیسے کی دو چڑیاں نہیں بکتیں؟ اور اُن میں سے ایک بھی تمہارے باپ کی مرضی بغیر زمین پر نہیں گر سکتی“ (متی ۱۰:۲۹)۔

مخلصی

آخر کار، حاکمیت کا عملی مظاہرہ نجات کی تکمیل میں ہوتا ہے۔ اِس بات سے متاثر ہو کر پولُس رسول نے اپنے خطوط میں سے ایک میں لکھا" اور سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جِس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کر لیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپُرد کی "(۲۔ کرنتھیوں ۱۸:۵)۔ خدا خود بھی فرماتا ہے "کہ جس پر رحم کرنا منظور ہے اُس پر رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا منظور ہے اُس پر ترس کھاؤں گا"(رومیوں ۱۵:۹)۔ ذیل میں ہم اِس اہم نکتہ کو مفصل بیان کریں گے۔

نجات کے ذریعہ سے خدا کی حاکمیت کا اِظہار

خدا اِیمان داروں کی نجات کے ہر پہلو میں اپنی خود مختاری کو ظاہر کرتا ہے ۔ہمارے پاس فخر کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے ۔اَبدیت کے ماضی میں خدا کے فرمان سے، گنہگاروں کو بُلانے اور راست باز ٹھہرانے اور اُن کی یقین دِہانی، اِستقامت اور جلال میں داخل ہونے کے ذریعے، شروع سے آخر تک، تمام جلال اُس کے پاس جانا چاہیے ۔خدا ہر مرحلہ پر کس طریقہ سے کام کرتا ہے، اِس پر آپ تفصیل سے لکھ سکتے ہیں۔ البتہ ہم یہاں صرف چند نکات پر روشنی ڈالیں گے۔

اَبدی فرمان

ہماری نجات کا منصوبہ ازَل سے ہی تیار کیا گیا تھا۔ یہ خیال خدا کے دِل میں سمایا اور اُس کے مشورے کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے۔ مسیح یسوع کی خوش خبری اب اِس پُر

اِسرار منصوبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسا کہ پولُس رسول نے لکھا "بلکہ ہم خدا کی وہ پوشِیدہ حِکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خدا نے جہان کے شرُوع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی" (۱۔ کرنتھیوں ۲:۷)۔ پُوری اِنسانیت کی بربادی کو پہلے سے ہی دیکھتے ہوئے، خدا نے آزادانہ طور پر اور احسان مندی کے ساتھ باقی بنی نوع اِنسان میں سے ایک گروہ کا اِنتخاب کیا اور اُنہیں ایک مکمل اور اَبدی نجات کے لیے پہلے سے مقرر کیا۔ کلام مقدس میں لکھا ہے "کیوں کہ خدا نے تمہیں اِبتدا ہی سے اِس لیے چُن لیا تھا کہ رُوح کے ذریعہ سے پاکیزہ بن کر اور حق پر اِیمان لا کر نجات لاؤ" (۲ تھِسلنیکیوں ۲:۱۳؛ اِفسیوں ۱:۴؛ ۱۔ تھِسلنیکیوں ۵:۹)۔ یہ خدا کے دِل کی مرضی تھی ۔ خداوند کو پسند آیا کہ وہ یہ کرے۔ خدا نے اِس پُورے منصُوبہ کو تشکیل دیا اور اِنسان کا اِس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ خدا نے اپنی بے مِثال حاکمیت اعلیٰ میں گنہگاروں کو بچانے کا فیصلہ کیا۔ یہ نجات مکمل طور پر اُس کی پاک مرضی کے نیک اِرادہ کے موافق تھی (اِفسیوں ۱:۹، ۵)۔

خاص مکاشفہ

خصوصی مکاشفہ خدا کی ذات کا نجات بخش اِظہار ہے جسے اب کلام مقدس کی مستقل شکل میں ڈال دیا گیا ہے۔ خاص طور پر، یہ خداوند یسوع مسیح کی خوش خبری ہے ۔ خدا نے اپنی آزاد مرضی سے لوگوں کے ساتھ اِس طرح بات چیت کرنے کا اِنتخاب کیا ہے۔ وہ ایسا کرنے کا پابند نہیں تھا، لیکن خدا نے بڑی مہربانی اور اپنی پاک مرضی کے مطابق خود کو آشکار کیا۔ خدا نے اِس خاموشی کو توڑا اور " ہم سے کلام کیا" (عبرانیوں

۱:۲)۔اب اِنجیل مقدس کو "خدا کی خوش خبری" کہا جاتا ہے، کیوں کہ خدا اِس خوش خبری کو نہ صرف اِس دُنیا میں بھیجنے، بلکہ اپنے برگزیدہ لوگوں کے پاس بھیجنے کا ذِمے دار ہے۔زبور نویس اِس سے واقف تھا، اُس نے فرمایا "وہ اپنا کلام نازِل فرما کر اُن کو شِفا دیتا ہے اور اُن کو اُن کی ہلاکت سے رِہائی بخشتا ہے" (زبور ۱۰۷:۲۰)۔پولُس نے پیسیڈین (Pisidian) اِنطاکیہ میں یہودیوں کی طرف اِشارہ کیا "تمہارے پاس اِس نجات کا کلام بھیجا گیا ہے" (اَعمال ۱۳:۲۶)۔یہاں پر اِمتیازی فضل حیران کُن طَور پر ظاہر ہے۔خدا کی پروردگاری میں خوش خبری کچھ لوگوں کو عطا کی گئی اور کچھ لوگوں کے لیے اِس کو منع کیا گیا۔اَعمال کی کتاب میں ہمیں اِس کی ایک مثال ملتی ہے۔پولُس اور اُس کے ساتھیوں کو "رُوح القدس نے آسیہ میں کلام سُنانے سے منع کیا۔اور اُنہوں نے موسیہ کے قریب پہنچ کر بِتونیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کے رُوح نے اُنہیں جانے نہ دیا۔پس وہ مُوسیہ سے گذر کر تروآس میں آئے۔اور پولُس نے رات کو رُویا میں دیکھا کہ ایک مکُدنی آدمی کھڑا ہوا اُس کی مِنت کر کے کہتا ہے کہ پار اُتر کر مکدُنیہ میں آ اور ہماری مدد کر۔اُس کے رُویا دیکھتے ہی ہم نے فوراً مکدُنیہ میں جانے کا اِرادہ کیا کیوں کہ ہم اِس سے یہ سمجھے کہ خدا نے اُنہیں (یعنی مکدُنیہ کے رہنے والوں کو) خوش خبری دینے کے لیے ہم کو بُلایا ہے" (اَعمال ۱۶:۶-۱۰)۔

اِنجیل کی خوش خبری کسی ایک ملک یا کسی ایک طبقہ کو نہیں دی جاتی بلکہ یہ کچھ مخصوص لوگوں کو دی جاتی ہے۔ہمارے خداوند نے اِس حقیقت کا حوالہ دیا کہ "ایلیاہ کے دِنوں میں جب ساڑھے تین برس آسمان بند رہا یہاں تک کہ سارے مُلک میں سخت

کال پڑا بہت سی بیوائیں اِسرائیل میں تھیں۔ لیکن ایلیاہ اُن میں سے کسی کے پاس نہ بھیجا گیا مگر مُلک صیدا کے شہر سارپت میں ایک بیوہ کے پاس۔ اور الیشع نبی کے وقت میں اِسرائیل کے درمیان بہت سے کوڑھی تھے لیکن اُن میں سے کوئی پاک صاف نہ کیا گیا مگر نعمان سوریانی" (لُوقا ۴:۲۵-۲۷)۔ یہ مثالیں ہمیں خدا کے اِس اِستحقاق کی یاد دِلاتی ہیں کہ وہ جسے چاہے اپنی برکتوں سے نوازے۔

موثر بلاہٹ

خدا کی پاک بلاہٹ اِنجیل مقدس کے ذریعے سے ہے، لیکن رُوح اُلقدس کی قدرت کے ذریعے سے اُس کے خاص اِرادہ اور فضل کے مُوافق بھی ہے (۲۔ تیمُتھیس ۱:۹؛ رومیوں ۸:۲۸-۳۰)۔ کچھ گنہگاروں کو اُن کی بے اِیمانی میں چھوڑ دیا جاتا ہے، جبکہ دُوسرے برگزیدہ رُوح القدس کی قدرت سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے گناہ اور مصائب کے قائل ہیں، وہ جانتے ہیں کہ مسیح کا نُور اُن کے ذہنوں کو جِلا بخشتا ہے اور پھر وہ نجات کے لیے خداوند پر بھروسا کرنے کی ترغیب حاصل کرتے ہیں۔ زبور نویس فرماتا ہے "لشکر کشی کے دِن تیرے لوگ خوشی سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں" (زبور ۱۱۰:۳)۔ جبکہ خوش خبری کا یہ بُلاوہ غیر موثر ثابت ہو سکتا ہے، لیکن خدا کے رُوح کی طرف سے یہ بُلاوا ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔ رسولوں کی تعلیمات کے مطابق جو "بُلائے ہوئے" ہیں وہی نجات یافتہ ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۱:۱۸، ۲۴)۔ برگزیدوں کو "تاریکی سے عجیب روشنی میں بُلایا گیا ہے" (۱۔ پطرس ۲:۹)۔ موثر بلاہٹ کسی اِنسان کا اِستحقاق نہیں ہے، نہ ہی اِنسان اِسے خُود سے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ خدا کا ایک آزادانہ عمل ہے۔ اپنے

ایک تجربے کے بارے میں لکھتے ہوئے، پولُس رسول نے فرمایا"لیکن جس خدا نے مُجھے میری ماں کے پیٹ ہی سے مخصوص کر لیا اور اپنے فضل سے بُلالیا جب اُس کی یہ مرضی ہُوئی کہ اپنے بیٹے کو مجھ میں ظاہر کرے تاکہ مَیں غیر قوموں میں اُس کی خوش خبری دُوں "(گلتیوں ۱:۱۵-۱۶)۔ غور کریں! جہاں سے یہ آیت شروع ہوتی ہے "جب اُس کی مرضی ہوئی" یہ گنہگار کی مرضی نہیں تھی، گنہگار تو خدا کے خلاف علانیہ بغاوت کر رہا تھا اور خدا کی طرف سے آنے والی ہر تجویز کے خلاف مزاحمت کر رہا تھا۔"جب یہ اُس کی مرضی ہوئی"۔ دراصل یہاں پر دو طرح کی مرضی پائی جاتی ہے: اوّل گنہگار کی مرضی ،جو کہتا ہے "مَیں نہیں آؤں گا"۔ دوم، قادرِ مطلق خدا کی مرضی جو فرماتا ہے "لیکن تُو ضرور آئے گا"۔اور خدا کی مرضی پُوری ہوتی ہے۔ گنہگار مسیح کو قبول کرتا ہے۔

مجھے ایک سادہ لوح اِنسان کے بارے میں پڑھنا یاد ہے جس نے سکاٹش کِرک یا چرچ میں پاک شراکت کارُکن بننے کی خواہش کا اِظہار کیا۔ کلیسیا کے بزرگوں نے اُس کا اِنٹرویو کیا، اُس سے پُوچھا گیا" آپ کو نجات کا تجربہ کیسے ہوا؟"۔ اُس غریب نوجوان نے جواب دیا"میرے خیال میں یہ اِس طرح سے تھا: میری نجات کے معاملے میں کچھ کردار مَیں نے ادا کیا اور کچھ کردار خدا نے بھی ادا کیا" جیسا کہ آپ تصّور کر سکتے ہیں کہ بزرگ اِس جواب سے خوش نہیں تھے اور میرے خیال میں وہ کم و بیش اِس اِنٹرویو کو ختم کرنے والے تھے۔ تاہم، نوجوان نے اِن اَلفاظ کے ساتھ اپنی بات کو جاری رکھا" بزرگو! میرا کردار یہ تھا کہ مسیح یسوع کا اِنکار کرنے کے لیے جو کچھ کر سکتا تھا، مَیں نے کیا اور خدا کا کردار مُجھے مسیحی بنانے کے لیے تمام ضروری اِقدامات کرنا تھا"۔ اور بے شک یہ بالکُل

اِسی طرح ہے۔ناقابل مزاحمت فضل سے مُراد یہ نہیں ہے کہ گنہگار مزاحمت نہیں کرتا ۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ وہ مزاحمت کرتا ہے، پر خدا اُس کی اِس شریر مزاحمت پر قابو پاتا ہے اور اِس اِختیار کے ساتھ کام کرتا ہے کہ آخر میں ایک سخت دُشمن ہمارے خداوند اور نجات دِہندہ کا وفادار خادم بن جاتا ہے۔

تقدیس

تقدیس کو خدا سے منسوب کیا جاتا ہے۔ آلودہ گنہگار خُود کو پاک نہیں کر سکتے ۔لہٰذا، ہم پڑھتے ہیں "خدا جو اِطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو بِالکل پاک کرے"(ا۔تھِسلُنیکیوں ۵:۲۳)۔اِس اَبدی منصوبے میں برگزیدوں کو پاک اور بے عیب بنانے کا اِرادہ شامل تھا(اِفسیوں ۱:۴)۔خدا اپنے مقصد کو اِبتدائی تقدیس یا(نئے سِرے سے پیدا ہونا) اور پھر بتدریج تقدیس میں پُورا کرتا ہے۔جیسا کہ کلامِ مقدس میں لکھا ہے "کیوں کہ جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک اِرادہ کو اَنجام دینے کے لیے پَیدا کرتا ہے وہ خدا ہے" (فلپیوں ۲:۱۳)۔اِیمان داروں کے اچھے کام نہ صرف پہلے سے طے شُدہ ہیں (اِفسیوں ۲:۹) بلکہ وہ خدا کے فضل سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔یسعیاہ نبی نے فرمایا "اَے خداوند! تو ہی ہم کو سلامتی بخشے گا کیوں کہ تو ہی نے ہمارے سب کاموں کو ہمارے لیے اَنجام دیا ہے"(یسعیاہ ۲۶:۱۳)۔اگر ہم تقدیس کے کسی درجے تک پہنچ چکے ہیں تو یہ خدا کے اُس کام کا نتیجہ ہے۔ہم میں سے ہر ایک پوُلس رسُول کے ساتھ یہ کہنے کا پابند ہے" لیکن جو کچھ ہُوں خدا کے فضل سے ہُوں"(ا۔کرنتھیوں ۱۵:۱۰)۔

ہمارا، خدا کے جلال میں داخل ہونا

پولُس رسُول اپنے مستقبل کے اِمکانات پر خوش تھا۔اُس نے فرمایا"خداوند مُجھے ہر ایک بُرے کام سے چھڑُائے گا اور اپنی آسمانی بادشاہی میں صحیح سلامت پُہنچا دے گا"(۲۔ تیمتھیس ۱۸:۴)۔جہاں تک پطرس رسُول کا تعلق ہے ، وہ مکمل طور پر اِس بات پر قائل تھا کہ وہ ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کی اَبدی بادشاہی میں بڑی عزت کے ساتھ داخل کیا جائے گا(۲۔ پطرس ۱۱:۱)۔ آخر کار، جب ہم اُس عظیم بادشاہی میں داخل ہوں گے تو ہم وہاں پر اپنی موجودگی کو ایک خود مُختار خدا کی حاکمیت سے منسُوب کریں گے۔جب ہم اُس اَبدی تخت کے پاس پہنچیں گے تو ہمیں یہ جان کر خوشی ہو گی کہ ہم آسمان کی بادشاہی میں اپنی آزاد مَرضی سے نہیں بلکہ خدا کے آزاد فضل سے داخل ہوئے ہیں۔ہم اُن تمام جلالی مرد وخواتین کے ساتھ مل کر گائیں گے "نجات ہمارے خدا کی طرف سے ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور بَرّہ کی طرف سے"(مُکاشفہ ۱۰:۷)۔

دُرست ردِ عمل

بحیثیت مسیحی اِیمان دار، یہ نظریہ ناگزیر طور پر ،ہم پر بہت گہرے اَثرات مرتب کرے گا۔دراصل ، یہ ہماری زندگیوں کے ہر پہلو کو تبدیل کر دے گا۔کلامِ مقدس میں سے اِن سچائیوں کی دریافت،لامُحالہ طور پر ہمارے اُس نقطہ نظر کو متاثر کرے گی جو کہ ہم کلیسیائی عبادت میں خدا کے بارے میں رکھتے ہیں،اُس خاص وقت میں جب ہم اِجتماعی طور پر اُس کے نام کی تعظیم کے لیے چرچ میں جمع ہوتے ہیں۔یہ

ہماری روز مرہ زندگی کے پورے طور طریقے کو بدل دیتا ہے تاکہ ہم ہمیشہ اُس کو پیشِ نظر رکھیں جس کی ہم نمائندگی کرتے ہیں۔ آئیں! ہم یہ جاننے کے لیے اپنے دِلوں کا جائزہ لیں کہ کیا ہم کلام مقدس کی اِن حیرت انگیز سچائیوں کا صحیح جواب دے رہے ہیں۔

عقیدت کے ساتھ عبادت کرنا

جب ہمارے سامنے اِلٰہی حاکمیت کا درُست نظریہ ہو گا، تب ہم بڑی تعظیم کے ساتھ خدا کے حضورآئیں گے۔ زبور ۵:۷ آیت ہمیں اِلٰہی رُعب کے بارے میں سکھاتی ہے۔ داؤد نے فرمایا"لیکن مَیں تیری شفقت کی کثرت سے تیرے گھر میں آؤں گا۔ مَیں تیرا رُعب مان کر تیری مقدس ہیکل کی طرف رُخ کر کے سجدہ کروں گا"۔اِسی طرح سے زبور۸۹:۷ آیت میں لکھاہے کہ "اَیسا معبود جو مقدسوں کی محفل میں نہایت تعظیم کے لائق ہے"۔ لہٰذا، اگر کلیسیا ایک قادرِ مطلق خدا پر اِیمان رکھتی ہے تو اُس کی عبادت عصرِ حاضر کی کلیسیاؤں کی عبادت سے واضح طور پر مختلف ہو گی۔ وہاں پر اِلٰہی ذات کے خوف کے ساتھ ملی ہوئی عاجزی ہو گی۔ لوگ کانپتے ہوئے خوشی منائیں گے۔ مزید بر آں، اِس عقیدے کے ساتھ کلیسیا اِس بات کو یقینی بنائے گی کہ اُن کی عبادت کا ہر ایک عنصر کلامِ مقدس میں بیان اُصولوں کے مطابق ہو، کیوں کہ وہ خدا کی پاک مرضی کی خواہاں ہو گی نہ کہ اُس کی ناراضی کی۔

اُس کے اِختیار کے تابع ہونا

قادرِ مطلق خدا کے بارے میں آگہی، ہمیں اُس کے اِختیار کے تابع ہونے اور اُس کے احکامات پر عمل کرنے کی تحریک دے گی۔ ایُوب کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ پہلے وہ "خدا سے ڈرتا" اور پھر وہ "بدی" سے دُور رہتا تھا (ایُوب ۱:۱)۔ ایُوب کے خدا کی حاکمیت کے گہرے اَحساس نے اُسے گناہ سے خوف زدہ کیا اور اُس نے راست بازی کا راستہ اِختیار کیا۔ داؤد نے اِس بات کا اِقرار کیا "مَیں نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھّا ہے" (زبور ۸:۱۶)۔ اُس نے ہمیشہ اِس بات کو ذہن میں رکھا کہ خدا اُس کے ہر عمل کا مشاہدہ کرتا اور اُس کو دیکھتا ہے۔ اِس بات نے، کسی بھی دُوسری چیز سے زیادہ اُس کے زندگی گزارنے کے طریقہ کو متاثر کیا۔

برگزیدوں تک پہنچنا

اِس عقیدے میں مسیح کی خوش خبری کو دُوسروں کے ساتھ بانٹنے کی تحریک پائی جاتی ہے۔ خدا کے پاس جمع کرنے کے لیے لوگ ہیں، وہ لوگ جن کو اَبدیت کے لیے بچایا جائے گا۔ یاد رکھیں! جب پولُس رسول کرنتھس میں تھا تو وہ اپنی مُنادی کی طرف عمومی ردِعمل سے بہت مایُوس تھا۔ تب خدا اُس پر ظاہر ہوا اور فرمایا "اِس لیے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں ـــ کیوں کہ اِس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں" (اَعمال ۱۰:۱۸)۔ مسیح نے اُسے خدا کی حاکمیت یاد دِلائی جو کہ چُناؤ کے وقت اِستعمال کی گئی تھی ۔ اُس شہر میں بہت سی قیمتی جانیں تھیں، جنہیں اُس سچائی کو سننا اور مسیح یسوع پر اِیمان

لانا تھا۔اُنہیں خدا کی نجات کا تجربہ کرنا تھا۔یہ اُس اَبدی فرمان میں لکھا ہوا تھا۔یہی وہ بنیادی وجہ تھی کہ کیوں پولُس رسول کے لیے وہاں پر رُکنا ضروری تھا،کیوں کہ اِس منادی سے برگزیدوں کو بچایا جائے گا۔

اَفسوس کے ساتھ، آج کی کلیسیائیں اِس عقیدے سے بے خبر نظر آتی ہیں ۔اُن میں سے کئی اِس قدر مایوس ہو چکی ہیں کہ اُنہوں نے منادی کا کام ترک کر دیا ہے ۔دُوسری اِس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ بائبلی طریقہ کار اب موزُوں نہیں رہا۔یہ آرمینیین اِزم (Arminianism)کے ثمرات ہیں،وہ نظریہ جس کا آغاز سترھویں صدی کے آغاز میں ہوا اور جس نے دُوسری کئی چیزوں کے ساتھ ساتھ اَزلی چُناؤ اور تقدیر کے نظریے کی بھی مُخالفت کی۔تاہم،خدا کی حاکمیت پر اِیمان رکھتے ہوئے،ہم گنہگاروں کے واحد نجات دِہندہ کے طور پر مسیح یسوع کی منادی کرتے رہیں گے۔ہم پختہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا اِس منادی کو قبول کرے گا اور یہ پہلی صدی کی طرح ہو گا،جب ”اور جتنے ہمیشہ کی زِندگی کے لِیے مقرر کیے گئے تھے اِیمان لے آئے“(اَعمال ۱۳:۴۸)۔

مقدسین سے محبت کرنا اور اُن کے ساتھ رفاقت رکھنا

ہم جانتے ہیں کہ خدا نے اپنے لوگوں کو اَبدی زندگی کے لیے پہلے سے ہی چُن لیا ہے اور وہ یقیناً اُس زندگی سے لطف اَندوز ہوں گے۔ہم اُس کے نجات بخش فضل کی تمام چیزوں کے ساتھ ایک خاص عہد میں بندھ جاتے ہیں۔ہم اِس طرح سے دلیل پیش کرتے ہیں:اگر خدا نے اُن سے لازوال محبت کی ہے تو ہمارے لیے اُن سے بحث کرنا یا اُن سے دُور رہنا غلط ہے۔یہ بات سچ ہے کہ بعض اوقات ہمیں اختلاف کرنا پڑ سکتا ہے،ہو

سکتا ہے ہم اُس مقام تک پہنچ جائیں جہاں ہمیں الگ ہونا پڑے۔ لیکن ہمیں یقینی طور پر غیر ضروری تقسیم سے بچنا چاہیے۔ ہم خدا کے اُن لوگوں کے ساتھ رفاقت کے غیر ضروری طور پر ٹوٹ جانے کا جواز کیسے پیش کر سکتے ہیں جنہیں باپ نے چُنا، بیٹے کے ذریعے چھُڑایا اور رُوح القدس کے ذریعے بُلایا گیا؟

خدا کی پروردگاری پر قناعت پسندی

حاکمیت کا یہ نظریہ، اُن لوگوں کے لیے باعث قوت اور باعث راحت ہے جو اِس نظریہ پر یقین رکھتے ہیں۔ چوں کہ خدا قادرِ مطلق ہے اور تمام چیزیں اُس کے پاک اِرادہ کے مُطابق ہی وقوع پذیر ہوتی ہیں تو یہ ہمارے لیے یقینی بن جاتا ہے کہ ہم اُس کی پروردگاری کے معاملات اور ہمارے مخصوص حالات کے لیے اُس کے اِنتظامات کے تابع ہوں۔ قادِر مطلق خدا سے سوال نہیں کیا جانا چاہیے اور نہ ہی کسی بھی طرح سے اُس کی پاک مرضی پر تنقید کرنی چاہیے۔ سکاٹش پریسبیٹرین کے کوئی دو سو سال بعد رتھر فورڈ (Rutherford) نے اپنے خطوط اور خُطبات لکھے اور این راس کزن (Anne Ross Cousin) نے رتھر فورڈ کے اَلفاظ کو ایک خوبصورت شاعری میں ڈھالا۔ اُس کی کچھ سطریں درج ذیل ہیں:

میرے وقت کا جال اُس نے بُنا
غم کی شبنم اُس کی محبت سے چمک رہی تھی
مَیں اُس ہاتھ کو برکت دوں گا جس نے رہنمائی کی
مَیں اُس دِل کو برکت دوں گا جس نے منصوبہ بنایا

جبکہ عمانوایل کی سرزمین میں خدا کا جلال تخت نشین ہے"[۲۳]۔

رتھرفورڈ جانتا تھا کہ اُس کی زندگی کے تجربات اور حتیٰ کہ اُس کے مصائب اور اُس کے دُکھ ،ایک مہربان خدا کی اُنگلیوں میں سے نکلے ہیں۔اِس لیے اُس کی تلخ مایوسیاں خدا کے عقل مندانہ فرمان تھے۔خدا کے فضل نے اُسے اِس بات کو پہچاننا اور مطمئن ہونا سکھایا۔بائبل مقدس ہمیں "قناعت کے ساتھ دِین داری" کے بارے میں بتاتی ہے(۱۔ تیمُتھیس ۶:۶)۔

مسیحیوں کو "بدقسمتی" یا "حادثہ" کی بات نہیں کرنی چاہیے اور یقینی طور پر اُنہیں "قسمت" کی بات بھی نہیں کرنی چاہیے۔کلام مقدس میں بتایا گیا ہے کہ جب ہارون نے اپنے دونوں بیٹوں کو کھو دیا تو وہ صرف "چُپ رہا"(احبار ۱۰:۳)۔اِسی طرح جب عیلی کو اُس کے دو بیٹوں کی موت کے بارے میں اور اُس کے گھرانے سے کہانت لے لینے کے بارے میں بتایا گیا تو اُس نے کہا"وہ خداوند ہے جو وہ بھلا جانے سو کرے"(۱۔سموئیل ۳:۱۸)۔ایوب نے سخت تکلیف اور دُکھ برداشت کیے ، پھر بھی اُس کے مُنہ سے یہ قابل ذِکر اَلفاظ نکلے "خداوند نے دِیا اور خداوند نے لے لِیا۔خداوند کا نام مُبارک ہو"(ایُوب ۱:۲۱)۔اب یہاں پر کیلون اِزم اِس نظریے کو تقویت دیتی ہے۔ طوفان چاہے جتنا بھی خوف ناک کیوں نہ ہو، کیلونسٹس(Calvinists)ہمیشہ پائلٹ کو پتوار پر دیکھتے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ ہم اِن چیزوں کے رحم و کرم پر نہیں ہیں۔اِس کے

[23]. Samuel Rutherford, *Letters of Samuel Rutherford* (Edinburgh: Banner of Truth, 1984), 743.

بجائے ہم خدا کی محافظت میں ہیں۔ اگر وہ مصیبت میں ہماری رہنمائی کرتا ہے تو یہ صرف ایک محبت بھرے مقصد کو پُورا کرنے اور ایک خاص نعمت عطا کرنے کے لیے ہے ۔یرمیاہ کے اَلفاظ کتنے قیمتی ہیں "کیوں کہ مَیں تمہارے حق میں اپنے خیالات کو جانتا ہوں خداوند فرماتا ہے یعنی سلامتی کے خیالات۔بُرائی کے نہیں تا کہ مَیں تم کو نیک اَنجام کی اُمید بخشوں"(یرمیاہ۲۹:۱۱)۔یہ قادِر مطلق خدا ہمارے تمام تجربات کو ہماری رُوحانی بھلائی کے لیے ترتیب دیتا ہے تا کہ ہم اُس کے پیارے بیٹے کی شبیہ کے مطابق ہو جائیں اور اُس کے جلال کے لیے موزُوں ہو جائیں جس میں جلد ہی ہم داخل ہوں گے اور خوشی منائیں گے۔

"یقیناً بھلائی اور رحمت عُمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہیں گی اور مَیں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکُونت کرُوں گا۔"[۲۴]

وعدوں پر اُمید

خدا کی حاکمیت ہماری اُمید پر بہت گہرا اَثر رکھتی ہے۔شک اور بے یقینی کے عالم میں، ہم اُس کی محبت کے اَبدی مقاصد پر واپس آتے ہیں۔ایک اِیمان دار اپنے دِل میں اِس طرح اِستدلال کرتا ہے "کیا خدا نے مُجھے اِنجیل مقدس کے ذریعے سے نہیں بُلایا ؟۔کیا اُس نے مُجھے راست باز نہیں ٹھہرایا اور مجھے گناہوں کی معافی کا میٹھا احساس نہیں دیا ؟"۔اگر یہ باتیں سچ ہیں تو رومیوں ۸ باب کی سنہری زنجیر نہیں ٹوٹے گی اور مَیں اپنی

24 . *Scottish Psalter*, 1650, Psalm 23, verse 5.

اُمیدوں کے اِظہار کے لیے یہ اَلفاظ پڑھ سکتا ہوں "اور جن کو اُس نے پہلے سے مقرر کِیا اُن کو بُلایا بھی اور جن کو بُلایا اُن کو راست باز بھی ٹھہرایا اور جِن کو راست باز ٹھہرایا اُن کو جلال بھی بخشا" (آیت ۳۰)۔ فضل اور جلال کا خدا، ضرور اپنے لوگوں کو اپنے بیٹے کے شاندار جلال کو دیکھنے اور اُس کی فاتح کلیسیا کی بابرکت رفاقت سے لُطف اندوز ہونے کے لیے آسمان پر لے جائے گا۔

جان کیلون سبت کی عبادت کا آغاز زبور ۱۲۴ کے اِن اَلفاظ سے کیا کرتا تھا "ہماری مدد خداوند کے نام سے ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا" (آیت ۸)۔ ہماری مدد بھی اُسی قادِر مطلق خداوند کے نام سے ہے۔ یہ اَلفاظ، ایک دُوسرے زبور کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہیں جس میں ہم ایک حیرت انگیز وعدے کے بارے میں پڑھتے ہیں "خداوند ہر بَلا سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ وہ تیری جان کو محفوظ رکھے گا۔ خداوند تیری آمدورفت میں اب سے ہمیشہ تک تیری حِفاظت کرے گا" (زبور ۱۲۱:۷-۸)۔ خدا کی حاکمیت کا نظریہ اِصلاحی عقیدے کا سرکردہ نظریہ ہے۔ زندگی، موت اور اَبدیت میں، ہم اپنی آوازیں بُلند کریں گے اور کہیں گے "ہالیلویاہ! اِس لیے کہ خداوند ہمارا خدا قادِر مطلق بادشاہی کرتا ہے" (مُکاشفہ ۱۹:۶)۔

خدا ہمارے دِلوں میں یہ تجربہ عطا کرے، اِس طرح ہماری زندگی میں ہماری حوصلہ اَفزائی کرے کہ زندگی کی آخری گھڑی میں ہم موت کے دریا میں ہمارا ساتھ دینے اور وعدہ کی سرزمین تک بہ حفاظت پہنچانے کے لیے اِس کی طاقت کو ثابت کریں۔ آمین!

باب سوم

عبادت کا درُست نقطہء نظر

جو شُکر گذاری کی قربانی گُذرانتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے(زبور ۵۰:۲۳)

عبادت کیا ہے؟ آج کل یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے ،جب اِیمان دار مسیحیوں میں اِتنی واضح اُلجھن پائی جاتی ہے ۔ویسٹ مِنسٹر مختصر کیٹی کیزم اپنے پہلے

فقرے میں بیان کرتا ہے کہ "اِنسان کی اوّلین ذِمے داری خدا کی تمجید کرنا ہے"[۲۵] اور خدا خُود زبوروں میں ہم سے فرماتا ہے "جو شُکر گذاری کی قربانی گُذرانتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے" (زبور ۵۰:۲۳)۔ تاہم، ہمارے لیے عبادت کے اِس مسئلہ کو سمجھنا اور درُست طور پر اُس مقصد کو پُورا کرنا، جس کے لیے خدا نے ہمیں بنایا، محفوظ رکھا اور نجات دی ہے، کتنا اہم ہے۔ یقیناً، آسمان و زمین میں اِس سے بڑھ کر کوئی عظیم کام نہیں ہے۔

عبادت وہ تعظیم اور عزت ہے جو ہم تمجید، دُعا، کلامِ مقدس کی تلاوت اور کلام مقدس کی تبلیغ جیسے وسائل کے ذریعے سے اُس عظیم ہستی کو پیش کرتے ہیں۔ "اِصلاحی عبادت وہ عبادت ہے جو کہ خدا کے تحریر شُدہ کلام کے مُطابق ہے، جو ایسا واحد اُصول ہے جو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں کیسے خدا کی تمجید بیان کرنی ہے"۔[۲۶] اِس میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کی اِجازت کلامِ مقدس دیتا ہے اور اِس میں ہر وہ چیز شامل نہیں ہے جس کی اِجازت کلام مقدس نہیں دیتا ہے۔ جان کیلون نے عبادت کا بائبلی اور اِصلاحی نظریہ پیش کیا جب اُس نے یہ لکھا "ہمیں اِنسانوں سے خدا کی حقیقی عبادت کا طریقہ سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ خدا نے خُود بڑی وفاداری سے اور مکمل طور پر ہمیں سکھایا ہے کہ ہمیں اُس کی عبادت کیسے کرنی ہے۔[۲۷]

---

[25] The Shorter Catechism, in *Westminster Confession of Faith*, 287.

[26] The Shorter Catechism, 287.

[27] Calvin, *Institutes,* 4.10.8.

عبادت کا مقصد

خدا کی کاملیت، اُسے ہماری عبادت کے اعزاز کا مالک بناتی ہے۔(یسعیاہ۶:۱-۳)میں ہم یسعیاہ کی رُوئیا کے بارے میں پڑھتے ہیں جس میں اُس نے خداوند کو ایک بڑی بُلندی پر اُونچے تخت پر بیٹھے دیکھا۔ سرافیم اپنے چہروں کو ڈھانپے وہاں پر موجود تھے اور وہ اُس عظمت کو بیان کر رہے تھے جو اُسے باقی تمام لوگوں سے مُمتاز کرتی ہے "قُدوس، قُدوس، قُدوس رب الافواج ہے۔ ساری زمین اُس کے جلال سے معمُور ہے"۔ بنی نوع اِنسان بھی ایسے ہی خیالات رکھتے ہیں، کیوں کہ وہ اِس بات سے باخبر ہیں کہ یہوّاہ کے مدمقابل کوئی نہیں آ سکتا۔ "اَے خداوند! تیرا کوئی نظیر نہیں۔ تُو عظیم ہے اور قُدرت کے سبب سے تیرا نام بزرگ ہے۔ اَے قوموں کے بادشاہ! کون ہے جو تجھ سے نہ ڈرے؟"(یرمیاہ ۱۰:۶-۷)۔ ایسی لامحدُود عظمت ہماری باطنی تعظیم کے کچھ بیرونی اِظہار کی مستحق ہے۔ اِس عبادت میں رُوح اور جسم کو متحد ہونا چاہیے، کیوں کہ اگر رُوح شامل نہ ہو تو یہ ذہنی اِلحاد ہے اور اگر جسم شامل نہ ہو تو یہ عملی اِلحاد ہے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "تُو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر"(متی ۴:۱۰)۔ پولُس رسول نے اِیمان داروں کو یہ نصیحت کی "پس اپنے بدن سے خداوند کا جلال ظاہر کرو"(۱۔کرنتھیوں ۶:۲۰)۔

عبادت کے دوران ہماری نیت کچھ دینے کی ہونی چاہیے نہ کہ کچھ حاصل کرنے کی۔زبور نویس بیان کرتا ہے کہ "خداوند کی اَیسی تمجید کرو جو اُس کے نام کے شایان ہے" جو یہ ہے کہ "پاک آرایش کے ساتھ خداوند کو سجدہ کرو"(زبور ۲۹:۲)۔

اِس کو ایک اور زبور میں بھی بیان کیا گیا ہے، لیکن اِن اضافی اَلفاظ کے ساتھ "ہدیہ لاؤ اور اُس کی بار گاہوں میں آؤ" (زبور ۹۶:۸)۔ یہ دُعا اور تعظیم کا رُوحانی ہدیہ ہو گا (۱۔ پطرس ۵:۲)۔ یہ اِس لیے نہیں پیش کیا جاتا کہ اُسے اِس کی ضرورت ہے، بلکہ اِس لیے کہ یہ ہماری معقول عبادت کا ایک اہم حصہ ہے (رومیوں ۱۲:۱)۔ تاہم، اِس فرض کی دُرست اَنجام دِہی کے لیے رُوح القدس کی رہنمائی ضروری ہے۔ رُوح القدس، خدا کی پاک اور بعید الفہم شان و شوکت کو آشکار کرتا ہے۔ ایک بار پھر سے زبور نویس اِس تصور کے ساتھ ہماری مدد کرتا ہے "کیوں کہ زندگی کا چشمہ تیرے پاس ہے۔ تیرے نُور کی بدولت ہم روشنی دیکھیں گے (زبور ۳۶:۹)۔ یہ صرف رُوح القدس کی آگہی اور روشن خیالی ہی کی بدولت ہے کہ ہم اِیمان کے وسیلہ سے خدا کی عظمت کو دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ رُوحانی بصیرت ہمارے دِلوں میں ایسا ردِ عمل اُبھارتی ہے جو کہ دُرست عبادت کے لیے ضروری ہے۔ مزید بر آں، عبادت گذار وں کے طور پر ہمیں اپنی عبادت کی تیاری اور اُس کے عملی اِظہار میں رُوح القدس کی مدد کی ضرورت ہے۔ اِفسیوں کی کلیسیا کے نام پولُس رسول کے خط میں اُس کے اَلفاظ کو یاد رکھیں" اور شراب میں مَتوالے نہ بنو کیوں کہ اِس سے بد چلنی واقع ہوتی ہے بلکہ رُوح سے معمُور ہوتے جاؤ۔ اور آپس میں مزامیر اور رُوحانی غزلیں گایا کرو اور دِل سے خداوند کے لیے گاتے بجاتے رہا کرو" (اِفسیوں ۵:۱۸-۱۹)۔

ہم خدا کی ستایش میں عظیم رُوحانی نفع کی توقع کر سکتے ہیں۔ بہر حال، عبادت ہمیں واقعتاً اُس کے قریب لا رہی ہے جو ہماری سب سے بڑی بھلائی ہے۔ اگرچہ یہ اِس

سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اُس کی موجودگی سے لطف اَندوز ہو رہی ہے، اُس کے بارے میں ہمارے عِلم میں اِضافہ کر رہی ہے اور اُس کے ساتھ ایک پاک رفاقت میں شامل کر رہی ہے۔ "لیکن میرے لیے یہی بھلا ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کروں۔ مَیں نے خداوند خدا کو اپنی پناہ گاہ بنالیا ہے تاکہ تیرے سب کاموں کو بیان کروں" (زبور ۷۳:۲۸)۔ جب موسیٰ نے جلتی ہوئی جھاڑی کو بیابان کے پچھلے حصے سے سفر کرتے ہوئے دیکھا، تو وہ مزید قریب سے دیکھنے کے لیے اُس طرف کو مُڑا اور اُس مقدس زمین پر خدا نے اپنے آپ کو موسیٰ کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ ایک سبق آموز حوالہ ہے جو کہ ہمیں سکھاتا ہے کہ عبادت میں ہم اپنے پاک خدا کے بارے میں مزید جانتے ہیں۔

عبادت کا طریقہ

اِصلاحی عِلم اِلٰہی یہ فرماتا ہے کہ عبادت کے حقیقی اور درُست طریقے کا تعین کرنے کا اِختیار صرف خدا کے پاس ہے۔ اُس (خدا) نے اِسے واضح طور پر اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ عبادت کا اُصول یہ ہے کہ صرف وہی چیز جو خدا نے کلامِ مقدس میں بیان کی ہے، اُس کی عبادت میں شامل کی جائے اور کلامِ مقدس اُسے کسی ایسی شکل میں ڈھالنے سے جو کہ کلامِ مقدس میں بیان نہیں کی گئی، منع کرتا ہے۔

دَورِ حاضر میں عبادت کے طریقہ کار کے بارے میں لوگ اُلجھن کا شکار ہیں ۔کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم عبادت میں ہر وہ طریقہ اِختیار کر سکتے ہیں جس کے بارے میں خدا نے کلامِ مقدس میں واضح طور پر منع نہیں کیا ہے۔ عملی طور پر یہ بات بہت ساری اِنسانی بدعنوانیوں اور غلط رسومات کی اِجازت دیتی ہے۔ کلام مقدس میں

کہاں پر ہمیں خاص لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے؟ یا مشرق کی طرف سجدہ کرنے کے بارے میں کہاں کہا گیا ہے؟ یا صلیب کا نشان بنانے کے بارے میں کہاں پر کہا گیا ہے؟اپاکرفا(Apocripha) کی کُتب پڑھنے کے بارے میں کہاں کہا گیا ہے؟ خدا کی میز کے سامنے جھکنے کے بارے میں کہاں پر کہا گیا ہے؟ یہ بات واضح ہے کہ یہ اُصول مکمل طور پر غیر اِطمینان بخش ہے۔ یہ اِلٰہی عبادت میں عملی طور پر کسی بھی چیز کی اِجازت دیتا ہے۔ تاہم بمطابق کلامِ مقدس، عبادت کا اُصول یہ نہیں ہے کہ ہم وہ کام کر سکتے ہیں جس سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ اُصول یہ ہے کہ ہم صرف وہی کر سکتے ہیں جو کلامِ مقدس میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جب یہ تنظیمی اُصول ظاہری اور باطنی طور پر پُوری اِیمان داری سے لاگو کیا جائے گا تو اِس کا نتیجہ رُوحانی اور پاک عبادت کی بحالی کی صُورت میں نکلے گا۔ خدا کا کلام عبادت کا یہ اِصلاحی طریقہ واضح طور پر سکھاتا ہے۔

عبادت کی بائبلی تعلیم: پرانا عہد نامہ

عہدِ عتیق، خدا کا اِخلاقی قانون، جس کا خُلاصہ دس اِحکامات میں کیا گیا ہے، مُستند طور پر عبادت کے اُصول کو بیان کرتا ہے۔ پہلے حکم میں خدا فرماتا ہے کہ صرف اُس (خدا) ہی کی عبادت کی جانی چاہیے۔ دُوسرے حکم میں، خدا اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اِیمان دار صرف اُنہی اُصولوں پر عمل کریں جو اُس (خدا) نے مُقرر کیے ہیں "تُو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مُورت نہ بنانا" (خروج ۲۰:۴)۔ بحیثیت قادرِ مطلق خدا، یہ اُس کا اِستحقاق ہے کہ وہ اپنی عبادت کا حکم دے اور وہ اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ اِس میں اِنسانی اِختراع کی کوئی گنجائش نہیں ہے "تُو اپنے لیے نہ بنانا"۔ عبرانی میں جس لفظ کا ترجمہ

ہم "بنانا" کے طور پر کرتے ہیں اِس کا مطلب ہے "تشکیل دینا" یا "مقرر کرنا"۔ لہٰذا، دُوسرے حکم میں، خدا اِنسانوں کو عبادت میں کسی ایسی چیز کو وضع کرنے یا دیکھنے سے منع کر رہا ہے جو اُس نے قائم نہیں کی ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہ خدا فرمارہا ہے "مَیں خداوند خدا ہوں اور مَیں اکیلا ہی اپنی عبادت کا حکم دیتا ہوں۔ لوگوں کو یہ آزادی حاصل نہیں کہ وہ اپنی خواہشات کو میرے حکم کے بغیر عبادت میں شامل کریں"۔

اِس اُصول کے مُطابق، خدا نے اِسرائیل کی عبادت کے تمام مختلف پہلوؤں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خیمہ اِجتماع اور بعد ازاں ہیکل میں، خدا نے ہر ایک چیز کو مُقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپ اُن اَلفاظ کو یاد کر سکتے ہیں جو کہ موسیٰ کو کہے گئے اور خروج ۲۵:۴۰ میں درج کئے گئے ہیں "اور دیکھ تُو اِن کو ٹھیک اِن کے نمُونہ کے مطابق جو تجھے پہاڑ پر دِکھایا گیا ہے بنانا"۔ اِسرائیل کے قانون ساز کو خیمہ اِجتماع اور اُس کی خدمت کے بارے میں اِلہامی اور مخصوص ہدایات مُوصول ہوئیں۔ اِن ہدایات میں غلاف، تختے، ساکٹ، پردہ اور صندُوق وغیرہ جیسے معاملات پر توجہ دی گئی۔ اِس میں اِنسانی عقل کا کوئی عمل دَخل نہیں تھا بلکہ اِلٰہی حکم کے مطابق پورے خیمہ کی عبادت کا اِحاطہ کیا گیا۔ ہیکل کے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی تھا۔ ا۔ تواریخ ۲۸:۱۱-۱۲ میں ہم پڑھتے ہیں کہ "تب داؤد نے اپنے بیٹے سلیمان کو ہیکل کے اُسارے اور اُس کے مکانوں اور خزانوں اور بالا خانوں اور اندر کی کوٹھریوں اور کفارہ گاہ کی جگہ کا نمُونہ بھی دیا جو اُس کو رُوح سے ملا تھا"۔ ایک بار پھر خدا نے اپنی عبادت کا اِنتظام کرنے کے لیے اپنے اِستحقاق کا اِستعمال کیا جس میں اِنسانی اختراعات کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

کلام مقدس میں اُس کے لوگوں کی عبادت کے طریقہ کار کا تفصیلی و تحریری نسخہ موجود ہے۔ یہ احبار کی کتاب سے واضح ہے جو کہ رسُومات اور تقریبات کے بارے میں ہے۔ جو چیز ہمیں پہلی ہی نظر میں مُتاثر کرتی ہے وہ اِس کی حیرت انگیز تفصیل ہے ۔بہت سے ضوابط کا تعلق، کاہنوں کے فرائض، رسمی قربانیوں، پاک اور ناپاک جانوروں کے درمیان فرق، پاکیزگی کی تقریبات اور مقدس ایام اور موسموں کو منانے سے ہے ۔خدا مسلسل کہتا نظر آتا ہے کہ یہ ہونا چاہیے اور وہ ہونا چاہیے۔مثال کے طور پر احبار ۶:۹ کا آغاز اِس طرح سے ہوتا ہے "ہارون اور اُس کے بیٹوں کو یوں حکم دے کہ سوختنی قُربانی کے بارے میں شرع یہ ہے"۔ پھر آیت ۱۴ بیان کرتی ہے کہ نذر کی قربانی کے بارے میں شرع یہ ہے" اور آیت ۲۵ بیان کرتی ہے کہ خطا کی قُربانی کے بارے میں شرع یہ ہے"۔خدا نے اِلٰہی عبادت کے پُورے نظام کو چلانے کے لیے قوانین بنائے۔

خدا کا اِنسان کے لیے حکم

اِستثنا ۴:۲ میں بیان ہے "جس بات کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اُس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تا کہ تم خداوند اپنے خدا کے اِحکام کو جو مَیں تم کو بتاتا ہوں مان سکو "۔یہ آیت اور ۱۳ تا ۱۹ آیات عبادت کا حوالہ دیتی ہیں۔خداوند موسیٰ کے ذریعے جو کچھ کہہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ عبادت میں اِلہامی اور تحریر شُدہ کلام کی سختی سے پابندی ہونی چاہیے ۔اِس میں کسی چیز کو بڑھانا یا گھٹانا نہیں چاہیے ۔جان کیلون ۱۲:۳۲ پر کچھ اِس طرح سے تبصرہ کرتا ہے کہ "کسی بھی چیز کو بڑھانے یا گھٹانے سے منع کرتے ہوئے، وہ

واضح طور پر اِنسانی تخیل کی کسی بھی طرح کی اختراع کو خلافِ شرع قرار دیتا ہے"[۲۸]۔ عبادت کے سلسلے میں ہی یہ سنجیدہ سوال پُوچھا گیا"تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟"(یسعیاہ ۱۲:۱)۔ اِس کے فوری بعد کے حوالے کا تعلق لوگوں کی طرف سے ہیکل کے مقدس اِحاطے کو اپنے مویشیوں سے رُوندنے کے ساتھ ہے۔ اِس عمل کی اِجازت نہیں دی گئ۔ اِس لیے اِسے ایک خوف ناک بے حُرمتی سمجھا جاتا تھا۔ خدا نے سخت ناراضی ظاہر کی کہ ایسا کام کیا جارہا تھا، خصوصاً جس کی منظوری اُس نے اپنے کلام میں نہیں دی تھی۔ کیا ہوگا اگر ہم اِسے بشارتی خدمت کے تناظر میں بڑے پیمانے پر لاگو کریں؟۔ "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟"۔ ہم ایک روایتی جِدت پسند چرچ میں داخل ہوتے ہیں اور ہمارا سامنا آرکسٹرا (Orchestra)"موسیقی بجانے والوں کا گروہ" اور اِمکان سے زیادہ آلاتِ موسیقی سے ہوتا ہے۔ "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟"عبادت کا آغاز ہوتا ہے لیکن اِس سے پہلے ڈرامائی پیشکش Presentation ہوتی ہے، شاید کوئی تمثیل یا معجزہ پیش کیا جاتا ہے۔ "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟" پھر ایک عورت اپنی لکھی ہوئی نظم پڑھنے کے لیے کھڑی ہوتی ہے۔ لوگ مُتاثر ہوتے ہیں لیکن "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے؟"۔ اور اِنکشاف ہوتا ہے کہ پیغام اُوپر لگے ہوئے پروجیکٹر میں سے تصویروں کا ایک سلسلہ ہے۔ "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟"۔ اور اِس طرح سے یہ سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں۔ تاہم، سوال پھر بھی برقرار رہتا ہے کہ "تو کون تم سے یہ چاہتا ہے ؟"۔

---

[28] John Calvin, ""Harmony of the Last Four Books of Moses,"" in *Calvin's Commentaries* (Grand Rapids: Baker, 1993), 2:453.

خدا سخت ناراض ہوتا ہے جب لوگ عبادت کے دوران اُس کی عیاں کردہ پاک مرضی کے برخلاف آزادانہ طور پر عمل کرتے ہیں۔ یرمیاہ ۷:۳۱ میں وہ اُن کے طرزِ عمل کی مذمت کرتا ہے "اور اُنہوں نے توفت کے اُونچے مقام بِن ہنُوم کی وادی میں بنائے تاکہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ میں جِلائیں جِس کا میں نے حکم نہیں دیا اور میرے دِل میں اِس کا خیال بھی نہ آیا تھا"۔ یہ صرف ایسا نہیں تھا کہ وہ ایک ناپسندیدہ عمارت سازی میں مشغول تھے۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ اُنہوں نے بے شُمار مکروہ رسُومات ادا کی ہوں، بلکہ یہ ایسا تھا کہ وہ عبادت میں وہ کام کر رہے تھے جن کا خدا نے اُنہیں حکم نہیں دیا تھا۔ یرمیاہ ۱۹:۵ ، اور ۳۲:۳۵ میں بھی خدا نے اُن پر اِسی قسم کی بات کا اِلزام لگایا ۔ لہٰذا، یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خدا پرست لوگوں نے خدا کے مُقرر کردہ اِنتظامات کو برقرار رکھنے کا بڑا خیال رکھا۔ اِس لیے ، ہم ۲۔تواریخ ۸:۱۲-۱۳ میں پڑھتے ہیں کہ سلیمان نے "ہر روز کے فرض کے مطابق جیسا موسیٰ نے حکم دیا تھا سوختنی قربانیاں چڑھائیں"۔ ۲۔تواریخ میں داؤد کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے کہ "اور اُس نے داؤد اور بادشاہ کے غیب بِین جاد اور ناتن نبی کے حکم کے مُطابق خداوند کے گھر میں لاویوں کو جانجھ اور سِتار اور بربط کے ساتھ مُقرر کیا کیوں کہ وہ نبیوں کی معرفت خداوند کا حکم تھا" (۲۔تواریخ ۲۹:۲۵)۔

عصرِ حاضر میں اِیمان دار خدا کے مُقرر کردہ اِنتظامات پر قائم رہنے کی بہتر کوشش کریں گے۔ بے شک، اگر ہم اُن کی پیروی کرتے ہیں تو ہم اَقلیت میں ہوں گے ۔ دَورِ حاضر کے مبشر، کلیسیائی عبادت کے دوران ہر قسم کی اِختراعات کو برداشت کرنے

کے لیے تیار ہیں۔ تاہم، ہماری اوّلین ذِمے داری خدا کی فرماں برداری کرنا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے خُود کو مضبوط کرنا چاہیے۔ پھر ہمیں مسیحیت کا دعویٰ کرنے والے لوگوں اور مسیحیت کا دعویٰ کرنے والی کلیسیاؤں کو خدا، اُس کے کلام اور اُس کے مقدس احکام کی طرف واپس بُلانا چاہیے۔ زمانۂ حاضر کی کلیسیا، خدا کو غصہ دِلانے کا سبب بنتی ہے۔ آج کی کلیسیا خدا کو نظر انداز کرتی ہے اور ایسا برتاؤ کرتی ہے جیسا کہ عبادت کا کوئی اُصول مقرر نہیں کیا گیا۔

اپنے طریقے سے عبادت کرنا

ہمیں حیران نہیں ہونا چاہیے کہ خدا نے بارہا اور مسلسل اُن لوگوں کی عدالت کی ہے جنہوں نے اپنے طریقے کے مُطابق اُس کی عبادت کی ہے۔ قائن کی مثال ہی لے لیں۔ آدم کی گراوٹ کے فوراً بعد خدا نے خوش خبری کا اِنکشاف کیا اور پھر قربانی کے ذریعے سے اِس کی وضاحت کی (پیدایش ۳: ۱۵، ۲۱)۔ بعد میں جو ہدیہ ہابل لایا وہ ایسا تھا جو خدا کی مرضی کے مُطابق تھا "اور ہابل اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ اُن کی چربی کا ہدیہ لایا" (پیدایش ۴: ۴)۔ تاہم، قائن کی قربانی مخصوص خُون کی قربانی نہیں تھی بلکہ زمین کا پھل تھا (پیدایش ۴: ۳)۔ بائبل فرماتی ہے کہ خدا نے ہابل کی عبادت کو قبول کیا اور قائن کی عبادت کو منظور نہ کیا۔ در حقیقت، قائن کا طرزِ عمل بالآخر خدا کی قربت سے جِلاوطنی کا باعث بنا۔

احبار ۱۰: ۱-۳ ہمیں ہارون کے دو بیٹوں ندب اور ابیہو کے بارے میں بتاتی ہیں جو کہ کاہن تھے اور اُنہوں نے خدا کے سامنے اُوپری آگ گُذرانی۔ خدا نے خداوند

کے مذبح پر کی آگ سے اَنگارے لینے کا حکم دیا تھا تا کہ مذبح پر بخُور جلانے کے لیے آگ مُہیا کی جائے (احبار ۱۶: ۱۲؛ مکاشفہ ۸: ۵)۔ یہ ایک اہم اور بنیادی حکم تھا، کیوں کہ یہ قُربانی کو شفاعت سے جوڑتا تھا۔ کسی وجہ سے ندب اور ابیہو نے کہیں اور سے آگ حاصل کی۔ اُنہوں نے بخُور جلانے کے لیے اُوپری آگ گذرانی۔ یہ وہ قُربانی تھی جس کا "حکم خدا نے نہیں دیا تھا"۔ خدا اُن سے اِتنا ناراض تھا کہ "خداوند کے حضُور سے آگ نکلی اور اُن دونوں کو کھا گئی اور وہ خداوند کے حضور مر گئے"۔ ہم عبادت میں جو کچھ گذرانتے ہیں، ہمیں اُس کے بارے میں کتنا مُحتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی عقل کو نہیں بلکہ خدا کے اِلٰہی فرمان کو ترجیح دینی چاہیے۔ اگر ہم اِلٰہی اَحکامات پر توجّہ نہیں دیتے تو خدا ہم سے خوش نہیں ہو گا اور ہمارے ساتھ سختی سے پیش آئے گا۔

عبادت کی بائبلی تعلیم: نیا عہد نامہ

جب ہم نئے عہد نامے کی طرف آتے ہیں تو سب سے پہلی چیز جس کا ہمیں مشاہدہ کرنا چاہیے، وہ یہ ہے کہ جس طرح موسیٰ یہودی کلیسیا کی عبادت کو منظم کرنے میں دِیانت دار تھا، اُسی طرح مسیح بھی مسیحی کلیسیا کی عبادت کو مُنظم کرنے میں دیانت دار رہا ہے۔ ہمارے خداوند یسوع کے بارے میں ہم پڑھتے ہیں کہ وہ "اپنے مُقرر کرنے والے کے حق میں دیانت دار تھا، جس طرح موسیٰ اُس کے سارے گھر میں تھا (اِس کا مطلب ہے کہ اُس کے گھر کے ہر ایک کام میں)(عبرانیوں ۳: ۲)۔ اگر اِن اَلفاظ کا کوئی مطلب ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موسیٰ نے قدیم رسمی، مخصوص عبادت کی ہر تفصیل کو بیان کیا، اُسی طرح مسیح نے نئے عہد نامہ کی رُوحانی عبادت کے ہر

حصہ کے بارے میں قطعی ہدایات دی ہیں ۔یقیناً، موسوی شریعت، آنے والی اچھی چیزوں کا "عکس" تھی اور ضرورت کے مطابق، اِنہیں نئے عہد کی عبادت کے زیادہ موزوں اِنتظام سے بدلنا پڑا۔اِس لیے مسیح یسوع نے کلیسیا کے لیے نئے قوانین دیئے، اور مسیحی پیروکاروں کو یہ حکم دیا گیا کہ "تم اِس کی سنو" (متی۱۷:۵)۔اگرچہ تبدیلی آچکی ہے لیکن خدا آج بھی اپنی عبادت کا اہتمام کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے اور مسیحیوں کو بڑی احتیاط سے اُس کے کلام کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔

"رُوح اور سچائی سے"

اپنی خدمت کے دوران، مسیح یسوع نے واضح طور پر یہ سکھایا کہ عبادت "رُوح اور سچائی" سے کرنی چاہیے (یوحنا۴:۲۴)۔آئیں غور کریں کہ اِن اَلفاظ سے اُس کا اصل مطلب کیا تھا؟اُس کا مطلب تھا کہ مسیحیت کے دَور میں عبادت خدا کی فطرت کے مطابق ہونی چاہیے (یعنی رُوح سے)اور اِسے اُس کے اِلہام کے ذریعے بھی مُنظم کیا جانا چاہیے (یعنی سچائی سے)۔برطانوی بیپٹسٹ ڈاکٹر جان گِل نے ۱۷۰۰ء میں سچائی سے عبادت کرنے کے حوالے سے کہا کہ "سچائی سے عبادت سے مُراد ہے، کلام مقدس کے مُطابق اور اُس کی پاک مرضی کے مُطابق عبادت"۔[29] یہ قانون، خاص طور پر بائبلی عبادت میں سے تمام اِنسانی اختراعات کو خارج کرتا ہے۔ مسیح یسوع نے واضح کیا کہ عبادت کا طریقہ اور عبادت کی شکل تبدیل کی گئی ہے۔عبادت کا ایک بالکل نیا طریقہ

[29] John Gill, *Gill's Commentary* (Grand Rapids: Baker, 1980), 5:633.

متعارف کرایا گیا تھا، لیکن عبادت کے اِس نئے طریقے کا تعین خدا کے کلام سے ہوتا ہے ۔خدا کا کلام اب بھی ایک ایسا ضابطہ ہے جس سے اِنحراف نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ہم خدا کے کلام سے رُوگردانی کرتے ہیں، شاید یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اب ایک نئی آزادی ہے تو ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہ مسیح کے اِختیار میں ہے کہ ہماری عبادت بے فائدہ اور بیکار کر دی جائے گی۔ اِس طرح کی عبادت سے خدا کی نہیں بلکہ مُردوں کی تعظیم ہو گی۔ ہم متی کی اِنجیل میں پڑھتے ہیں کہ مسیح یسوع نے یہودیوں سے فرمایا "تم اپنی روایت سے خدا کا حکم کیوں ٹال دیتے ہو؟ (متی ۱۵:۳)۔ فعل تجاوز کا لفظی معنی ہے "پرے جانا" یہ لفظ حَد سے تجاوز کرنے کے متعلق ہے۔ آج بالکل ایسا ہی ہو رہا ہے۔ بائبلی عبادت سے غیر مطمئن لوگ، اپنے خیالات کو عبادت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نئی راہیں نکال رہے ہیں اور وہ اپنی عصرِ حاضر کی عبادت پر فخر کرتے ہیں۔ پھر بھی ہم ڈرتے ہیں کہ یہ کسی حقیقی رُوحانی فائدہ کے لیے نہیں ہے۔ خداوند یسوع مسیح فرماتا ہے کہ یہ "بے فائدہ" ہے۔

اِس اُصول کا اِطلاق مُشکل ہے۔ دراصل بہت ہی مشکل سے خادم اور کلیسیا اگر اِس پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو دونوں کو خدا کے فضل کی ضرورت ہے۔ ہمارے لیے یہ قبول کرنا مشکل ہے کہ کچھ چیزیں جو ہم برسوں سے کر رہے ہیں اُن میں کلام مقدس کی اِجازت شامل نہیں ہے، ہمیں اپنی عبادت کو اُن طریقوں سے تبدیل کرنا بھی مشکل لگتا ہے جو ہمیں ہمارے اِرد گرِد کی کلیسیاؤں سے مختلف بناتے ہیں۔ تاہم، اِتوار کے دن ایک جگہ پر اکٹھے ہونے کا مقصد خود کو محظوظ کرنا نہیں ہوتا۔ ہم اُس دن خدا کی خوشنودی

حاصل کرنے کے لیے اِکٹھے ہوتے ہیں۔ ہمیں اُس کے تخت کے سامنے وہ پیش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا وہ ہم سے تقاضا کرتا ہے، بصُورت دِیگر، ہم بُری طرح سے اپنی عبادت میں ناکام ہوں گے۔ اپنے ارشادِ اعظم میں ہمارے خداوند نے اِس بات پر زور دیا اور سکھایا کہ وہ اپنی کلیسیا کی عبادت کے ہر حصے کو مقرر کرے گا۔ مسیح یسوع نے فرمایا" آسمان اور زمین کا کُل اِختیار مُجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جِن کا مَیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخِر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں "(متی ۲۸:۱۸-۲۰)۔ لہٰذا اُس کے خدام کی یہ ذِمے داری ہے کہ وہ اِیمان داروں کو صرف اُنہی باتوں کی پیروی کرنا سکھائیں جِن کا حکم خداوند نے دیا ہے ۔ مسیح یسوع نے کچھ احکام ذاتی طور پر دیئے اور کچھ اپنے رسولوں کے ذریعے سے دیئے (یوحنا۱۴:۲۵-۲۶؛ ۱۶:۱۲-۱۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۳:۳)۔ ہر طرح سے ،ہم عبادت کے اِس طریق پر عمل کرنے اور اُن احکام کو برقرار رکھنے کے پابند ہیں جو اُس (خدا) نے اپنے کلام میں مقرر کیے ہیں ۔اِس اِقتباس کے حوالے سے جان کیلون نے کہا" وہ رسولوں کو اِس تنبیہ کے ساتھ بھیجتا ہے کہ وہ اپنی اختراعات کو شامل نہیں کریں گے بلکہ خالصتاً اور اِیمان داری سے وہی کچھ آگے پہنچائیں گے (جیسا کہ ہم کہتے ہیں) جو کچھ اُس نے اُن کے سُپرد کیا ہے۔[۳۰]

---

30 Calvin, "“Commentary on a Harmony of the Evangelists”“ in *Calvin’s Commentaries*, 17:390.

مسیح یسوع کے کہنے کے مطابق رسولوں نے واضح کیا کہ صرف کلام مقدس کو ہی اِس بات کا تعین کرنا چاہیے کہ کلیسیائی عبادت کیسے کی جائے۔ مثال کے طور پر، پولُس رسول نے عشائے رُبانی کے حکم کے بارے میں براہِ راست ہدایات دیں۔ "کیوں کہ یہ بات مُجھے خداوند سے پہنچی" اُس نے کرنتھس کی کلیسیا کو یہ لکھا "اور مَیں نے تم کو بھی پہنچا دی" اور اُس کے بعد اُس نے کرنتھس کی کلیسیا کو تفصیل سے بتایا کہ عشائے رُبانی کا اِنتظام کیسے کیا جانا چاہیے اور اِس میں کیسے شامل ہونا چاہیے (ا۔ کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۳۰)۔ بعد میں اِسی خط میں اُس نے اِس بات پر اِصرار کیا کہ اُن کی عبادات کو مناسب طور پر اَنجام دیا جائے اور اِس کی تفصیلات بیان کیں "نبیوں میں سے دو یا تین بولیں اور باقی اُن کے کلام کو پرکھیں۔ لیکن اگر دُوسرے پاس بیٹھنے والے پر وحی اُترے تو پہلا خاموش ہو جائے۔ کیوں کہ تم سب کے سب ایک ایک کرکے نبوت کر سکتے ہو تاکہ سب سیکھیں اور سب کو نصیحت ہو" (ا۔ کرنتھیوں ۱۴: ۲۹-۳۱)۔ پولُس رسول اِس بات پر قائم رہا کہ خدا کے کلام کو ہی عبادت کے طریقہ کار کا تعین کرنا چاہیے۔ اُس نے اِس بات کو مکمل طور پر مُسترد کر دیا کہ کلیسیا اپنی طرف سے عبادت کے متعلق کوئی تجویز دے سکتی ہے۔ وہ اِس بات پر اِصرار کرتا تھا کہ اِختیار کلیسیا کی طرف سے صادر نہیں ہوتا بلکہ خدا کے اِلہامی اور لاخطا کلام کے وسیلہ سے کلیسیا کو صادر ہوتا ہے۔ "کیا خدا کا کلام تم میں سے نکلا؟ یا صرف تم ہی تک پہنچا ہے؟" (ا۔ کرنتھیوں ۱۴: ۳۶)۔ خدا کا کلام ہی وہ واحد اِختیار ہے جسے کلیسیا کو ماننا چاہیے۔ "اگر کوئی اپنے آپ کو نبی یا رُوحانی سمجھے تو یہ جان لے کہ جو باتیں مَیں تمہیں لکھتا ہوں وہ خداوند کے حکم ہیں" (ا۔ کرنتھیوں

۱۴:۳۴)اور یہ اِس طرح ہونا چاہیے۔عبادت کی ترتیب اِنسانی خیالات کے مُطابق نہیں ہونی چاہیے ،نہ ہی کلیسیائی جماعت کی مرضی کے مُطابق ہونی چاہیے۔عبادت کی ترتیب صرف اور صرف کلامِ مقدس کے مُطابق ہی ہونی چاہیے۔

اپنی اِیجاد کی ہوئی عبادت

ہمیں خدا کے کلام سے گمراہ ہونے کے خطرے کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے خبر دار کیا گیا ہے۔جدید، اختراعی عبادت کچھ لوگوں کو رُوحانی اور پُر کشش لگ سکتی ہے ، لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے ، کلام مقدس فرماتا ہے کہ آخر کار ، کچھ چیزیں جن میں "حکمت کی صُورت" ہوتی ہے وہ "اپنی اِیجاد کی ہوئی عبادت" تشکیل دیتی ہیں (کُلسیوں ۲:۲۳)۔"اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت" اصل میں ہے کیا؟یہ عبادت کی ایسی قِسم ہے جو ہماری اپنی اِختراع پسندی سے جنم لیتی ہے۔پولُس رسول اِس پر تنقید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ ایک جھوٹے عقیدے کی مشق ہے۔جیسا کہ ولیم ینگ نے کہا"عہدِ جدید کی کلیسیائی عبادت کا دستور العمل خدا کی مرضی پر منحصر ہے نہ کہ اِنسان کی مرضی پر۔[۳۱]
عصر حاضِر کی کچھ کلیسیاؤں میں عبادت پہلی نظر میں تو بہت پُر شکوہ نظر آتی ہے۔وہاں پر سازندوں کی جماعت اور رقص کرنے والوں کے علاوہ اور بھی بہت ساری چیزیں ہوتی

---

[31] . William Young, *The Biblical Doctrine of Worship* (Pittsburgh: Reformed Presbyterian Church of North America, 1974), 314.

ہیں۔ تاہم نئے عہد نامہ میں اِن چیزوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی اِختیار نہیں ہے ۔پھر یہ کیا ہے؟ یہ اپنی ایجاد کی ہوئی عبادت ہے۔

ہمارے خداوند یسوع مسیح نے ہر دَور کے مسیحیوں کے لیے عبادت کا طریق کار مُقرر کیا۔اُس نے فوری طور پر یہ کام اپنی زمینی خدمت کے دوران اور اُس کے بعد اپنے رسُولوں کی تعلیمات کے ذریعے سے کیا۔مسیح یسوع کے لوگ ہونے کی حیثیت سے ہمیں اُس کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے اور اُس کی مُنکشف پاک مرضی کے مُطابق اپنی عبادت کی اِصلاح کرنی چاہیے۔عبادت، مزامیر گانے، پُرانے اور نئے عہد نامے میں سے کلام پڑھنے، شُکر گزاری کی دُعائیں کرنے، مُناجات پیش کرنے،شفاعت کرنے، خدا کے کلام کی تعلیم دینے، خدا کے نام سے برکت دینے (کلمات برکات) اور دو مقدس رسموں ،عشائے ربانی اور بپتسمہ کو منانے پر مشتمل ہونی چاہیے۔پھر دیکھو، کہ کیا تم اِن چیزوں میں محتاط ہو۔ کلیسیائی عبادت کے تمام معاملات میں خدا کے کلام کو واحد اُصول بنائیں ۔خدا نے فرمایا ہے"وہ جو میری عزت کرتے ہیں، مَیں اُن کی عزت کروں گا" (۱۔سموئیل ۲:۳۰)۔تمام کلیسیاؤں میں خدا کے نام کی تعظیم ہو۔

"یارب !سب قومیں جِن کو تُو نے بنایا آ کر تیرے حضُور سجدہ کریں گی اور تیرے نام کی تمجید کریں گی۔کیوں کہ تُو بُزرگ ہے اور عجیب و غریب کام کرتا ہے۔تُو ہی واحد خدا ہے۔اَے خداوند! مجھ کو اپنی راہ کی تعلیم دے۔ مَیں تیری راستی میں چلُوں گا"(زبور ۸۶:۹-۱۱)[۳۲]۔

---

[32] *Scottish Psalter*, 1650, Psalm 86, verses 9–11.

باب چہارم

کلیسیائی حکومت

بادشاہی کی کنجیاں (متی ۱۶:۱۹)

اِنگلینڈ میں ۱۶۴۳ء کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور ویسٹ منسٹر اسمبلی آف ڈیوائنز (Divines) نے اِس دستاویز کی منظوری دے دی جسے سولمن لیگ (Solemn League) اور اِقرارنامہ (Covenant) کہا جاتا ہے۔ ایک گواہ نے اُس ماحول کو بیان کیا جس میں یہ مسودہ اسمبلی میں پڑھا گیا "یکسانیت کی ہماری شدید خواہش ایک جلتے ہوئے شعلے کی مانند پھوٹ پڑی اور اِسے پُورے دِل اور پیار بھرے تاثرات کی ایسی لہر کے ساتھ گلے لگالیا گیا، جس کا تصوّر عینی شاہد کے سِوا کوئی نہیں کر سکتا"[۳۳]۔ یہ اِقرارنامہ اِس میں شریک لوگوں کو پابند کرتا ہے کہ وہ "نظریہ عبادت، نظم ونسق اور اِنتظام میں خدا کے کلام کے مُطابق اور بہتر اِصلاحی کلیسیاؤں کی طرح" مذہب کی اِصلاح

---

[33] -Thomas McCrie, *The Story of the Scottish Church* (Glasgow: Free Presbyterian Publications, 1988), 195–96.

کی کوشش کریں۔[۳۴] اِس نے اُنہیں اِس بات کا بھی پابند کیا کہ وہ مُوروثیت پر منحصر ” پوپ پرستی، اسقفی (یعنی آرچ بشپ کے ذریعے سے کلیسیا کا اِنتظام کرنا)، بشپوں اور اُن کے مشیر، کمشنریز، ڈینز، ڈینز اور چیپٹرز، آرچ ڈیکنز اور دِیگر تمام کلیسیائی عہدیداران، توہم پرستی، بِدعت، فِرقہ واریت، بے دینی اور جو کچھ بھی درُست نظریے اور خدا پرستی کی طاقت کے خلاف پایا جائے گا، اُس کا خاتمہ کریں“۔[۳۵]

ہم اُن مسیحیوں کے جوش و جذبے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں جنہوں نے خود کو ہر لحاظ سے کلام مقدس کے مُطابق ڈھالا ہے۔ وہ جُزوی اِصلاح پر اِکتفا نہیں کریں گے بلکہ کلیسیا کی زندگی کے ہر پہلو کو خدا کی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمیں یاد دِلانے کی ضرورت ہے کہ ہماری کلیسیاؤں میں واحد قانون ساز مسیح یسوع ہے اور ہمیں اُس اِختیار کی نوعیت کے بارے میں واضح ہونا چاہیے جو اُس نے کلیسیا کے عہدیداران کو سونپے ہیں اور یہ کہ وہ اپنی کلیسیاؤں میں خدمت کے لیے کس قسم کے لوگوں کا چناؤ کرتا ہے۔ آج بہت ساری کلیسیاؤں میں اِس کے برعکس عمل کیا جاتا ہے۔ کلیسیائی اِنتظامیہ کو ایک ثانوی مسئلے کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ بائبلی کلیسیائی اِنتظامیہ کے لیے کوشش کرنے کی بہت کم خواہش پائی جاتی ہے۔

---

[34] -Solemn League and Covenant, in *Westminster Confession of Faith*, (Inverness: F. P. Publications, 1981) 358.

[35]- Solemn League and Covenant, 359.

کلیسیائی حکومت کے بنیادی اُصول

خداوند یسوع مسیح کلیسیا کا واحد سر ہے

بائبل مقدس کے متعدد حوالہ جات واضح طور پر مسیح کی بادشاہی کے بارے میں بتاتے ہیں۔یسعیاہ کی کتاب میں ایک پیش گوئی اُسے "سلامتی کا شہزادہ" کے طور پر بیان کرتی ہے اور اِس بات کو اِس طرح سے بیان کرتی ہے کہ "اور سلطنت اُس کے کندھے پر ہو گی" (یسعیاہ ۹:۶)۔میکاہ کی کتاب میں ایک اور پیش گوئی اُسے "اِسرائیل کے حاکم" کے طور پر بیان کرتی ہے جو کہ "خداوند کی قدرت سے اور خداوند اپنے خدا کے نام کی بزرگی سے گلّہ بانی کرے گا" (مِیکاہ ۵:۲،۴)۔

نئے عہد نامے میں ایسی پیش گوئیاں تکمیل پاتی ہیں۔اِفسیوں ۱:۲۲-۲۳ میں لکھا ہے کہ خدا نے جب "سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا تو اُس نے اُس کو سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا۔یہ اُس کا بدن ہے اور اُسی کی معموری جو ہر طرح سے سب کا معمُور کرنے والا ہے"۔لہٰذا، مسیح یسوع بطور درمیانی ہونے کی وجہ سے اپنے اندر عالم گیر خود مُختاری رکھتا ہے جسے وہ اپنی کلیسیا کے فائدہ کے لیے اِستعمال کرتا ہے۔تاہم، جیسا کہ پولُس رسول نے واضح کیا کہ مسیح یسوع اپنی کلیسیا پر بھی خصوصی حاکمیت یا تسلط رکھتا ہے "اور وہی بدن یعنی کلیسیا کا سَر ہے" (کُلسیوں ۱:۱۸)۔اُس کے مختلف اَلقابات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔جیسا کہ زبور ۲:۶ میں اُسے "بادشاہ" کہا گیا ہے "مَیں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کوہِ مقدس صِیّون پر بٹھا چُکا ہوں"۔اُسے "چرواہا" کہا گیا ہے جو کہ

اِختیار کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ یسعیاہ نبی اُس کے بارے میں فرماتا ہے کہ "وہ چُوپان کی مانند اپنا گلہ چرائے گا"(یسعیاہ ۴۰: ۱۱)۔نئے عہد نامے میں وہ خُود کو "اُستاد" کہتا ہے (یوحنا۱۳: ۱۳)اور اُس کے شاگرد باقاعدگی سے اُسے "خداوند" کہتے ہیں حتیٰ کہ "سب کا خداوند"(اَعمال ۱۰: ۳۶)۔ عبرانیوں ۳: ۶ آیت اُسے اِس طرح سے بیان کرتی ہے کہ " لیکن مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مُختار ہے اور اُس کا گھر ہم ہیں"یعنی خدا کا بیٹا زندہ خدا کی کلیسیا پر اپنے اِختیار کا اِستعمال کرتا ہے۔لہٰذا، اُس کے اَلقابات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ واقعی میں کلیسیا کا سربراہ ہے۔

مزید تصدیق اُس کے کاموں میں مل سکتی ہے۔ہم پڑھتے ہیں کہ اُس کے جی اُٹھنے اور آسمان پر اُٹھائے جانے کے دوران چالیس دن تک مسیح یسوع نے "رُوح القدس کے وسیلہ سے "اپنے شاگِردوں کو احکامات "دیئے۔یہ اِحکامات "خدا کی بادشاہی" کے متعلق تھے۔یعنی یہ مسیحی کلیسیا کی تنظیم کے بارے میں ہدایات تھیں(اعمال ۱: ۲-۳)۔اِن کا تعلق کلیسیائی عُہدوں اور احکامات سے تھا۔ہم جانتے ہیں کہ مسیح یسوع نے کلام مقدس کی منادی اور اُن باتوں کا حکم دیا جنہیں "ساکرامنٹ"(مقدس رسمیں) کہا جاتا ہے، لیکن بلاشُبہ اُس نے اپنے شاگِردوں کو کلیسیا کے اِنتظام کے متعلق بھی کہا ۔اگرچہ رسُول اپنے طور پر رہنما تھے،اُن کا یہ اِختیار دراصل اپنا نہیں تھا،وہ صرف مسیح کے نام پر خدمت کر سکتے تھے۔صرف وہی اُس کا سربراہ تھا جسے وہ بجا طور پر "میری کلیسیا" کہتا ہے (متی۱۶: ۱۸)۔مسیح یسوع نے کلیسیا میں حکومت قائم کی ہے،کلام ِمقدس بار بار "کنجی" کا لفظ حکومت کی علامت کے طور پر اِستعمال کرتا ہے(یسعیاہ

۲۲:۲۲؛۹:۶)۔چوں کہ کلیسیا کا مکمل اِختیار مسیح کے پاس ہے (مُکاشفہ ۳:۷) اُس نے صریحاً کچھ اِختیار اپنے رسُولوں کو عطا کیا جنہوں نے یہ اِختیار اُس کی ظاہر کردہ پاک مرضی کے مطابق اِستعمال کیا۔اپنی زمینی زندگی کے دوران اُس نے پطرس سے کہا"مَیں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دُوں گا"(متی ۱۶:۱۹؛۲۔کرنتھیوں ۱۰:۸؛ ۱۳:۱۰)۔چوں کہ ایک کنجی گھر کو تالا لگا سکتی ہے یا کھول سکتی ہے، یہ بتانے کا ایک علامتی طریقہ تھا کہ پطرس اور دُوسرے رسُول کلیسیا تک رسائی کا حق دے سکتے ہیں اور اِنجیلِ مقدس کے مُتعلق لوگوں کا ردِ عمل دیکھ کر اُس حق سے اِنکار بھی کرسکتے ہیں۔

رسالت کا عہدہ یقیناً غیر معمولی اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے عارضی تھا (اعمال ۱:۲۱-۲۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۹:۴)۔لیکن مسیح نے دُوسرے کئی عہدے بھی قائم کیے جو کہ معمولی اور مستقل ہیں۔"جب وہ عالمِ بالا پر چڑھا۔۔۔اُس نے آدمیوں کو اِنعام دیئے۔۔۔اُسی نے بعض کو رسُول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا"(اِفسیوں ۴:۸،۱۱)۔۱۔کرنتھیوں ۱۲:۲۸ میں ہم سیکھتے ہیں کہ "اور خدا نے کلیسیا میں الگ الگ شخص مُقرر کیے۔پہلے رسُول، دُوسرے نبی تیسرے اُستاد پھر معجزے دِکھانے والے۔پھر شِفا دینے والے۔مددگار۔منتظم۔طرح طرح کی زُبانیں بولنے والے"۔مسیح کی دِیدنی بادشاہی کو حکومت کی ضرورت ہے اور اِس کے بارے میں خداوند کی مرضی اُس کے کلام میں پوری طرح سے ظاہر کی گئی ہے (۱۔تیمُتھیس ۳:۱۴-۱۵)۔

کلیسیائی اِختیار صرف کچھ لوگوں کے پاس ہے

کلیسیا میں حکومت سے مُتعلق اَلقابات صرف کچھ لوگوں کو دیئے گئے ہیں ۔یہ بزرگ، بشپ (یا نگہبان) حکمران، اور چرواہے ہیں۔باقی اِصطلاحات باقی ماندہ کلیسیا کا حوالہ دیتی ہیں، جیسے بادشاہی، شہر، خاندان اور گلہ۔یہ بات واضح ہے کہ اِلٰہی اِنتظام، کچھ اِیمان داروں سے خدا کے لوگوں کی قیادت کرنے کا مُطالبہ کرتا ہے۔یہ اِستعمال کیے گئے ناموں اور اُن کو عطا کی گئی نعمتوں سے بھی واضح ہے۔ہم اِفسیوں ۴: ۱۱-۱۲ میں پڑھتے ہیں جو کہ ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۸ سے مِلتا جُلتا حوالہ ہے کہ مسیح یسوع نے "بعض کو رسُول اور بعض کو نبی اور بعض کو مبشر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا۔ تاکہ مقدس لوگ کامِل بنیں اور خِدمت گُذاری کا کام کیا جائے اور مسیح کا بدن ترقی پائے "(آیت ۱۲)۔مزید برآں، یہ صریحاً کچھ رُوحانی فرائض ہیں جو صرف کچھ لوگوں کو اَنجام دینے ہیں ۔مثال کے طور پر، کلام کی مُنادی کا فریضہ اُن لوگوں کے سپُرد کیا گیا ہے جنہیں کہا جاتا ہے "اور جب تک وہ بھیجے نہ جائیں مُنادی کیوں کر کریں؟" (رومیوں ۱۰: ۱۵)۔پاک رسَموں کی اَدائیگی، ایک اور فریضہ ہے جو کہ خدا کے مُقرر کردہ لوگوں کے سُپرد کیا گیا ہے "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرِد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جِن کا مَیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوُں" (متی ۲۸: ۱۹-۲۰؛ اَعمال ۲۳:۱۶،۱۵؛ ۱۱:۲۰)۔

ہم یہاں پر مخصوصیت اور مسیحی خدمت کے لیے لوگوں کو علیحدہ کرنے کا ذِکر بھی کریں گے۔ پولُس رسُول نے تیمتھیس کو لکھا"اُس نعمت سے غافل نہ رہ جو تجھے حاصل ہے اور نبوت کے ذریعہ سے بزرگوں کے ہاتھ رکھتے وقت تجھے مِلی تھی" (ا۔ تیمُتھیس ۴:۱۴)۔پوری کلیسیا نے ہاتھ نہیں رکھے تھے بلکہ کلیسیا میں موجود مخصوص لوگوں یعنی "بزرگوں" نے برکت دینے کا یہ عمل سرانجام دیا تھا۔انگریزی زُبان کالفظ پریسبیٹر "Presbyter"یونانی زُبان کے لفظ پریسبیٹروئی "Presbuteroi" سے ماخوذ ہے جس کا ترجمہ اکثر "بزرگ" کیا جاتا ہے۔ مسیح یسوع میں "پریسبیٹرز"یعنی بزرگوں کو پاس یہ اِختیار تھا کہ وہ دُوسروں کو اِس مقدس خدمت کے لیے مخصوص کریں۔

اِن مثالوں سے یہ بات واضح ہے کہ رسُولوں کے دَور میں بھی کلیسیا کے ہر رُکن نے طاقت یا اِختیار کا اِستعمال نہیں کیا۔ یہ (اِختیار) کلیسیا میں باقاعدہ طور پر مخصوص کردہ لوگوں کے ذریعے اِستعمال کیا جاتا تھا۔جمہوری جذبے کو بڑے پیمانے پر اپنانا ایک ناخوشگوار ترقی رہی ہے۔کچھ کلیسیاؤں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دُوسروں کی رہنمائی کرنے یا حکومت کرنے ،کلام کی مُنادی کرنے اور عبادت کے دوران مِنبر کی صدارت کرنے میں کلیسیا کے ہر ایک رُکن کو اُتنا ہی اِختیار حاصل ہے جتنا کہ دُوسرے کو۔ یہ بات مکمل طور پر نامناسب ہے۔ دراصل، یہ مکمل طور پر کلامِ مقدس سے متصادم ہے۔

کلیسیائی حکومت کا (Jus Divinum) اِلٰہی اِختیار

ہمارے آباؤاَجداد یہ بتانے کے لیے کہ کلیسیائی حکومت، اِلٰہی اِختیار یا قانون کے ذریعے سے "Jus Divinum" یعنی اِلٰہی اِختیار کی اِصطلاح اِستعمال کیا کرتے تھے۔ دُوسرے لفظوں میں، خدا کا کلام واضح اور مکمل طور پر بیان کرتا ہے۔ کلیسیا کی اِصلاح کے دوران، یقیناً، وورسِسٹر (Worcester) کے بشپ سٹِلینگ فلیٹ (Bishop Stillingfleet) جیسے لوگ موجود تھے، جنہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ نیا عہد نامہ کوئی خاص کلیسیائی ضابطہ تجویز نہیں کرتا۔ وہ اِس بات پر قائم تھے کہ بشپس (Bishops) اور سِول مجسٹریٹ کو ہی یہ طے کرنا چاہیے کہ حکومت کی کون سی شکل بہتر ہو گی۔ لامحالہ طور پر، ترجیحی حکومت آرچ بشپ، بشپ اور پادریوں کی تھی۔ پیوریٹنز اور عہد پرستوں نے اِسے قبول نہیں کیا، کیوں کہ وہ عقیدے، عبادت اور حکومت میں مزید اِصلاحات کی ضرورت کے قائل تھے اور جہاں تک عہد پرستوں کا تعلق ہے، وہ سچے مذہب کی پاسداری اور دِفاع کرنے کے لیے تیار تھے۔ وہ نہیں مانتے تھے کہ مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا کی تنظیم اِنسانی خواہشات پر چھوڑ دی تھی۔ نئے عہد نامے میں اُنہیں پر لیسی (یعنی آرچ بشپ کے ذریعے سے کلیسیائی اِنتظام کرنا) کی تو کوئی شواہد نہ ملے، مگر اُنہیں پریسبیٹر (ایلڈرز) کی حکومت کے ٹھوس شواہد ضرور ملے۔

کلیسیائی اِختیار، رُوحانی ہونا چاہیے

غلط فہمی سے بچنے کے لیے، آئیں واضح طور پر بیان کریں کہ کلیسیائی اِختیار رُوحانی ہوتا ہے۔ جب ہم حکومت میں اِختیار کی بات کرتے ہیں تو کچھ لوگ اِس کو بالکل اُس کے برعکس جو کہ نیا عہد نامہ سکھاتا ہے اور جس کا مُطالبہ کرتا ہے، غلط طور پر آمریت سمجھ سکتے ہیں۔ کلیسیا کے اندر حکمرانی مسیح کی بادشاہی کی رُوحانی فطرت کے مُطابق ہونی چاہیے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "میری بادشاہی اِس دُنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دُنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے" (یوحنا۱۸:۳۶)۔ بادشاہی کی ماہیت، اِس کی قیادت کی فطرت کا تعین کرتی ہے۔ لیکن اصل میں رُوحانی حُکمرانی سے کیا مُراد ہے؟ کلیسیائی حکومت کو کلامِ مقدس کے مطابق قائم کیا جانا چاہیے (۱۔ تیمُتھیس ۳:۱-۷)۔ اِس کا تعین خدا کے پاک رُوح کی رہنمائی کے ذریعے سے کرنا چاہیے (اَعمال ۲۰:۲۸) اور یہ ایسے لوگوں کے پاس ہونی چاہیے جو کہ مسیح کی طرح کا مِزاج اور رُوح کے پھل کا تجربہ رکھتے ہوں "اَے بھائیو! اگر کوئی آدمی کِسی قصُور میں پکڑا بھی جائے تو تم جو رُوحانی ہو اُس کو حِلم مزاجی سے بحال کرو" (گلتیوں ۶:۱)۔ کلیسیائی حکومت ہمیشہ رُوحانی ہونی چاہیے۔ پریسبیٹرز یا نگہبانوں کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اُن کا واسطہ رُوحوں سے ہے، وہ رُوحیں جنہیں خدا پیار کرتا ہے۔ اِس لیے اُنہیں اُن کی بڑی فِکر کرنی چاہیے، اُن کے زخموں کو ٹھیک کرنا اور اُنہیں مضبوط کرنا چاہیے اور اِس کا حتمی مقصد بھی

رُوحانی ہو گا۔ نگہبانوں کا کام خدا کی خُوشنودی اور اُس کے لوگوں کی بھلائی ہونا چاہیے ۔اُن کا مقصد پاکیزگی پھیلانا اور گناہ کو دُور کرنا ہے "خدا کی مرضی یہ ہے کہ تم پاک بنو یعنی حرامکاری سے بچے رہو" (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۴:۳)۔

رُوحانی حکومت ہر دَور کے لیے ہے

ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ کلام مقدس میں جو نمونہ بیان کیا گیا ہے وہ صرف اِبتدائی کلیسیا کے لیے تھا۔ یہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اپنے اَلفاظ سے واضح ہے کہ یہ دائمی اور ہمیشہ تک قائم رہنے والا تھا۔ اپنے اِرشادِ اَعظم میں، ہمارے خداوند یسوع مسیح نے فرمایا "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جِن کا مَیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸:۱۹-۲۰)۔

یہ بات رسولوں کی تعلیمات سے بھی واضح ہے۔نئے عہد نامے کے خطُوط سِکھاتے ہیں کہ کلیسیائی عہدے اُس وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ اُن کا حتمی مقصد حاصل نہیں ہو جاتا جو یہ ہے کہ "اِنسان کامل بنیں" (اِفسیوں ۴:۱۱-۱۳)۔ کلیسیائی خدمت اور کلیسیائی حکومت کے اِنتظامات (۱۔ تیمُتھیس ۳:۱-۱۵؛ ۵:۱۷-۲۲) پر عمل کیا جانا چاہیے، جیسا کہ کلام مقدس میں فرمایا گیا ہے کہ "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اُس ظہور تک حکم کو بے داغ اور بے اِلزام رکھ" (۱۔ تیمُتھیس ۶:۱۴)۔

کلیسیائی حکومت کلیسیا کی بھلائی کے لیے ہوتی ہے

کلام مقدس میں سے دیکھا جاسکتا ہے کہ مناسب بائبلی حکومت کے بغیر بھی کلیسیا پائی جاسکتی ہے۔مثال کے طور پر، اعمال ۱۴ باب میں پولُس اور برنباس نے "ہر ایک کلیسیا میں بزرگوں کو مُقرر کیا" (آیت ۲۳)۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس طرح کی کسی بھی تقرری سے پہلے ،اِیمان دار پہلے سے ہی اِکٹھے ہو کر کلیسیائیں تشکیل دے چکے تھے۔ سربراہان کے بغیر کلیسیائیں، مثالی کلیسیائیں نہیں ہوتیں، لہٰذا، جس چیز کی کمی ہو اُسے فوراً مہیا کیا جانا چاہیے (طِطُس ۱:۵)۔اِس لیے کلیسیا کے ہونے اور بہتر ہونے کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔

نگہبان کا عہدہ

نئے عہد نامے میں حکومتی عہدیداروں کے لیے دو اَلقاب اِستعمال کیے گئے ہیں ۔پہلا لقب پریسبیٹر (Presbyter) ہے جسے ہم عام زُبان میں ایلڈر بھی کہتے ہیں ۔اور دُوسرا لقب بشپ ہے۔بزرگ کی اِصطلاح،اِس عہدے کے لیے سب سے زیادہ موزُوں ہے جواِنسانوں کی طرف اِشارہ کرتی ہے۔اُنہیں نابالغ،ناتجربہ کار اور کم عقل نہیں ہونا چاہیے۔اُنہیں نو مُرید نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی اپنے عقیدے اور خدمت میں غیر آزمودہ ہونا چاہیے۔اِس کے بجائے،اُنہیں ایک پاک مسیحی کردار کا حامِل ہونا چاہیے اور مسیحی اِیمان داروں کے نزدیک نیک نام ہونا چاہیے۔

انگریزی زبان کا لفظ "بشپ" یونانی زُبان کے دو اَلفاظ سے ماخوذ ہے "epi"
جس کا مطلب ہے "کے اُوپر" اور "skopeo" جس کا مطلب ہے "دیکھنا" یا "نگرانی"
کرنا۔ بشپ ایک نگہبان ہوتا ہے۔ یہ نام عہدے سے وابستہ کام کی نوعیت کو بیان کرتا ہے
۔ یعنی ذِمے داری سے خبر گیری کرنا۔ رسُولوں کی تحریروں کے مُطابق، بشپس، کلیسیا
کے سَرپرست اور نگہبان ہیں۔

کلام مقدس میں ایک ہی عہدہ کو بیان کرنے کے لیے دو اِصطلاحات ایک دُوسرے کے متبادل کے طور پر اِستعمال کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر اَعمال ۲۰ باب میں پوُلس رسول مِیلیتُس سے اِفسس کے لوگوں کو "بزرگ" کہہ کر مُخاطب کرتا ہے اور پھر ۱۷ اور ۲۸ آیت میں اُنہیں "نگہبان" کہتا ہے۔ (آیت ۱۷، ۲۸)۔ طِطُس کے نام اپنے خط میں وہ کلیسیائی عُہدیداروں کو "بزرگ" کہہ کر مُخاطب کرتا ہے اور پھر اُن میں سے ایک کا ذِکر "نگہبان" کے طور پر بھی کرتا ہے۔ طِطس کو اُس کا فرض یاد دلاتے ہوئے وہ فرماتا ہے "اور میرے حکم کے مطابق شہر بہ شہر اَیسے بزُرگوں کو مُقرر کرے۔ جو بے اِلزام ہوں" پولُس رسُول مزید بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے "کیوں کہ نگہبان کو خدا کا مُختار ہونے کی وجہ سے بے اِلزام ہونا چاہیے" (طِطس ۱:۵-۷)۔ دونوں اِصطلاحات ۱۔ پطرس ۵ باب میں بھی ملتی ہیں۔ یہاں پر پولُس "بزرگوں" کو نصیحت کرتا ہے اور اِس بات کی تاکید کرتا ہے کہ وہ "گلہ بانی" کریں جو کہ نگہبانوں کا کام ہے (آیت ۲، ۱)۔

اِبتدائی کلیسیاؤں میں اِس طرح کے بہت سے عُہدیداران تھے۔ ہم اَعمال کی کتاب میں درج تفصیل میں سے دیکھ سکتے ہیں۔ "پولُس اور برنباس لُسترہ اور اِکُنیم اور

اِنطاکیہ کو واپس آئے اور ہر ایک کلیسیا میں اُن کے لیے بزرگوں کو مُقرر کیا"(اعمال ۱۴: ۲۳؛یعقوب ۵: ۱۴)۔بعد میں پولُس رسُول فلِپیّ کی کلیسیا میں مُقیم لوگوں کو لکھتے ہوئے اُن کو "مقدسین" "نگہبان اور خادم" کے طور پر مُخاطب کرتا ہے۔(فلِپّیوں ۱:۱) ۔اِس طرح کے حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ بِلاشُبہ ،ہر ایک کلیسیا یا اِیمان داروں کی جماعت میں کئی حکومتی عُہدیداران موجود تھے۔

بزُرگوں کی ذِمے داری: اِنتظام کرنا

اِنتظام کرنا ایک بزرگ یا نگہبان کی ذِمے داری ہے۔یہودیوں میں بزرگ کا عُہدہ ہمیشہ حکومت کے ساتھ منسلک کیا جاتا تھا۔اگر ہم اِسرائیل کی اِبتدائی تاریخ کا مُطالعہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ بزرگ ہمیشہ پُوری قوم کے معاملات کو نمٹاتے تھے ۔خدا،موسیٰ سے مُخاطب ہوا اور فرمایا"جا کر اِسرائیلی بزرگوں کو ایک جگہ جمع کر" (خرُوج ۳: ۱۶)۔یہ بزرگ،اِسرائیلی لوگوں میں بڑے نامور رہنما تھے۔مثال کے طور پر دیکھیں (۱۔سموئیل ۴: ۳)۔موسوی شریعت میں ایک خاص قسم کی پیش رفت کا ثبوت ملتاہے۔ایک ایسا قانون جو کہ قاتل کی بازیابی کے متعلق ہے "تو اُس کے شہر کے بزرگ لوگوں کو بھیج کر اُسے وہاں سے پکڑوا منگوائیں اور اُس کو خُون کے اِنتقام لینے والے کے ہاتھ میں حوالہ کریں تا کہ وہ قتل ہو"(اِستثنا ۱۹: ۱۲)۔اِن بزرگوں کی ذِمے داری زیادہ محدُود تھی،وہ ایک خاص شہر میں قانون کے سر پرست تھے۔

اگرچہ،پرانا عہد نامہ عبادت گاہوں کی حکومت کے بارے میں تفصیل فراہم نہیں کرتا،تاہم نئے عہد نامہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ بزرگوں کی ایک کونسل ہر ایک کی

قیادت کرتی تھی۔ ہم اِیمان رکھتے ہیں کہ عبادت گاہیں "اِلٰہی اِدارے کی حیثیت رکھتی تھیں"۔ احبار ۲۳:۳ سبت کے بارے میں اور "مقدس مجمع" کے بارے میں بتاتی ہے (زبور ۷۴:۸ اور لوقا ۴:۱۶)۔ مرقس کی اِنجیل میں یائیر کو عبادت خانہ کا سردار کہا گیا ہے (مرقس ۵:۲۲؛ اَعمال ۱۳:۱۵)۔ یہ بات اہم ہے کیوں کہ عبادت گاہ، مسیحی کلیسیا کی تنظیم کے لیے ایک گہوارہ رہی ہے (کس چیز کا)(یعقوب ۲:۲)۔ چوں کہ عبادت خانوں میں بزرگ اور حکمران تھے، لہٰذا، رسولی کلیسیاؤں میں سے ہر ایک میں عہدیداران کو مُقرر کیا گیا۔ نئے عہد نامہ میں حکومت کے متعلق دُوسرے حوالہ جات بیان کرتے ہیں کہ "جو تم میں محنت کرتے اور خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں اور تم کو نصیحت کرتے ہیں اُنہیں مانو" (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۲؛ عبرانیوں ۱۳:۱۷)۔ ۱۔ تیِمُتھیس ۵:۱۷ اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ "جو بزرگ اچھا اِنتظام کرتے ہیں۔ خاص کر وہ جو کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں دو چند عزت کے لائق سمجھے جائیں"۔ بزرگ کیا کام کرتے ہیں ؟ وہ اِنتظام کرتے اور اِس آیت کے مُطابق اُنہیں اچھا اِنتظام کرنا بھی چاہیے۔ نئے عہد نامہ میں بزرگوں کے لیے اِستعمال کیے جانے والے دُوسرے اَلفاظ بھی اِس بات کی تائید کرتے ہیں۔ اِس سے پہلے طِطُس ۱:۷ میں اِس کا ذکر کیا جا چُکا ہے "کیوں کہ نگہبان کو خدا کا مُختار ہونے کی وجہ سے بے اِلزام ہونا چاہیے"۔ مُختار وہ ہوتا ہے جسے گھر کے مالک کی طرف سے نگران یا مُنتظم کے طور پر مُقرر کیا جاتا ہے۔ اِس میں حکمرانی کا تصوّر موجود ہے۔ پطرس بزرگوں کی حوصلہ اَفزائی کرتا ہے کہ وہ "نگہبانی کریں اور گلہّ بانی کریں"۔ اِس سے مُراد یہ ہے کہ وہ مسیح یسوع کے ماتحت گلہّ بان ہیں جو کہ سردار گلہّ بان ہے

(۱۔ پطرس ۵:۱-۴)۔ایک چرواہے کا کیا کام ہوتا ہے ؟ ایک چرواہا، بھیڑوں کی ذِمے داری اُٹھا تا ہے۔وہ اُن کی رہنمائی کرتا ہے ۔پُرانے عہد نامے میں "گلہ بان" کی اِصطلاح" بادشاہ" یا" حکمران" کے لیے اِستعمال کی گئی ہے (یسعیاہ۴۴:۲۸؛ حزقی ایل ۳۴:۲۳؛ مِیکاہ ۵:۵)۔

اِسی طرح سے ایک بزرگ کی قابلیت میں بھی حکمرانی کا تصوّر پایا جاتا ہے۔ ایک بزرگ یا نگہبان کو یقیناً ایسا ہونا چاہیے جو "اپنے گھر کا بخوبی بندوبست کرتا ہو اور اپنے بچوں کو کمال سنجیدگی سے تابع رکھتا ہو" جیسا کہ کلام مقدس اِس کے بارے میں مزید فرماتا ہے کہ "جب کوئی اپنے گھر ہی کا بندوبست کرنا نہیں جانتا تو خدا کی کلیسیا کی خبر گیری کیوں کر کرے گا؟" (۱۔ تیمُتھیس ۳:۴-۵)۔مزید تصدیق، اِن لوگوں کو دیئے گئے اَحکامات میں مل سکتی ہے۔اِن کو کلیسیا کی "نگہبانی" اور "گلہ بانی" کا حکم دیا گیا ہے (اَعمال ۲۰:۲۸) لیکن چوں کہ اپنے عہدے اور کام کی وجہ سے وہ اپنے اِختیارات کا غلط اِستعمال کر سکتے ہیں، اُنہیں اپنے اِختیارات کا ناجائز اِستعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے "اور جو لوگ تمہارے سپُرد ہیں اُن پر حکومت نہ جتاؤ بلکہ گلہ کے لیے نمونہ بنو" (۱۔ پطرس ۵:۳)۔اِس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے، یہی کہ اُن کے عہدے کی نوعیت اِنتظام کرنا ہے اور اُنہیں لائق طور پر اِنتظام کرنا چاہیے ؟ بزرگوں کے کام اِس بات کو بالکل واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں۔یروشلیم کی کونسل میں، اُنہوں نے طے کیا کہ کیا کِیا جانا چاہیے (اَعمال ۱۵:۲۲، ۱۶:۴)۔ صریحاً، اُنہیں اِختیار دیا گیا تھا۔ بعد میں، اِسی گروہ نے حقیقی خطرے

کو ٹالنے کے لیے اَقدامات کیے اور یہاں تک کہ اُنھوں نے پولُس رسُول کے سامنے ایک تجویز پیش کی (اَعمال ۲۱:۱۸-۲۵)۔

تعلیم دینے والے بزرگوں اور اِنتظام کرنے والے بزرگوں کے درمیان اہم امتیاز

ایک اہم پہچان جو کہ ہم نے قائم کر لی ہے کہ تمام بزرگ بندوبست کرنے کے لیے مُقرر ہوتے ہیں۔ لیکن کچھ، ساتھ ساتھ تعلیم کی خدمات بھی سر اَنجام دیتے ہیں ۔یہ تاریخی حیثیت ہے، لیکن کیا اِسے کلام مقدس میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جی ہاں! مجھے یقین ہے ایسا ہو سکتا ہے۔

نیا عہد نامہ سکھاتا ہے کہ ایسے پیشوا بھی ہیں جو صرف اِنتظام کرتے ہیں ۔مثال کے طور پر رومیوں کی کلیسیا کے نام اپنے خط میں پولُس رسُول خاص طور پر ذِکر کرتا ہے "وہ جو پیشوائی کرتے ہیں" اور تاکید کرتا ہے کہ اِس فرض کی ادائیگی ہونی چاہیے " سرگرمی سے پیشوائی کرے "(رومیوں ۸:۱۲)۔اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف ایسے پیشوا ہی اِنتظام کرتے تھے، بلکہ اِس کا مطلب ہے کہ اُنہیں مکمل طور پر اِس اہم کام کے لیے علیحدہ کیا گیا تھا۔ ا۔کرنتھیوں ۲۸:۱۲ بھی اِس بات کی تائید کرتی ہے، جہاں پر پولُس رسُول نے فرمایا "اور خدا نے کلیسیا میں الگ الگ شخص مقرر کیے۔ پہلے رسول دُوسرے نبی تیسرے اُستاد۔ پھر معجزے دِکھانے والے۔ پھر شِفا دینے والے ۔مدد گار۔ منتظم"۔اِن تمام پیشواؤں کی فہرست کے اِختتام پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ

رومیوں کی کلیسیا کے درمیان یہ "اُستاد" (وہ بزرگ جو لوگوں کو کلام سُناتے تھے) اور "مُنتظم" (وہ بزرگ جو اِنتظام کرتے تھے) کے درمیان فرق واضح کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن تمام کاموں کی ادائیگی کے لیے طرح طرح کی نعمتوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تعلیم دینے کی بھی ایک نعمت ہے اور کلیسیائی اِنتظام کرنے کی بھی ایک نعمت ہے۔ یہ اِفسیوں ۴:۸-۱۱ سے واضح ہے، جہاں پر پولُس رسول نے مسیح یسوع کی طرف سے عطا کردہ عارضی اور مُستقل نعمتوں کی طرف اِشارہ کیا ہے اور اِس بات کی نشان دِہی کی ہے کہ مسیح یسوع نے "بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا"۔ یہ آیات ایسا بیان نہیں کرتیں کہ "بعض کو چرواہا اور بعض کو اُستاد" بلکہ "بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا" ۔ یونانی زُبان میں اِن اَلفاظ کی ترتیب یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ دونوں صِفات ایک شخص میں بھی پائی جا سکتی ہیں۔ پولُس رسول نے چرواہا اور اُستاد کا حوالہ کیوں دیا؟ یہ اِس لیے تھا کہ قارئین اِس بات کو سمجھیں کہ کچھ بزرگ منتظم ہوتے ہیں اور تعلیم دینے کی خدمات بھی سر اَنجام دیتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ آیت ۱۱ میں مذکور تمام عُہدوں کا تعلق زُبانی مواصلات سے ہے۔ وہاں پر رسُول تھے، نبی تھے اور مبشر تھے جِن سب کو تعلیم دینے کے لیے بُلایا گیا تھا اور مقامی کلیسیاؤں میں "چرواہے" اور "اُستاد" بھی تھے۔ اِن لوگوں کا یہ گروہ، ایک نہیں بلکہ دو خاص خصوصیات کا حامل تھا، اور نتیجتاً، یہ گلہ بانی بھی کرتے تھے اور خدا کے کلام کی منادی بھی کرتے تھے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولُس رسُول نے اِنتظام کرنے اور تعلیم دینے جیسی دو مختلف نعمتوں کو پہچانا جو کہ ایک ہی شخص میں ہو بھی سکتی ہیں اور نہیں بھی ہو سکتیں۔

اِس سلسلہ میں، ایک اہم آیت ا۔ تیمُتھیس ۵:۱۷ ہے۔ وہاں پر ہم پڑھتے ہیں "جو بَزرگ اچھا اِنتظام کرتے ہیں۔ خاص کر وہ جو کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں دوچند عزت کے لائق سمجھے جائیں"۔ یہ آیت واضح طور پر سکھاتی ہے کہ کچھ بزرگوں نے خود کو اِنتظامی اُمور تک محدُود رکھا، جبکہ دِیگر اپنے اِنتظامی اُمور کے علاوہ تعلیم دینے کی خدمت کے لیے بھی وقف تھے۔ عبرانیوں ۱۳:۷ میں ہمیں یہ اَلفاظ ملتے ہیں "جو تمہارے پیشوا تھے اُنہیں یاد رکھو"۔ مصنف کے ذہن میں کس قسم کے بزرگ تھے؟ ظاہر ہے، تعلیم دینے والے بزرگ، جیسے یہ حوالہ آگے جاری رہتا ہے "اور جنہوں نے تمہیں خدا کا کلام سُنایا"۔ آیت ۱۷ میں دوبارہ بزرگوں کا ذِکر ملتا ہے، لیکن اِس بار یہ صرف یہ بیان کرتی ہے "اپنے پیشواؤں کے فرماں بردار اور تابع رہو"۔ جو اَلفاظ پہلے اِستعمال کیے گئے تھے "جنہوں نے تمہیں خدا کا کلام سُنایا" اُنہیں یہاں پر اِستعمال نہیں کیا گیا۔ کیوں؟ یہ یقیناً اِس لیے ہے کہ دُوسری جگہ پر پولُس رسُول تعلیم دینے والے بزرگوں کا نہیں بلکہ اِنتظام کرنے والے بزرگوں کا ذِکر کر رہا ہے۔ اِس طرح، کلیسیا کو اپنی آخری نصیحت میں وہ بزرگوں کے درمیان اِس فرق کو برقرار رکھتا ہے۔

کلام مقدس کا خادم

کلام مقدس کی تعلیم دینے والوں کو پریزائڈنگ آفیسر ہونا چاہیے۔ اگر ہم صرف ا۔ تیمُتھیس ۵:۱۷ کا حوالہ دیں تو یہ ہمارے نقطہِ نظر کی تائید کے لیے کافی ہو گا" جو بزرگ اچھا اِنتظام کرتے ہیں۔ خاص کر وہ جو کلام سُنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں دوچند عزت کے لائق سمجھے جائیں"۔ لفظ آنر (Honour) کا مطلب ہے "

عزت کرنا" اور دوچند عزت اُن کو دی جائے جو خُود کو کلام کی تعلیم دینے کی خدمت کے لیے وقف کرتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایسا اِس لیے ہے کہ اِس پیشوا کو خدا کی عیاں کردہ پاک مرضی کے مُطابق کلیسیا کی رہنمائی خدا کی فرماں برداری کے راستے پر کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ بے شک، یہ تعلیم دینے والا بزرگ نہ تو اِس اِختیار کو اپنے لیے اِستعما ل کرتا ہے اور نہ ہی دُوسروں پر حکومت جتاتا ہے۔ وہ محض کلام کو پیش کرتا ہے اور کلیسیا کو بڑی عاجزی سے خدا کی فرماں برداری کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اِبتدائی کلیسیا میں یہودی عبادت خانوں کے اِنتظام کی پیروی کی جاتی تھی۔ ہر ایک عبادت خانے میں کچھ بزرگ ہوتے تھے، لیکن اُن میں سے ایک کو "عبادت خانے کے سردار" کے طور پر جانا جاتا تھا (لُوقا ۱۳: ۱۴)۔ مثال کے طور پر "کرِسپُس" کو عبادت خانہ کے سردار کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور اُس کے مسیحیت قبُول کرنے کے بعد، سوستھینس نے بظاہر اِس عُہدے پر اُس کی جگہ لی تھی (اعمال ۱۷، ۱۸: ۸)۔

عبادت خانہ کا یہ سردار کون تھا؟ بعض اُوقات اُسے "Scheliach tsibbor" کہا جاتا تھا جو کہ عبرانی زُبان میں "فرشتہ یا ایلچی" کے لیے مستعمل ہے۔ (مکاشفہ ۲: ۱-۸، ۱۲، ۱۸؛ ۱۴، ۷، ۳: ۱)۔ یہودیوں کے مطابق یہ شخص اور کوئی نہیں بلکہ

عبادت خانہ کا خادم تھا۔ بارہویں صدی کا ایک مشہور رَبّی اُسے پریسبیٹر (بزرگ) مانتا تھا جو کہ "کلام سُنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتا تھا"۔[۳۶]

یقیناً، نئے عہد نامہ میں کلیسیائی اُستاد کو دُوسرے منتظمین اور بزرگوں سے اعلیٰ درجہ دیا گیا ہے (ا۔ کرنتھیوں ۱۲:۲۸)۔ یہ وہ ہے جسے خدا نے خاص طور پر "مُنادی" کرنے کے لیے بھیجا ہے (رومیوں ۱۰:۱۵) اور نتیجے کے طور پر اُس کے پاس زیادہ اِختیار ہے (طِطُس ۲:۱۵)۔ بزرگ عمومی طور پر گلہ بانی کریں گے لیکن "اُستاد" کو ہمیشہ چرواہے کے طور پر پہچانا جائے گا (اِفسیوں ۴:۱۱)۔

تعلیم دینے والے بزرگوں کی ذِمے داریاں

کلیسیا پر عمومی اِختیار رکھو۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کے مُطابق "ہر فقیہ جو آسمان کی بادشاہی کا شاگرِد بنا ہے اُس گھر کے مالک کی مانِند ہے" (متی ۱۳:۵۲) ۔ دراصل یہ وہ "دیانت دار اور عقل مند نوکر" ہے جسے خدا نے اپنے گھر کا مختار بنایا ہے تا کہ وقت پر اُن کو کھانا دے (متی ۲۴:۴۵)۔ سات کلیسیاؤں کو لکھے جانے والے خطوط سے ہم سیکھتے ہیں کہ "فرشتہ" یا "ایلچی" کی کلیسیا کے لیے خاص ذِمے داری تھی اور اگر کلیسیا میں کچھ غلط ہوتا ہے تو یہ وہی ہے جس سے حساب لیا جائے گا (مکاشفہ ۲:۵؛ ۱۴-۱۵؛ ۳:۲؛ ۱۷)۔

---

[36]- Samuel Miller, *Letters Concerning the Constitution and Order of the Christian Ministry* (New York: Hopkins and Seymour, 1807), 1:65.

دیانت داری سے سچائی کی تعلیم دو

بطور اُستاد اور چرواہا (اِفسیوں ۱۱:۴) اُسے "تعلیم دینے" کے کام پر اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہیے (رومیوں ۷:۱۲)۔ دراصل، اُس کی خاص تقرری "کلام سُنانے اور تعلیم دینے" میں محنت کرنے کے لیے ہے (۱۔ تیمُتھیس ۱۷:۵)۔ یہ ایک مشکل کام ہے اور کسی بھی بزرگ پر تنقید کرنے سے پہلے شاید اُس کی بُلاہٹ کی بڑی مشکلات پر غور کرنا چاہیے۔ اُسے باقاعدگی سے ہفتہ میں چار سے پانچ مرتبہ تعلیم دینی پڑتی ہے۔ اِس کا مطلب ہے سخت مطالعہ اور مسلسل دُعا، کیوں کہ ہر وعظ کے لیے اُسے نئے مُواد اور رُوح القدس کے تازہ مسح کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اِسی طرح سے وہ اپنے لوگوں کی ضروریات کو پُورا کر سکے گا، اُن کے رُوحانی سفر میں اُن کی رہنمائی کر سکے گا، اُنہیں اُن کے اِیمان میں مضبوط کر سکے گا اور اُنہیں رُوحانی تسلی دے سکے گا۔

پاک رسموں کے لیے اِنتظام کرنا

اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مخصوص لوگوں کے لیے پاک رسموں کا مناسب اِنتظام کرے۔ جب رسولوں کو منادی کرنے کے لیے بھیجا گیا تو اُنہیں صرف لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا، بلکہ اُنہیں بپتسمہ دینے کے لیے اور اُن سب باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کرنے کے لیے بھی جن کا خداوند نے حکُم دیا ہے (متی ۲۸: ۱۹-۲۰)۔ لہٰذا، ہم دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے لوگوں کو بپتسمہ دیا اور پاک شراکت کا اِنتظام کیا۔ مثال کے طور پر، پولُس رسول نے فِلپی کے داروغہ اور اُس کے

خاندان کو بپتِسمہ دیااور تروآس میں اُس نے روٹی توڑنے کی صدارت کی (اعمال ۱۶: ۳۳ ؛ ۲۰: ۱۱)۔

کلیسیا کے لیے دُعا کرنا

اَعمال ۶: ۴ میں رسولوں کی طرح ،اُسے خُود کو دُعا میں مشغول رکھنا چاہیے ۔ایک لحاظ سے رسُول، بزرگوں کو تعلیم دے رہے تھے ،اگرچہ وہ غیر معمولی تعلیم دینے والے بزرگ تھے ۔مثال کے طور پر، پطرس اور یوحنا نے اپنے لیے یہ لقب اِستعمال کیا (۱۔پطرس ۵: ۱ ؛ ۲۔یوحنا ۱: ۱ ؛ ۳۔یوحنا ۱: ۱)۔پولُس رسول کو تعلیم دینے والا بزرگ بھی کہا جا سکتا ہے ۔اِس بارے میں پڑھیں کہ کس طرح اُس نے اِفسس کے اِیمان داروں کے لیے دُعا کی ''اِس سبب سے مَیں اُس باپ کے آگے گھُٹنے ٹیکتا ہُوں جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے۔ کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عِنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح سے اپنی باطنی اِنسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ (اِفسیوں ۳: ۱۶-۱۴؛فلپیوں ۱: ۹، ۴؛کلسیوں ۱: ۹، ۳؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۱۰: ۳ ؛ ۲۔ تھسلُنیکیوں ۱ ۱: ۱)۔خادموں کے پاس شفاعت کی خدمت بھی ہونی چاہیے ۔اُنہیں اپنی کلیسیاؤں کے لیے دُعا کرنی چاہیے۔

مصیبت میں مُبتلا اَفراد کی مدد کرنا

ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا کردار اُس اُستاد نے بخُوبی نبھایا جسے '' شاگرِد کی زُبان بخشی گئی'' تاکہ وہ ''تھکے ماندے کی مدد کرے'' (یسعیاہ ۵۰: ۴)۔اِسے ایک عظیم

مثال کے طور پر لیتے ہوئے، پولُس رسُول تھِسلُنیکیوں کو یہ یاد دِلا سکتا تھا کہ وہ اور اُس کے ساتھی "اُن کے درمیان اِس قدر نرمی کے ساتھ رہے، جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے" (۱۔ تھِسلنیکیوں ۲:۷)۔ یہی جذبہ ایک تعلیم دینے والے مسیحی میں ہونا چاہیے ،جیسا کہ وہ اپنی خدمت میں "حق کے کلام کو درُستی سے کام میں لا تا ہو" (۲۔ تیمُتھیس ۲:۱۵)۔اِس خیال سے مُراد یہ ہے کہ ایک خادم کو کھانے کے وقت خاندان کے سربراہ کی طرح کام کرنا چاہیے جو ہر فرد کو وہ کچھ فراہم کرتا ہے جس کی اُسے ضرورت ہے۔

بُرائی کے خلاف کلیسیا کی حفاظت کرنا

تعلیم دینے والے بزرگ کو کلیسیا کو لاحق کسی بھی ممکنہ خطرہ پر نظر رکھنی چاہیے (حزقی ایل ۳:۱۷؛ یسعیاہ ۶۲:۶؛ ۲۔ تیمُتھیس ۴:۵)۔ بزرگوں کو "کلام کی منادی کرنی چاہیے ،وقت اور بے وقت مستعد رہنا چاہیے ،ہر طرح کے تحمل اور تعلیم کے ساتھ سمجھانا چاہیے اور ملامت اور نصیحت کرنی چاہیے" (۲۔ تیمُتھیس ۴:۲)۔

دیندار نمونہ قائم کریں

ایک اچھی مثال قائم کرنی چاہیے۔ایک تعلیم دینے والے بزرگ کو پوری طرح سے اپنے عقیدے پر عمل پیرا ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنی کلیسیا کو اِس میں مضبوط کر سکے۔ تیمُتھیس سے کہا گیا "تُو اِیمان داروں کے لیے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت اور اِیمان اور پاکیزگی میں نمُونہ بن" (۱۔ تیمُتھیس ۴:۱۲)۔ یہ بات سچ ہے کہ عمل اَلفاظ

سے زیادہ موئثر ہوتا ہے۔ خداوند کی طرف سے کلیسیا میں تعلیم دینے والے بزرگوں کو مُقرر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ ”نیک کاموں کا نمُونہ بنیں تاکہ مُخالف اُن پر عیب لگانے کی کوئی وجہ نہ پاکر شرمندہ ہو جائے“ (طِطس ۲:۷-۸)۔ ہاں، ہو سکتا ہے کہ ایک خادم کے بھی دُشمن ہوں لیکن اُس کا طرزِ زندگی ایسا ہونا چاہیے کہ وہ اُن کو خاموش کروائے اور اُنہیں ہمارے مسیحی عقیدے پر ملامت کرنے سے روکے۔ کلیسیا کے اندر ایک وفادار شخص کو سچا ”مردِ خدا“ ہونا چاہیے (۲۔ تیمُتھیس ۳:۱۷)۔ اُس کی کلیسیا میں موجودگی باعث برکت ہونی چاہیے اور اُس کی خدمت روحانی فائدے کے لیے ہونی چاہیے۔ کلام مقدس فرماتا ہے کہ برنباس ”نیک مرد اور رُوح القدس اور اِیمان سے معمور تھا“ اور ہم کلام مقدس میں پڑھتے ہیں کہ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ”بہت سے لوگ خداوند کی کلیسیا میں آ ملے“ (اَعمال ۱۱:۲۴)۔

کلیسیائی اِنتظام کرنے والے بزرگوں کی ذِمے داریاں

مسیح یسوع کی ظاہری پاک مرضی کو پُورا کرنے کے لیے کلیسیائی اراکین کی رہنمائی کرنا۔ شاید یہ یروشلیم کی کلیسیا تھی جنہیں یہ رسولی حکم نامہ ملا تھا ”اپنے پیشواؤں کے فرماں بردار اور تابع رہو“ (عبرانیوں ۱۳:۱۷)۔ یقیناً، اِس سے یہی مُراد ہے کہ کلیسیائی اِنتظام کرنے والے بزرگ، کلیسیا کی راہنمائی کلام مقدس کی طرف کریں گے ۔ اگر وہ اِس کے برعکس کام کرتے ہیں تو کلیسیا اُن کی پیروی کرنے کی پابند نہیں ہے ۔ اِس طرح کی صُورتِ حال میں کلیسیا کو ”آدمیوں کے حکم کی نسبت خدا کا حکم ماننا زیادہ

فرض ہے"(اَعمال ۲۹:۵)۔ تاہم، اگر وہ خدا کے کلام کی راہ میں رہنمائی کرتے ہیں، تو یہ کلیسیا پر لازم ہے کہ وہ اُن کے تابع رہے۔

بعض اوقات، کلیسیائی اراکین اور بزرگوں میں اِختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ بزرگ کلام مقدس کے خلاف کسی چیز کی حمایت کر رہے ہوں۔ بات یہ ہے کہ چاہے کوئی معاملہ خاصہ غیر اہم یا اِنتہائی مشکل ہی کیوں نہ ہو، آگے بڑھنے کے طریقہ کار کے متعلق مختلف آراء ہو سکتی ہیں۔ اگر کچھ کلیسیائی اَراکین، بزرگوں کی بات سے اِتفاق نہیں کرتے تو کیا ہوتا ہے؟ عبرانیوں ۱۳:۱۷ کے مُطابق اراکین کو "اپنے پیشواؤں کے فرماں بردار اور تابع رہنا چاہیے"۔ اُنہیں اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ خدا نے بزرگوں کو کلیسیائی پیشواؤں کے طور پر مقرر کیا ہے۔

کلیسیا میں شمولیت اور اَخراج کے ذِمے دار ہوں

اِفسیوں کے بزرگوں کو پولُس رسول نے کہا تھا "پس اپنی اور اُس سارے گلہ کی خبرداری کرو جِس کا رُوح القدس نے تمھیں نگہبان ٹھہرایا" اُس نے تنبیہ کی کہ اُس کے جانے کے بعد "پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آئیں گے" اور "خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھیں گے" جو شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ اِس اِقتباس میں پولُس رسُول نے بزرگوں کو نگہبانی کرنے کی نصیحت کی (اَعمال ۲۸:۲۰-۳۱)۔ بزرگوں کو ایسا کرنے کے لیے کیوں کہا گیا؟ اِس کی وجہ اِس بات کو واضح کرنا ہے کہ یہ اُن کی ذِمے داری تھی کہ وہ کلیسیائی اراکین کو کلیسیا میں شامل کریں اور باقی لوگوں کو کلیسیا سے خارج کریں۔ مسیح یسوع نے بزرگوں کو کنجیاں سونپ دی ہیں۔

اِس عہدے کے لیے مخصوص کرنا

۱۔ تیمُتھیس ۴:۱۴ میں ”بزرگوں کے ہاتھ رکھنے“ کا ذِکر پایا جاتا ہے۔ یہ اُس وقت ہوتا جب کسی شخص کو کسی خاص کام کے لیے مخصوص کیا جاتا تھا۔ لہٰذا، یہ عمل خادموں اور بزرگوں دونوں کی مخصوصیت کے وقت دُہرایا جاتا تھا (اَعمال ۶:۵-۶؛ ۱۔ تیمتھیس ۵:۲۲)۔ بزرگوں کا ہاتھ رکھنا ایک کلیسیائی عمل اور ایک رسمی پہچان ہے۔ یہ ضروری نعمتوں اور اِختیار کے عطا کیے جانے کی علامت ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی شخص کو اِس عہدے کے لیے نامزد یا مخصوص کیا گیا ہے۔

کلیسیائی اراکین کے رویے پر نظر رکھنا

۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۲-۱۳ اِن آیات کو یاد رکھیں ”ہم تم سے درخواست کرتے ہیں کہ جو تم میں محنت کرتے اور خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں اور تم کو نصیحت کرتے ہیں اُنہیں مانو اور اُن کے کام کے سبب سے محبت کے ساتھ اُن کی بڑی عزت کرو اور آپس میں میل ملاپ رکھو“۔ یہ بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ خدا کے لوگوں کی گلہ بانی کریں اور عِلم اور تقدُس کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں (۱۔ تیمتھیس ۳:۵؛ ۱۔ پطرس ۵:۱-۳)۔ اگر بُرائی، بداِخلاقی، بِدعت یا تفرقے پھوٹ پڑتے ہیں تو ایسے جرائم کو دُور کرنے کے لیے بزرگوں کو اِصلاحی نظم و ضبط کا اِستعمال کرنا چاہیے۔ اِس سے مراد اِنفرادی یا اِجتماعی سرزنش ہو سکتی ہے۔ اِس کا مطلب مخصوص فرائض سے معطلی بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اِس کا مطلب اِن سب باتوں پر سرزنش اور مسیحی کلیسیا کی رُکنیت

سے برخاستگی بھی ہو سکتا ہے۔ کلام مقدس میں اِن اِقدام کی اِجازت دی گئی ہے اور یہ کلیسیا کی رُوحانی صحت کے لیے بھی ضروری ہیں۔

عقیدے اور دستُور اُلعمل کے متعلق معاملات کا فیصلہ کرنا

اَعمال ۱۵ باب میں، جب اِس بات پر اِختلاف پیدا ہوا کہ آیا ختنہ نجات کے لیے ضروری ہے یا نہیں تو پولُس رسول، برنباس اور دُوسرے بھائی یروشلیم میں گئے "رسول اور بزرگ" (آیت ۲) "پس رسول اور بزرگ اِس بات پر غور کرنے کے لیے جمع ہوئے" (آیت ۶)۔ غور وحوض کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچنے کے قابل ہوئے، جسے خط کے ذریعے دُوسری کلیسیاؤں تک پہنچایا گیا تھا (۲۲ تا ۳۳ آیات)۔ یہ اُصول واضح ہے کہ جب کوئی ایسا معاملہ اُٹھایا جاتا ہے جو کلیسیا کے تقدس اور اَمن کے لیے اہم ہو تو یہ ذِمے داری بزرگوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اِس بات کا فیصلہ کریں کہ سچ کیا ہے۔ ایسے موقعوں پر اُنہیں کلیسیا کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

لوگوں کی رُوحوں کا خیال رکھنا

خدا کا کلام واضح طور پر یہ سکھاتا ہے کہ بزرگوں کو ضرورت مند لوگوں کے پاس جانا چاہیے اور جسمانی اور رُوحانی طور پر اُن کی خدمت کرنی چاہیے۔ "اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بُلائے اور وہ خداوند کے نام سے اُس کو تیل مَل کر اُس کے لیے دُعا کریں" (یعقوب ۵:۱۴)۔ ہو سکتا ہے کہ کلام مقدس کا یہ حوالہ پڑھنے کے بعد ایک بزرگ حوصلہ افزائی کے ساتھ یا نصیحت کے اَلفاظ کے ساتھ خدمت کرے، لیکن

(۱۔ تیمُتھیس ۳:۲ میں لکھا ہے کہ ایک نگہبان کو تعلیم دینے کے لائق ہونا چاہیے) یا اُس کے لیے یہ بھی ضروری ہو سکتا ہے کہ وہ کسی فرد کو توبہ کرنے میں مدد کرے اور خدا کے ساتھ چلنے میں اُس کی رہنمائی کرے (گلتیوں ۶:۱-۲)۔ بزرگوں کا رویہ رُوحانی ہونا چاہیے، ہمیشہ اِس بات کو یاد رکھیں کہ خدا نے اُنہیں قیمتی، نجات یافتہ اور لافانی رُوح عطا کی ہے۔

تفرقے اور نااِتفاقی کو ختم کرنے کی کوشش کریں

تھسلنیکیوں کی کلیسیا کے نام اپنے پہلے خط میں پولُس رسُول، اِیمان داروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ بزرگوں کی عزت کریں۔ اِس کے بعد وہ مزید ایک بات کا اضافہ کرتا ہے کہ "آپس میں میل مِلاپ رکھو" (۵:۱۲-۱۳)۔ یہ ایسی کوئی آزاد نصیحت نہیں ہے جس کا اِس سے پہلے کی باتوں سے کوئی تعلق نہ ہو۔ پولُس رسُول کا مطمعِ نظر یہ ہے کہ ایک بزرگ کو ہمیشہ کلیسیا کے اِتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے فکر مند رہنا چاہیے اور اگر کلیسیا کے ارکان اُن کی ویسی ہی عزت کرتے ہیں جیسی کہ اُنہیں کرنی چاہیے تو وہ اِس تفرِقے اور تقسیم کو رُوکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ہمارے نجات دِہندہ نے اِس کا حکم دیا (مرقس ۹:۵۰)۔ بِلا شُبہ "جہاں حسد اور تفرقہ ہوتا ہے وہاں فساد اور ہر طرح کا بُرا کام بھی ہوتا ہے" (یعقوب ۳:۱۶)۔

بزرگوں کے لیے ضروری اوصاف

بزرگوں کو خدا کے سچے پیروکار ہونا اور اُنہیں مسیح کے ساتھ اِتحاد اور رفاقت میں ہونا چاہیے، اِسی لیے پولُس رسُول نے "خداوند میں" نگہبانی کرنے کے بارے میں لکھا (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۲)۔ اُس کا مطلب یہ تھا کہ بزرگوں کو مسیح یسوع کے ساتھ رفاقت رکھنی چاہیے اور اُس کی محبت کو اپنے دِلوں میں اور اُس کی برکات کو اپنی زندگیوں میں محسوس کرنا چاہیے۔ اُنہیں اپنی مقدس زندگیوں کے وسیلہ سے اُس کے فضل کا ثبوت بھی دینا چاہیے۔ ہمارے خداوند نے سکھایا کہ صرف "اچھا آدمی اچھے خزانہ سے اچھی چیزیں نکالنے کے قابل ہوتا ہے" (متی ۱۲:۳۵)۔ ۱۔ تیمُتھیُس ۳ باب میں بزرگوں یا نگہبانوں کے بارے میں بیان کی گئی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ اُنہیں "بے اِلزام" ہونا چاہیے (آیت ۲)۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ کوئی بھی اُن پر اُنگلی نہ اُٹھا سکے اور اُن پر مسیحی تعلیمات کے برعکس زندگی گزارنے کا اِلزام نہ لگا سکے۔ بے شک، اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اُنہیں کامل ہونا چاہیے۔ تاہم، اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے کِردار یا طرزِ عمل میں کوئی واضح نقص نہیں ہونا چاہیے۔ خدا کی فرماں برداری کی راہ میں کلیسیائی اراکین کی رہنمائی کرنے کے اُن کے اِختیار کا دارومدار اُن کی اپنی مستقل مزاجی پر ہے ۔ ہمیں عبرانیوں ۱۳:۷ میں بتایا گیا ہے کہ "جو تمہارے پیشوا تھے اُنہیں یاد رکھو" یہاں پر فعل "پیشوائی کرنا" کا لغوی مطلب "لے جانا" یا "رہنمائی" کرنا ہے۔ اِس کا واضح پیغام یہ ہے کہ بزرگ خود اُس راستہ پر چل کر دُوسروں کو سیدھا راستہ دِکھائیں۔ اُنہیں درس و تدریس کے ذریعے سے اور اپنے نمُونہ کے وسیلہ سے کلیسیا کی رہنمائی کرنی چاہیے۔

آخر میں، بزرگوں کو ضرور ہی رُوحانی نعمتوں کے حامل ہونا چاہیے۔ اُنہیں خدا کے لاخطا کلام میں سکھائے گئے عقیدے کا مکمل طور پر اِدراک اور اِس کی سچائی پر یقینِ کامل ہونا چاہیے۔ جیسا کہ پولُس رسُول نے اپنے خطوط میں سے ایک میں فرمایا کہ بزرگوں کی "اِیمان کے کلام پر قائم ہونے" کے تعلق سے پہچان ہونی چاہئے (طِطس ۱:۹)۔ مزید بر آں، بزرگوں میں یہ صلاحیت بھی ہونی چاہیے کہ وہ دُوسروں کو صحیح تعلیم کے ساتھ نصیحت بھی کر سکیں۔ بزرگوں کو اِس قابل ہونا چاہیے کہ وہ ناواقف لوگوں کو ہدایت دے سکیں اور گمراہوں کو دوبارہ تعلیم دے سکیں۔ ا۔ تیمُتھیس ۳:۲ میں پولُس رسول کے بزرگوں کے تعلیمی رجحان کے بارے میں حوالے سے مُراد اِجتماعی تعلیم نہیں بلکہ اِنفرادی نصیحت ہے، کیوں کہ نئے عہد نامہ میں اِس حوالے کے ایک دُوسرے اِستعمال سے یہ واضح ہے "اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے اور تعلیم دینے کے لائق اور بُردبار ہو۔ اور مُخالفوں کو حلیمی سے تادیب کرے۔ شاید خدا اُنہیں توبہ کی تَوفیق بخشے تاکہ وہ حق کو پہچانیں" (۲ تیمُتھیس ۲:۲۴-۲۵)۔

اُن میں اِنتظام واِنصرام کی لیاقت ہونی چاہیے اور اُنہیں اِس کا اِستعمال بھی کرنا چاہیے۔ اِنتظام سنبھالنا، یا کلیسیا کی دیکھ بھال کرنے کی صلاحیت کو رُوحانی نعمتوں میں سے ایک کا نام دیا گیا ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۲:۲۸؛ رومیوں ۱۲:۶، ۸)۔ بزرگوں کو ذِمے دار لوگ ہونا چاہیے جو کہ مضبوط بائبلی عقائد رکھتے ہوں اور اُن عقائد کو پُورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اُنہیں کلیسیا کے ارکان کو اِس بات پر قائل کرنے کے قابل بھی ہونا چاہیے

کہ وہ اِس عقیدے اور اِس پر عمل کرنے میں اُن کی پیروی کریں (لیکن خوشامد نہیں کرنی چاہیے)۔ اُن کا کام گلہ کی نگہبانی کرنا ہے اور اِس کام کو کامیابی سے کرنے کے لیے اُن کا اپنے لوگوں سے اچھا تعلق ہونا چاہیے اور اُن کی رحم دِلی اور حِکمت کے لیے اپنی پہچان ہونی چاہئے۔ اُنہیں حِکمت کی اِس کافی نایاب نعمت میں بھی مہارت حاصل کرنی چاہیے جو اُنہیں یہ جاننے کے قابل بنائے گی کہ مختلف معاملات سے کب اور کیسے نمٹا جائے۔ بزرگوں کو سلیمان کی یہ دُعا پڑھنے کی کیا ضرورت ہے "سو تُو اپنے خادِم کو اپنی قوم کا اِنصاف کرنے کے لیے سمجھنے والا دِل عِنایت کر" (۱۔ سلاطین ۹:۳)۔ ایسی کلیسیا بہت ہی بابرکت اور کامیاب ہے جہاں ایسے بزرگ پائے جاتے ہیں۔ ایسی کلیسیا یقیناً خدا کی موجودگی اور اُس کے فضل سے مسرُور ہوگی۔

کیا ہمیں اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کرنی چاہیے اور کیا ہمیں اُن کے لیے دُعائیں نہیں کرنی چاہیے اور اُن کا ساتھ نہیں دینا چاہیے؟ خادموں کو دُعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ لائق طور پر سچائی کا پرچار کر سکیں۔ کلیسیا کا اِنتظام کرنے والے بزرگوں کو کلیسیا کی زندگی کے ہر پہلو میں سچائی کا اِطلاق کرنے کے قابل بنانے کے لیے دُعا کی ضرورت ہے۔ اُن کے اِس مُشکل کام میں اُن کی حوصلہ شکنی کے لیے کچھ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اپنی محبت، رفاقت اور فرماں برداری کے ذریعے سے اُن کی حوصلہ اَفزائی کے لیے سب کچھ کرنا چاہیے۔ خدا کے عظیم وعدوں میں سے ایک وعدہ یہ بھی ہے کہ "اور مَیں تم کو اپنے خاطِر خواہ چرواہے دُوں گا اور وہ تم کو دانائی اور عقل مندی سے چرائیں گے" (یرمیاہ ۱۵:۳)۔ خدا اِس کلام کو ہمارے ایام میں پُورا کرے تاکہ ہماری کلیسیائیں

اپنی پاکیزگی اور قوت کو پھر سے حاصل کریں۔ تب مسیح یسوع کی بڑی عزت اور تعظیم ہو گی۔

"کیوں کہ خداوند نے صِیّون کو بنایا ہے۔ وہ اپنے جلال میں ظاہر ہوا ہے۔ اُس نے بیکسوں کی دُعا پر توجہ کی اور اُن کی دُعا کو حقیر نہ جانا۔ یہ آئندہ پُشت کے لیے لِکھا جائے گا اور ایک قوم پیدا ہو گی جو خداوند کی سِتایش کرے گی" (زبور ۱۰۲:۱۶-۱۸)۔[۳۷]

باب پنجم

[37] :*Scottish Psalter,* 1650, Psalm 102, vv. 16–18.

اِصلاحی کلیسیائی ضابطہ

”پس اپنی اور اُس سارے گلہ کی خبر داری کرو جس کا رُوح اُلقدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا“(اَعمال ۲۸:۲۰)۔

کلیسیائی ضابطہ ایک ایسا لفظ ہے جسے وضاحت کی ضرورت ہے۔ یہ لفظ لاطینی زُبان کے لفظ "Disciplina" ڈیسپلینا سے اَخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ”تعلیم دینا“۔ اِس اِصطلاح کی ایک تعریف یہ بیان کرتی ہے کہ ”کلیسیائی ضابطہ یا نظم وضبط میں وہ تمام طریقے شامل ہیں جن کے ذریعے سے ایک کلیسیا، جیسا کہ اُسے رُوحوں کی دیکھ بھال کی ذِمے دار بنایا گیا ہے، اپنے ارکان کو خدا کی بادشاہی میں شامل ہونے کی تعلیم دیتی ہے“۔[۳۸] تاہم، وقت اور رسم ورواج نے اِس کے معنی کو اِتنا محدود کر دیا ہے کہ عام طور پر اِس سے مراد کلیسیائی مسائل کا مناسب حل سمجھا جاتا ہے۔

وارہم واکر(Warhar Walker) نے نظم و ضبط کے مکمل معنی کو واضح کرنے کے لیے ایک توسیعی اِستعارہ اِستعمال کیا”فوجیوں کے ایک گروہ کو اُس وقت منظم نہیں کہا جا سکتا، جب کورٹ مارشل مسلسل اُن کے درمیان نا اِنصافی کی کاروائیوں کو دبانے میں مصروف ہو، بلکہ جب وہ اپنے کمانڈر کے احکامات اور اُن تمام فوجی ضوابط کی پابندی کرتے ہوں جن کے تحت اُنہیں بھرتی کیا گیا ہے، ایسی صُورت میں بہت کم ایسی

---

[38]: Hezekiah Hervey, *The Church: Its Polity and Ordinances* (Rochester, N.Y.: Backus, 1982), 87.

چیزیں ہوں گی جنہیں دبانا پڑے۔ فوج کے نظم و نسق کے متعلق بات کرتے ہوئے ہم اپنی بات میں فوجی قوانین کی خلاف ورزیوں کی اِصلاح کا اِحاطہ کرتے ہیں۔ لیکن ہماری بات کا مکمل طور پر یہ مطلب نہیں ہے۔ اِس میں ہم فوجی تعلیم و تربیت کا عمل بھی شامل کرتے ہیں جس کے ذریعے سے فوجیوں کو تشکیل دیا جاتا ہے اور فعال اور موئثر خدمات کے لیے موزوں بنایا جاتا ہے۔[۳۹]

لہٰذا، کلیسیائی ضابطے کی درُست تفہیم میں سچائی کی تعلیم دینا اور کلیسیائی مسائل سے نمٹنا شامل ہو گا۔ عام طور پر ضابطے کی دو حالتوں کے بارے میں بات کی جاتی ہے یعنی اِنسدادی حالت اور اِصلاحی حالت۔

اِنسدادی ضابطہ

اِنسدادی ضابطہ بہت موئثر ہے۔ اِس کا مقصد فرماں برداری اور خدا پرستی کو حاصل کرنا ہے۔ اِس طرح کے ضابطے کو حاصل کرنے کے بہت سارے طریقے ہیں۔

اِنفرادی اور اِجتماعی تلقین

ایک خادم خدا کے کلام کی منادی کے ذریعے سے لوگوں کو مسیحی اِیمان کے عقائد اور فرائض سے واقف کرے گا۔ وہ اُنہیں اِس بات پر اُبھارے گا کہ وہ اُس نام کے لائق زندگی گزاریں جس نام کے وسیلہ سے وہ بُلائے گئے ہیں۔ وہ اُن لوگوں کو تسلی دے گا جو مشکل سے دوچار ہیں اور اُن لوگوں کو تنبیہ کرے گا جو منحرف ہونے کی آزمائش

---

39 . Warham Walker, *Harmony in the Church: Church Discipline* (Rochester, N.Y.: Backus, 1981), 22–23.

میں مبتلا ہیں۔ایسی خدمت کا مقصد " مسیح کے بدن کو ترقی دینا ہے"(اِفسیوں ۴:۱۲
)۔اِنتظام کرنے والے بزرگوں کے ساتھ ،خادم اپنی نجی گفتگو میں نصیحت کریں گے۔
۱۔ تیمُتھیس میں جس لفظ کا ترجمہ " تعلیم دینے کے لائق" کیا گیا ہے
،۲۔ تیمُتھیس ۲:۲۴-۲۵ میں اِسی لفظ سے مراد مختلف مسائل میں مبتلا اَفراد کی
مشاورت کرنا ہے "اور تعلیم دینے کے لائق اور بُردبار ہو اور مُخالفوں کو حلیمی سے تادِیب
کرے" تاکہ وہ کلیسیائی ارکان کو خدا سے محبت کرنے،اُس کی خدمت کرنے اور اُس کی
عبادت کرنے کی اپنی ذِمے داریوں کی یاد دِلائے۔

پاک رسومات کی ادائیگی کا مناسب اِنتظام کرنا

اِن پاک رسومات کے ذریعے سے خدا کے لوگوں کو بہت زیادہ برکت ملتی ہے
تاکہ وہ خدا سے وفادار رہیں اور اپنے اِس مقدس سفر کو جاری رکھیں۔ہمارے خداوند
یسوع مسیح نے رسولوں کو فرمایا(اور اُن اُستادوں کو بھی جو اُن کی پیروی کرتے تھے) کہ وہ
اُن شاگردوں کو یہ سکھانے میں مصروف رہیں کہ وہ اُن ساری باتوں پر عمل کریں جن کا
مَیں نے اُنہیں حکم دیا ہے(متی ۲۸:۲۰)۔جب وہ مختلف مقدس رسموں کو مناتے تھے
تو وہ اُن سے رُوحانی تقویت حاصل کرتے تھے۔

برادرانہ محبت کے جذبے کو فروغ دینا

کلیسیا کے اَرکان کو ایک دُوسرے کا خیال رکھنے کی ترغیب دینا ضروری ہے
۔ مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں کو "ایک دُوسرے سے محبت رکھنا" سکھایا اور اِس کے

نتیجے میں مختلف کلیسیاؤں کے نام خطوط میں "برادرانہ محبت اور رحم دِلی" پر بہت زور دیا گیا ہے (یوحنا۱۳:۳۵؛ رومیوں ۱۲:۱۰؛ ۲۔پطرس ۱:۷)۔اِس محبت کا اِظہار دُوسروں کو تسلی دینے یا تقویت پہنچانے کے ذریعے سے کیا جاتا ہے (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۴:۱۸؛۵:۱۱) اور حتیٰ کہ اِس کا اِظہار دُوسروں کو تنبیہ کر کے بھی کیا جاتا ہے "بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ" (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۴)۔یہ تمام ممکنہ مسائل سے محفوظ رہنے کا حصہ ہے۔ایسی باہمی مدد رُوحوں کو بھٹکنے اور گناہ میں گرنے سے بچا سکتی ہے، اِسی لیے یہ بائبل کے نظم و ضبط کا ایک اہم حصہ ہے۔

کلیسیا کے کام کے لیے تقرری

رومیوں ۱۲ باب میں کلیسیا کا اپنے مختلف ارکان کے ساتھ ایک اِنسانی جسم کے طور پر کام کرنے کا تصوّر موجود ہے۔اب، ایک جسم اِسی صُورت میں صحت مند ہو گا جب اِس کے تمام اعضاء، خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، اپنے مخصوص کام کرتے ہوئے متعلقہ فرائض اَنجام دیں۔ ہمیں طرح طرح کی نعمتیں ملی ہیں اور خدا کے فضل سے ہمیں پوری کلیسیا کی اِصلاح کے لیے اُن کو اِستعمال کرنے اور ترقی دینے کی ضرورت ہے۔

اگر بزرگ صاحبِ حکمت ہیں تو وہ ہمیشہ مستعد رہیں گے اور مختلف صلاحیتوں کی نشوونما کے لیے مواقع فراہم کرنے کے لیے تیار رہیں گے۔اِس سے کلیسیائی اراکین کو خداوند کے لیے اپنی خدمت میں اِطمینان ملے گا اور یہ بُڑبڑانے سے پیدا ہونے والے عدمِ اِطمینان کے جذبات کو اچھی طرح سے ختم کر سکتا ہے۔ "شیطان دُوسروں کی مصیبت سے فائدہ اُٹھانا پسند کرتا ہے" ایک پیوریٹن یرمیاہ بروز (Jeremiah

(Burroughs نے لکھا، وہ کہتا ہے کہ "جب وہ مرد و خواتین کو بے اطمینانی کی حالت میں دیکھتا ہے تو وہ اُنہیں بے یارو مددگار دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ میرا اچھا شکار ہے"۔[40]

کلیسیائی ذِمے داریاں صرف اُن لوگوں کو ہی نہیں دی جاتی جنہیں کچھ خاص نعمتیں عطا کی گئی ہیں۔ مسیحی شراکت میں سب کے کرنے کے لیے فرائض موجود ہیں ۔جب ہر کوئی یہ محسوس کرتا ہے کہ اُسے کلیسیا میں اپنا کردار ادا کرنا ہے تو کلیسیا میں تنقید اور اِختلاف کم ہونے کا اِمکان ہوتا ہے۔

عقیدت اور وفاداری کی مثالیں

ہمیں اِس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ کس طرح پولُس رسُول نے تیمُتھیس کو تاکید کی کہ اُسے "اِیمان داروں کے لیے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت اور اِیمان اور پاکیزگی میں نمُونہ بننا چاہیے"(۱۔ تیمُتھیس ۴: ۱۲)۔ خدا پرستی کی ایک مضبوط مثال دُوسروں کو کسی قسم کی سنگین غلطی میں مبتلا ہونے سے روکے گی۔ مستقل پاک رویہ، خدا کے لوگوں اور اُن کی خدا کے فضل میں ترقی و اِستحکام کے لیے برکت کا ذریعہ ہوتا ہے ۔اگر کلیسیا کے عہدیداران کو اُن کی پاک زندگی اور رُوحانی ترجیحات کی بناء پر دُوسروں سے ممتاز کیا جاتا ہے تو اِس کا کلیسیا کے دُوسرے اراکین پر موئثر اثر پڑے گا۔ اِن چیزوں کے بارے میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ آسانی سے سرایت کرنے والی ہیں۔

[40] :Jeremiah Burroughs, *The Rare Jewel of Christian Contentment* (Edinburgh: Banner of Truth, 1979), 126.

اگر بزرگ اپنی خدمات اور کلیسیائی اجتماعات کے دوران اچھا برتاؤ کریں گے تو کلیسیا کے دُوسرے اراکین بھی اُن کی پیروی کریں گے۔ یہ معاملہ نہ صرف اِجتماعی بلکہ اِنفرادی طور پر بھی ہو گا اور دِیگر معاملات یعنی جس طریقہ سے ہم اپنے خاندانوں کو منظم کرتے اور اپنی عبادت کے اوقات کا اِنتظام کرتے ہیں، اُن پر بھی اِن کا اِطلاق ہو گا۔ گناہ اور غلطی کو کلیسیاؤں میں آنے سے روکنے کے لیے ایک اچھی مثال قائم کرنا اِنتہائی لازم ہے۔

مسائل کیوں پیدا ہوتے ہیں

شیطان کی بد نیتی، دُنیا کا دباؤ اور ہماری فطرت کی کمزوری اِس بات کو ناگزیر بناتی ہیں کہ کلیسیا میں مسائل پیدا ہوں گے (۲۔ کرنتھیوں ۲:۱۱؛ ۱۔ یوحنا ۲:۱۶؛ مُکاشفہ ۲:۳)۔ جیسا کہ ویسٹ مِنسٹر اِقرارُالایمان بیان کرتا ہے "اچھی کلیسیاؤں میں بھی آمیزش اور غلطی کا اِمکان موجود ہوتا ہے"[۴۱]۔ خدا اپنے اِلٰہی، شفقت بھَرے اور مُدبرانہ مقاصد کے تحت، آزمایشوں کو آنے دیتا ہے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "ٹھوکروں کا ہونا ضروری ہے" (متی ۱۸:۷)۔ اِن آزمایشوں کے آنے کے پیچھے کون سے اِلٰہی مقاصد پوشیدہ ہوتے ہیں؟

اوّل، آزمائشیں خدا کے لوگوں میں فضل کو ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہیں ۔جب مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ اُن کے درمیان بڑی ہولناک غداری

---

[41] :*Westminster Confession of Faith*, XXV, 5.

ہونے والی تھی تو ہر کوئی خود کو جانچنے لگا اور خداوند یسوع مسیح سے پوچھنے لگا "اَے خداوند کیا مَیں ہوں؟" (متی ۲۶: ۲۲)۔

آزمائشیں اُن لوگوں کی شناخت کو بھی ممکن بناتی ہیں جو واقعی میں وفادار اور اِیمان میں مضبوط ہوتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو پختہ اِیمان والے مسیحی اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ پولُس رسُول نے سکھایا کہ تم میں بدعتوں اور تفرقوں کا ہونا بھی ضرور ہے "تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم میں مقبول کَون سے ہیں" (۱۔ کرنتھیوں ۱۱: ۱۹) ۔یقیناً، اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ٹھوکریں، سچے مسیحیوں کو مُنافقین سے مُمتاز کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ جیسا کہ پولُس رسول لکھتا ہے "وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں۔ اِس لیے کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے لیکن نِکل اِس لیے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں" (۱۔ یوحنا ۲: ۱۹)۔

بعض صورتوں میں آزمائشیں، کلیسیا کو اِیمان کے عظیم عقائد میں اِستوار کرتی ہیں۔ اِنطاکیہ اور دُوسری جگہوں کے مسائل نے بالآخر اُن مسیحیوں کو تسلی دی جو اِیمان میں مضبوط تھے (اَعمال ۱۵: ۳۰-۳۲)۔

آخر میں، آزمائشوں کی وجہ سے مسیح یسوع کی موجودگی کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ بات اُن پر ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح یسوع قریب ہے اور "اُس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیان کو خُوب صاف کرے گا" (متی ۳: ۱۲)۔ خداوند کا ہاتھ اُس وقت ہمارے زیادہ قریب نہیں ہوتا جب وہ اپنی انگور کی بیل کی کانٹ چھانٹ کر رہا ہوتا ہے تاکہ اُسے پاکیزگی اور راست بازی میں اور زیادہ پھل دار بنا سکے۔

اِصلاحی ضابطہ

اِصلاحی ضابطہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے اُن لوگوں کے خلاف ایک عدالتی طریقہِ عمل ہے جو مسیح یسوع کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔اِس کا مقصد خطاؤں کو ختم کرنا ہے۔اِس کا جائزہ لینے سے پہلے ہمیں مندرجہ ذیل تین اہم اُصولوں کو قائم کرنا چاہیے:

ا۔ایک سچی کلیسیا کی نشانی

پہلا اُصول یہ ہے کہ "نظم و ضبط بائبلی کلیسیا کی علامتوں میں سے ایک ہے ۔۱۵۶۰ء کے سکاٹش اِقرارالایمان میں ہمیں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ"خدا کی سچی کلیسیا کی پہچان، جن پر ہم یقین کرتے ہیں،اِقرار کرتے اور ایسا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ ہے کہ اوّل، خدا کے کلام کی سچی منادی، جس میں خدا نے اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کیا ہے ۔۔۔دوئم، مسیح یسوع کی دی ہوئی پاک رسومات کا درُست اِنتظام، جنہیں خدا کے کلام اور وعدے کے مُطابق لینا چاہیے تاکہ ہمارے دِلوں پر مُہر ہو اور اِن کی تصدیق کی جائے۔ آخر میں، کلیسیائی ضابطے کی درُست پاسداری کی جائے، جیسی کہ خدا کے کلام میں بیان کی گئی ہے، جہاں پر بُرائی کو زیر کیا جاتا اور اچھائی کو تقویت دی جاتی ہے"۔[۴۲] ۔اِصلاحی اِقرارالایمان میں اِس سے عُمدہ بیان نہیں ملتا اور یہ واضح طور پر اُن عظیم پروٹسٹنٹ اِصلاح کاروں کے نظریے کی عکاسی کرتا ہے۔اگر کلیسیا میں اِن علامتوں

---

[42] -John Knox, *The Works of John Knox* (Edinburgh: Wodrow Society, 1841), 110.

میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ نہیں پائی جاتیں تو یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے اور بہت بڑی خامی ہے اور شاید ایسی کلیسیا صحیح معنوں میں مسیحی کلیسیا نہیں ہے۔

خدا نے کلیسیا کو اِس قابل بنایا اور یہ حکم دیا ہے کہ وہ کلیسیائی ضابطہ کی پاسداری کریں۔ اِس لیے اِسے ایک غیر اہم معاملہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ متی ۱۸:۱۷ میں خداوند یسوع مسیح نے فرمایا"تو کلیسیا سے کہہ "۔یہ کلیسیائی ضابطے کی دُرست تفہیم کے لیے بنیادی بات ہے۔کچھ مخصوص طرزِ عمل ہیں جو کہ اگر جاری رہیں تو اُنہیں مقامی کلیسیا کی عدالت کے سامنے لانا ضروری ہے۔یہ وہ چیز ہے جسے خدا نے مُقرر کیا ہے ۔کرنتھیوں کی کلیسیا میں ہونے والے سنگین غیر اِخلاقی معاملات کے بارے میں بات کرتے ہوئے اُس نے کلیسیا کو اِس سے نمٹنے کی ہدایت کی "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے "(۱۔کرنتھیوں ۵:۴)۔دُوسری چیزوں کے علاوہ، اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اِختیار سے "۔پوُلس رسول نے اُس اِختیار کے بارے میں بیان کیا جس پر کلیسیا کا نظم و نسق قائم ہے۔

اپنی کتاب میَرو آف تھیولوجی (Marrow of Theology) میں ،ولیم ایمز (William Ames)نے اِس بات پر زور دیا کہ کلیسیائی ضابطہ " خود مسیح کی طرف سے مُقرر کیا گیا ہے "(متی ۱۶:۱۹؛ ۱۸:۱۵-۱۷)۔اِس لیے یہ ایک اِلٰہی اِستحقاق ہے، جسے اِنسانوں کی مرضی کے مُطابق ختم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی گھٹایا یا تبدیل کیا جا سکتا ہے۔دراصل جو کوئی خدا کی کلیسیاؤں میں اِس ضابطے کو قائم کرنے اور فروغ دینے

کے لیے ہر ممکن کوشش نہیں کرتا، وہ مسیح کے خلاف جو کہ اِس کا بانی اور مُقرر کرنے والا ہے، گناہ کرتا ہے۔"[۴۳]

ہمارے خداوند نے نظم و ضبط کو ایک قانون کے طور پر مقرر کیا ہے۔ اُس کے ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کلیسیا اِس دُنیا میں اپنا مقصد پُورا کر سکے۔ کلیسیا کی کیسی ناکامی ہے جب اُس میں اچھی تنظیم کا فقدان پایا جاتا ہے۔ عدم اِتفاق، لامُحالَہ طور پر ظاہر ہوتا ہے اور مسیحی محبت کا مزید اِظہار نہیں کیا جا سکتا۔ مزید بر آں، کلیسیا کے اندر نظم و ضبط کی کمی دُوسروں کے لیے ٹھوکر کا باعث بن سکتی ہے۔ یہ بات کسی المیہ سے کم نہیں ہے کہ جب غیر اِیمان دار لوگوں کو رُوحانی طور پر اُن باتوں کا اِلزام دیا جاتا ہے جن کو اِقرار الایمان کے حامی لوگوں میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کلیسیا کی موجودگی کا مقصد خدا کے نام کو جلال دینا اور اُس کا پَرچار کرنا ہے (۲۔ کرنتھیوں ۱۸:۳؛ اِفسیوں ۲۱:۳)۔ کلیسیائی اَرکان کے درمیان بے روک ٹوک گناہ، اِس عظیم مقصد اور منصُوبہ کی راہ میں رُکاوٹ ڈالے گا۔ دراصل، نظم و ضبط کے بغیر کلیسیا کبھی بھی آسمان کی بادشاہی کے لیے تیار نہیں ہو گی۔ تاہم، بائبلی ضابطے کی وفاداری سے مراد ہے کہ کلیسیا "برّہ کی بیوی" کے طور پر خود کو تیار کرنے کے قابل ہے (مُکاشفہ ۷:۱۹)۔

---

[43] William Ames, *The Marrow of Theology* (Grand Rapids: Baker, 1997), 199.

۲۔ ہر مقامی کلیسیا میں اِختیار

دوُسرا اُصول یہ ہے کہ کلیسیائی ضابطے کا اِختیار ہر مقامی کلیسیا کو دیا گیا ہے، جیسا کہ ہم اناجیل میں سیکھتے ہیں کہ یہ اِختیار یہودی عبادت گاہوں کے پاس تھا۔(یوحنا ۹:۲۲،۳۵؛۱۶:۲)۔ مسیح یسوع نے اِس بارے میں عملی رہنمائی فراہم کی ہے کہ اگر کوئی خطا کرتا ہے اور پھر اُس بات کو ماننے سے اِنکار کرتا ہے تو کیا کرنا چاہیے ''اگر وہ اُن کی سُننے سے بھی اِنکار کرے تو کلیسیا سے کہہ ''(متی ۱۸:۱۷)۔ یہاں یقینی طور پر کلیسیا سے مُراد ''مقامی اِیمان داروں کی جماعت'' ہے۔ یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو تو اُسے مقامی کلیسیائی اِنتظامیہ کے سامنے لانا چاہیے۔ دِیگر اِقتباسات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مسیح یسوع میں کلیسیائی ضابطے کا اِختیار ہر ایک کلیسیا کے پاس ہے ۔ پولُس رسول نے کرنتھس کی کلیسیا کو توبہ نہ کرنے والے گنہگار کے خلاف فوری کاروائی کرنے کی ہدایت کی (۱۔کرنتھیوں۵:۴-۵)۔اُس نے یہ اُصول بیان کیا کہ ہر ایک کلیسیا کے پاس یہ اِختیار ہے اور ہر ایک کلیسیا کی یہ ذِمے داری ہے کہ وہ اُن لوگوں کے خلاف کاروائی کرے جو کہ خدا کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

تاہم، اِس اِختیار کا اِستعمال کلیسیا میں مُقرر کیے گیے عہدیداران کے ذریعے سے ہوتا ہے۔اُنیسویں صدی کے ایک پریسبیٹرین تھامس ویدرو (Thomas Witherow) نے لکھا ''خدا اِنسان کو اِختیار عطا کرتا ہے، لیکن اِس اِختیار کا اِستعمال ایک یا دُوسرے خاص عُضو کے ذریعے سے ہوتا ہے جسے خاص کام سونپا گیا ہوتا ہے ۔مثال کے طور پر، وہ اِنسان کو بصارت کی صلاحیت عطا کرتا ہے، لیکن اِس صلاحیت کو

آنکھ کے ساتھ مُنسلک کیا گیا ہے اور اِس کا اِستعمال صرف اِسی عُضو کے ذریعے سے ہو سکتا ہے جسے خدا نے بڑی عُمدگی سے بنایا ہے۔ لہٰذا، مسیحی معاشرے میں بھی ایسا ہی ہے۔ مسیح یسوع نے کلیسیا کو حکومت کرنے کا اِختیار دیا ہے، لیکن اِس اِختیار کا اِستعمال کلیسیا کی طرف سے مُنتخب کیے گیے عُہدیداران کے ذریعے سے ہوتا ہے اور یہ عُہدیداران اُس اِختیار کے ساتھ جس کی منظوری مسیح یسوع نے دی ہے، کلیسیا میں خدمت کرتے ہیں۔"[44] بِلاشُبہ یہ بائبل کا نظریہ ہے جو کہ دُنیاوی جمہوری طرزِ حکومت سے بہت مختلف ہے۔

جیسا کہ اِس کتاب کے چوتھے باب میں بیان کیا گیا تھا کہ مسیح یسوع نے پطرس سے کہا "مَیں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دُوں گا" (متی ۱۶:۱۹)۔ پطرس وہ پہلا شخص تھا جو اِس اِختیار کو اِستعمال کرنے کا مَجاز تھا۔ پطرس نے اِس کنجی کا اِستعمال اُس وقت کیا جب اُس نے یہودیوں اور غیر یہودیوں دونوں کے لیے بادشاہی کے دروازے کھول دیئے (اَعمال ۲:۱۴-۴۲؛ ۱۰:۱-۴۸) اور اُس نے ضابطے کی کنجی اُس وقت اِستعمال کی، جب اُس نے حننیاہ اور سفیرہ اور شمعون جادُوگر پر بادشاہی کے دروازے بند کیے (اَعمال ۵:۱-۱۱؛ ۸:۱۸-۲۱)۔ کلیسیا میں لوگوں کو شامل کرنے اور خارج کرنے کا اِختیار کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو صرف پولُس رسُول کے پاس تھی۔ دُوسرے رسولوں کے پاس بھی "کھولنے" (بادشاہی میں شامل کرنے) اور "باندھنے" (بادشاہی سے خارج کرنے) کا اِختیار تھا (متی ۱۸:۱۸؛ یوحنا ۲۰:۲۳)۔ پولُس رسول نے یقیناً اِس اِختیار کو

44- Thomas Witherow, *The Form of the Christian Temple* (Edinburgh: T. & T. Clark, 1889), 148

اِستعمال کیا۔ ہم پڑھتے ہیں کہ اُس کی خدمت کے دوران ”غیر قوموں کے لیے اِیمان کا دروازہ کھولا گیا“ (اعمال ۱۵:۲۷) جبکہ دُوسرے، جیسا کہ ہِمُنیُس اور سکندر تھے ”جنہیں شیطان کے حوالہ کیا گیا تاکہ کُفر سے باز رہنا سیکھیں“ (۱۔ تیِمُتھِیُس ۱:۲۰) جس سے مُراد یہ ہے کہ اُنہیں کلیسیا سے خارج کر دیا گیا تاکہ شیطان کے حوالے کیے جائیں۔

اب یہ کنجیاں تعلیم دینے والے اور اِنتظام کرنے والے بزرگوں کے ہاتھ میں ہیں، جنہیں پولُس رسول ”خدا کے مُختار“ کہتا ہے (طِطُس ۱:۷)۔ اِس لیے وہ کلیسیا میں لوگوں کی شمولیت اور اِخراج کے ذِمے دار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذِکر کیا جا چکا ہے ،پولُس رسول اِن اَلفاظ کے ساتھ اِفسس کے بزرگوں سے مُخاطب ہے ”پس اپنی اور اُس سارے گلہ کی خبر داری کرو جس کا رُوح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا تاکہ خدا کی کلیسیا کی گلہ بانی کرو جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مُول لیا۔ مَیں جانتا ہُوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئیں گے جنہیں گلہ پر کچھ ترس نہ آئے گا۔ اور خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھیں گے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہیں گے“ (اعمال ۲۰:۲۸-۳۰)۔ یہ عہدیداران کلیسیا کی خبر گیری کرنے والے ہیں (۱۔ تیِمُتھِیُس ۳:۵ ؛۵:۱۷)۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نظم و ضبط کے ذِمے دار ہیں (۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۲-۱۳)۔ جیسا کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے مُقرر کیا ہے، کلیسیائی ارکان کو چاہیے کہ ”وہ اپنے پیشواؤں کے فرماں بردار اور تابع رہیں“ (عبرانیوں ۱۳:۱۷)۔ یہاں پر دو اِصطلاحات کیوں اِستعمال کی گئی ہیں؟ اے۔ بی۔ ڈیوڈسن نے کہا ”تابع رہنا، فرماں

برداری سے بڑھ کر ہے، اِس سے مُراد یہ ہے کہ حتیٰ کہ اگر اُن لوگوں کے عقائد اور اُن کے اَعمال کے درمیان تضاد بھی پایا جائے تب بھی پیشواؤں کے تابع رہنا چاہیے"۴۵۔

۳۔ خدا کے کلام پر سختی سے عمل کرنا

تیسرا اُصول یہ ہے کہ کوئی بھی تادیبی کاروائی کلام مقدس کے مُطابق ہونی چاہیے۔ پولُس رسُول اِس سلسلہ میں بہت فکر مند تھا کہ کلیسیا میں سب باتیں "شائستگی اور قرینہ" کے ساتھ عمل میں آئیں (۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۴۰؛ ۱۱: ۳۴؛ کُلسیوں ۲: ۵)۔ جان اوون (John Owen) نے ایک بار یہ مشاہدہ کیا کہ کلیسیائی تنظیم کا دارومدار احکامات پر عمل کرنے پر ہے۔ کلام مقدس دستُور العمل کو منظم کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ اِس طریقہ کار پر عمل کیسے کرنا ہے۔ کلیسیائی ضابطے کی تعمیل بڑی سنجیدگی، اِیمان داری اور محبت سے ہونی چاہیے۔

کلام مقدس کی منادی کرنے اور پاک رسومات کا اِنتظام کرنے کی طرح ،کلیسیائی ضابطہ بھی ایک ایسی چیز ہے جس پر عمل درآمد "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے "کرنا چاہیے، یہ ایک ایسا جُملہ ہے جو اُس کے عظیم اِختیار کی طرف اِشارہ کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۵: ۴)۔ یہی آیت "ہمارے خداوند یسوع مسیح کی قدرت" کی طرف بھی اِشارہ کرتی ہے جو کسی بھی کہی ہوئی بات کو موثر بناتی ہے (لوقا ۵: ۱۷؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۹

---

[45]. A. B. Davidson, *The Epistle to the Hebrews* (Edinburgh: T. & T. Clark, n.d.), 258.

)۔ صرف یہ فکر مندی بزرگوں اور اراکین کو مناسب برداشت اور مناسب سنجیدگی کے ساتھ کام کرنے میں رہنمائی کرتی ہے۔

اِس کے لیے سخت غیر جانب داری کی ضرورت ہے "مگر جو حِکمت اُوپر سے آتی ہے اوّل تو وہ پاک ہوتی ہے۔ پھر مِلن سار، حلیم اور تربیت پذیر، رحم اور اچھے پھلوں سے لدی ہوئی ۔بے طرف دار اور بے رِیا ہوتی ہے" (یعقوب ۳:۱۷)۔ حتیٰ کہ ا۔ تیمُتھیس ۵:۲۱ کے اَلفاظ اِس سے بھی زیادہ اہم ہیں، جن میں پولُس رسُول نے خاص تادیبی معاملات سے نِمٹنے کے لیے تیمُتھیس کو اپنی ذِمے داری کی اَنجام دِہی میں دیانت دار رہنے اور "اِن باتوں پر بِلا تعصب عمل کرنے اور کوئی کام طرف داری سے نہ کرنے" کی تاکید کی تھی۔ دُوسرے لفظوں میں، ایک خادم یا بزرگ کو کسی بھی نامناسب تعصب سے بچنا چاہیے۔ اُسے کسی شخص کی شخصیت یا خاندانی روابط کی بناء پر ترجیحی سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ اُسے کسی شخص کے لیے کوئی کام اِس وجہ سے نہیں کرنا چاہیے گویا کہ یہ اُس کا فرض ہو۔ اِس میں نہ تو تعصب ہونا چاہیے نہ ہی طرف داری۔ کلیسیا کے عُہدیداران کو معاملات کا بغور جائزہ لینا چاہیے اور پھر درُست فیصلہ دینا چاہیے۔

اور یہ سب کچھ بغیر محبت کے بے سُود ہو گا۔ اَفسوس کی بات ہے کہ بعض اوقات، خادم اور اِنتظام کرنے والے بزرگ بہت زیادہ سختی کر کے اور اپنے لوگوں پر رحم نہ کر کے غلطی کرتے ہیں۔ اِس بات کو درُست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مسیح کی کلیسیا میں محبت ہمیشہ مُمتاز خصوصیت ہونی چاہیے۔ کلام مقدس کے مُطابق کلیسیائی ضابطے میں (۲۔ کرنتھیوں ۲:۴) صبر (۲۔ تیمُتھیس ۲:۲۴) نرم مزاجی (۲۔ تیمُتھیس ۲:۲۴)

حلیمی (گلتیوں ۱:۶) اور رحم (یہوداہ ۲۲) جیسی خصوصیات پائی جانی چاہییں۔ آخری آیت میں خاص تاکید پائی جاتی ہے، یہوداہ نے لکھا "اور بعض لوگوں پر جو شک میں ہیں رحم کرو"۔ اُن لوگوں کے ساتھ خصوصی نرمی کا برتاؤ کرو جو کہ کسی گناہ میں مبتلا رہے ہوں لیکن اب توبہ کرنا چاہتے ہوں اور وہ اُن باغیوں سے مختلف ہیں جن کے دِل گناہوں کی وجہ سے سخت ہو چکے ہیں۔

اِصلاحی ضابطہ کیوں ضروری ہے

بزرگوں کو یہ بات ضرور سمجھنی چاہیے کہ اُن کی کلیسیا خطاؤں سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ اگر مناسب طریقے سے نمٹا جائے تو کلیسیا کی رُوحانی ترقی کے لیے اِن مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مسیح یسوع کی اِہانت کو روکنے کے لیے نظم و ضبط کا ہونا ضروری ہے ۔بائبل مقدس واضح طور پر بیان کرتی ہے کہ "جو کوئی خداوند کا نام لیتا ہے ناراستی سے باز رہے" (۲۔ تیمُتھیس ۱۹:۲)۔ اگر کلیسیا مسیح کی دُلہن ہے تو یہ اُس کے لیے ضروری بن جاتا ہے کہ وہ خوبصورت اور پاکیزہ بنے یعنی کہ "جلال والی کلیسیا۔۔۔ جس کے بدن میں داغ یا جُھری یا کوئی اَور اَیسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو" (اِفسیوں ۵:۲۷)۔ صرف اِسی صُورت میں وہ "خداوند کے لائق" بنے گی (کُلسیوں ۱:۱۰)۔

گنہگار کی بحالی بھی تادِیبی عمل کا ایک اہم حصہ ہے۔ مسیح کے جلال اور اُس کی کلیسیا کی پاکیزگی کے ماتحت، کلیسیائی ضابطے کا مقصد گمراہ اِیمان دار کی بحالی ہے۔ "اُسے نِگاہ میں رکھو" پولُس رسُول نے لکھا "اُس سے صحبت نہ رکھو تاکہ وہ شرمندہ ہو" (۲۔ تھِسلُنیکیوں ۱۴:۳)۔ یہ بحالی صرف گہری توبہ، معافی کے تجربے، اِلٰہی فضل کے

حصُول، رُوحانی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے اور خدا کی خدمت میں واپس آنے سے ہی آ سکتی ہے۔ کلیسیا کو چاہیے کہ وہ توبہ کی علامات کو پہچانے اور اُس کا مناسب جواب دے ۔جب کرنتھس میں ایک بد کردار آدمی اپنے گناہ پر پچھتایا تو پولُس رسول نے ''اُسے معاف کرنے اور تسلی دینے'' کا مشورہ دیا (۲۔ کرنتھیوں ۲:۷)۔

ایک کلیسیا جو کلیسیائی ضابطے کا مظاہرہ نہیں کرتی، بلاشُبہ نقصان اُٹھائے گی ۔بے روک ٹوک بُرائی صرف پھیل سکتی ہے (۱۔ کرنتھیوں ۵:۶-۷؛ ۱۵:۳۳) اور جلد یا بدیر، یہ جھگڑے اور اُلجھن کا باعث بنے گی۔ جسمانی طرزِ عمل ''حسد، جھگڑے اور تفرقے'' کا باعث بنے گا (۱۔ کرنتھیوں ۳:۳)۔ ہمیں یہ بات سکھائی گئی ہے کہ اِس قِسم کے اِنتہائی رویے کا حتمی علاج کلیسیا کے ساتھ تمام طرح کی رفاقت سے قطع تعلقی ہے ۔پولُس رسول نے گلتیوں کی کلیسیا کو فرمایا ''کاش کہ تمہارے بے قرار کرنے والے اپنا تعلق قطع کر لیتے'' (گلتیوں ۵:۱۲)۔

اِس سے بھی زیادہ سنگین حقیقت یہ ہے کہ کلیسیائی ضابطے میں ناکامی کا نتیجہ اِلٰہی فضل سے محرُومی کی صورت میں نکلے گا۔ یہ بات ہمارے خداوند کے ایشائے کُوچک کی کلیسیاؤں کے نام خطوط میں ملتی ہے۔ مثال کے طور پر، پرگمن کی کلیسیا کے نام اپنے پیغام میں اُس نے کلیسیا کے غلط عقیدے اور غلط عمل کو برداشت کرنے پر تشویش کا اِظہار کیا ہے۔ اُس نے اُن سے فرمایا ''پس توبہ کر۔ نہیں تو مَیں تیرے پاس جلد آ کر اپنے مُنہ کی تلوار سے اُن کے ساتھ لڑوں گا'' (مُکاشفہ ۲:۱۶)۔ تاہم، جب کلیسیا میں اِلٰہی

ضابطہ پایا جاتا ہے تو یہ مقبول ہوتی ہے اور رُوحانی برکات حاصل کرتی ہے۔ یہ دُنیا کے سامنے اِس کی گواہی کو کہیں زیادہ موثر بناتا ہے۔

اِنفرادی تادیب

کچھ غلطیوں کو ہدایت، تنبیہ اور نصیحت کے ذریعے مناسب طور پر ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ دراصل، رُوحانی کمزوری، تنزلی، کاہلی، غفلت اور حتیٰ کہ اِختلاف رائے جیسی بُرائیوں سے نمٹنے کا یہ بہترین طریقہ ہے۔ (مثال کے طور پر دیکھیں، رومیوں ۱۵:۱-۲؛ گلتیوں ۶:۱-۲؛ فلپیوں ۴:۱؛ ۱۔ تھسلنیکیوں ۴:۱۱؛ عبرانیوں ۱۰:۲۵)۔ عام کلیسیا کے اراکین یہ تعلیم دے سکتے ہیں، کیوں کہ پولُس نے رُومی اِیمان داروں کی تعریف کی کہ وہ اِتنے "نیکی سے معمُور" اور "معرفت سے بھرے ہوئے تھے" کہ وہ ایک دُوسرے کو نصیحت بھی کر سکتے تھے (رومیوں ۱۵:۱۴)۔ ایسا لگتا ہے کہ آج کی جدید کلیسیاؤں میں یہ بات بہت کم پائی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ دُوسروں کے بارے میں افواہیں پھیلا سکتے اور اپنے رُوحانی پیشواؤں کو سخت تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں اور کوئی اُن کو ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا؟ ایسی باتوں کو خاموشی سے سُننے کا مطلب اُن کے گناہوں میں شریک ہونا ہے۔ "اور اپنے ہمسایہ کو ضرور ڈانٹتے بھی رہنا تاکہ اُس کے سبب سے تیرے سر گناہ نہ لگے" (احبار ۱۹:۱۷؛ کلسیوں ۳:۱۶؛ عبرانیوں ۳:۱۳؛ ۱۰:۲۵)۔ جیمز یوشر (James Ussher) نے ایک بار کہا "اگر کوئی شخص کسی دُوسرے کو دیکھتا ہے (جس کے سفر کے بارے میں وہ جانتا ہے) کہ وہ راستے سے بھٹک رہا ہے اور اگر وہ اُسے نصیحت نہ کرے تو اِسے بجا طور پر غیر فطری عمل سمجھا جا سکتا ہے"۔ ہم یہ جانتے ہوئے کہ سب

لوگ آسمان کی طرف سفر کرنے کے بارے میں سوچتے ہیں اور اگر ہم کسی کو بھی غلط راستے پر جاتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اُن کو نصیحت نہیں کرتے تو اُن کے بھٹکنے کے لیے ہم بھی قصُوروار ہیں"[46]۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کلیسیا کے ایک رُکن کو دُوسرے ساتھی سے کہنا چاہیے، دیکھو! مُجھے نہیں لگتا کہ آپ کو اِس طرح کی بات کرنی چاہیے۔ یہ ہم دونوں کے لیے بہتر نہیں ہے۔ آؤ اِس موضُوع کو تبدیل کریں۔ اِس قسم کا پختہ، مگر شائستہ ردِ عمل، ایک بھٹکے ہوئے اِیمان دار کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

کلام مقدس ہمیں سکھاتا ہے کہ اِن اِنفرادی خطاؤں سے کیسے نمٹا جائے جو ایک رُکن دُوسرے کے خلاف کرتا ہے، جیسا کہ نامناسب طرزِ عمل، غیر مہذب ردِ عمل، یا شاید دو اَفراد کے درمیان محض بُرے جذبات۔ مسیح یسوع کی ہدایات متی۱۸: ۱۵-۱۷ میں درج ہیں "اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کرکے اُسے سمجھا۔ اگر وہ تیری سُنے تو تُو نے اپنے بھائی کو پالیا"۔ مُتاثرہ فریق کو پہل کرنی چاہیے۔ اُسے جا کر غلطی کرنے والے سے ملنا چاہیے، غلطی کرنے والے کے پاس آنے کا اِنتظار نہیں کرنا چاہیے۔ خلوت میں اُسے اپنے جُرم پر قائل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اُسے اپنے رویے کی وضاحت کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ اِس ملاقات میں معاملہ کو دوستانہ طریقے سے حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ "اور اگر نہ سُنے تو ایک دو

46 . James Ussher, *A Body of Divinity* (London: R. J., 1702), 384.

آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جا تا کہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے"۔ اگر معاملہ کو حل کرنے کی پہلی کوشش ناکام ثابت ہوتی ہے تو ناراض فریق کو اِتنا مایُوس نہیں ہونا چاہیے کہ وہ غلطی کرنے والے بھائی سے مکمل طور پر دست بردار ہو جائے، بلکہ اُسے کچھ ذِمے دار اور معزز اِیمان داروں کو اُس شخص سے دُوسری بار مُلاقات کرنے کے لیے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہنا چاہیے۔ وہ زیادہ بہتر طریقے سے اِستدلال کے قابل ہو سکتے اور مجرم پر معافی مانگنے اور صُلح کرنے کے لیے مزید دباؤ ڈال سکتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی دُوسروں کی بات سُنتا ہے جو اصل میں تنازعہ میں ملوث نہیں ہوتے۔ بَہر حال، یہ لوگ بعد میں اُس معاملہ کے حقائق کو جاننے میں کامیاب ہو جائیں گے (اِستثنا۱۹:۱۵)۔

"اور اگر وہ اُن کی سُننے سے بھی اِنکار کرے تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی سُننے سے بھی اِنکار کرے تو تُو اُسے غیر قوم والے اور محصُول لینے والے کے برابر جان"۔ اگر یہ کوشش بھی ناکام ہو جاتی ہے پھر یہ کلیسیا کا معاملہ بن جاتا ہے۔ "تو کلیسیا سے کہہ" کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ اِسے "براہ راست کلیسیا کے پاس لے جا"۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس معاملہ کو کلیسیا کے سامنے زِیر بحث لایا جائے۔ دُوسرے لفظوں میں، اِس معاملہ کو کلیسیائی اِنتظامیہ کے سامنے لایا جائے (نظامِ بزرگان کو عام طور پر سیشن (کلیسیائی مجلس) یا کلیسیائی کونسل (Consistory) کہا جاتا ہے۔ خادم اور اِنتظام کرنے والے بزرگ جو اُن کے اِختیار میں ہو گا کریں گے، شاید دونوں فریقین سے علیحدہ علیحدہ یا اکٹھے مل کر مُلاقات کریں گے۔ اگر غلطی کرنے والا شخص اُن کی نصیحت

اور سرزنش کا مناسب جواب نہیں دیتا تو وہ کلیسیا سے کہہ سکتے ہیں کہ اِس شخص کو کلیسیائی رُکنیت سے خارج کر دیں۔

اِجتماعی تادِیب

کلیسیا کے اَرکان جو نافرمانی اور ہَٹ دھرمی سے مستقل طور پر سنگین جرائم کا اِرتکاب کرتے ہیں، اُنہیں باقاعدہ طور پر کلیسیائی ضابطے کا سامنا کرنا چاہیے۔ اِس پر عمل نہ کرنا، خدا کے کلام کی صَرِیح نافرمانی ہے۔

کرنتھس میں، جہاں حکومت ٹُوٹ چکی تھی، خدا نے چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پولُس رسُول نے کرنتھس کے لوگوں کو بتایا کہ عشائے رُبانی کے نامناسب طور پر لینے کے نتیجہ میں اُن میں سے بہتیرے "کمزور اور بیمار ہیں اور بہت سے سو بھی گئے جس سے مُراد یہ ہے کہ وہ واقعی میں مَر چکے تھے (۱۔کرنتھیوں ۱۱:۳۰)۔

کلیسیائی طور پر خطا کرنا، کلیسیائی اراکین کا نجی معاملہ نہیں، بلکہ مسیحی سچائی اور مسیحی اِخلاقیات کے اُصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ ایسا گناہ کسی کلیسیائی عُہدیدار سے بھی سرزرد ہو سکتا ہے، جیسا کہ پولُس رسُول نے ۱۔تیمتھیس ۵:۱۹-۲۰) میں بیان کیا ہے "جو دعویٰ، کسی بُزرگ کے بَرخلاف کیا جائے بغیر دو یا تین گواہوں کے اُس کو نہ سُن ۔گناہ کرنے والوں کو سب کے سامنے ملامت کرتا کہ اُوروں کو بھی خَوف ہو"۔ یا پھر کلیسیا کا ایک عام رُکن بھی اِس کا مُرتکب ہو سکتا ہے۔ یہ کرنتھس کی کلیسیا کی حالت تھی ۔کرنتھس کی کلیسیا میں ایک خوف ناک نوعیت کا مکرُوہ کام ہوا تھا اور پولُس رسُول نے کلیسیا کو مشورہ دیا کہ وہ حتمی تادِیبی کاروائی کے لیے اسمبلی کا اجلاس بلائیں۔ اِس لیے

پولُس رسُول تاکید کرتا ہے کہ "اُس شریر آدمی کو اپنے درمیان میں سے نِکال دو" (۱۔کرنتھیوں۵:۱۳)۔

اِصلاحی کلیسیائی ضابطہ

ایسے گناہ جن کے لیے فوری کاروائی کی ضرورت ہے

زیادہ تر معاملات میں کسی شخص کی اِصلاح کرنے کے لیے معمول کے مُطابق کاروائی کرنا دُرست اور مناسب ہے۔ تاہم، اگر جُرم اِنتہائی نوعیت کا ہے تو تادِیبی کاروائی کی فوری ضرورت پڑھ سکتی ہے۔ ظاہری طور پر یہ بے حیائی کرنے والے کرنتھیوں کے حوالے سے ضروری تھا۔ کیوں کہ پولُس رسُول نے لکھا"لیکن مَیں گو جسم کے اِعتبار سے موَجود نہ تھا مگر رُوح کے اِعتبار سے حاضِر ہو کر گویا بحالتِ موجودگی اَیسا کرنے والے پر یہ حکم دے چُکا ہوں"۔ اِس کے بعد اُنہیں نصیحت کرتے ہوئے وہ مزید بیان کرتا ہے کہ کلیسیا کی جماعت میں "ایک ساتھ جمع ہوں" اور اُنہیں چاہیے کہ ایسے شخص کو شیطان کے حوالے کریں (۱۔کرنتھیوں۵:۳-۵) جو اِس کے زیرِ تسلط دُنیا کے پاس ہے۔ بعض اوقات مسیح یسوع کی تعظیم کی خاطر اور اُس کی کلیسیا کی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لیے فوری کاروائی ضروری بن جاتی ہے۔

بہت سارے سنگین جرائم ہیں جن کی کلیسیا کو فوری طور پر مذمت کرنی چاہیے۔ ایک تو عبادت کے حقیقی طریقہ کار سے اِنحراف ہے۔ "اور خدا کے مقدِس کو بتُوں سے کیا مناسبت ہے ؟" (۲۔کرنتھیوں۶:۱۶؛ مکاشفہ ۲:۱۴-۱۶)۔ دُوسرا، صحیح عقیدے کا اِنکار ہے جس پر پولُس رسُول نے فیصلہ کُن طور پر کام کیا "جِس کو دُور کرنے

کے سبب سے بعض لوگوں کے اِیمان کا جہاز غرق ہو گیا۔ اُن ہی میں سے ہُمنُیس اور سکندر ہیں جنہیں ہم نے شیطان کے حوالہ کیا تا کہ کُفر سے باز رہنا سیکھیں (۱۔ تیمُتھیس ۱:۱۹-۲۰؛ ۱۔ تیمُتھیس ۶:۳-۵)۔ پولُس رسُول نے تھِسلُنیکیوں کی کلیسیا کو نصیحت کی کہ وہ اپنے آپ کو اُن ارکان سے علیحدہ کر لیں جو کہ بے قاعدگی سے چلتے ہیں "اَے بھائیو! ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو جو بے قاعدہ چلتا ہے اور اُس روایت پر عمل نہیں کرتا جو اُس کو ہماری طرف سے پہنچی "(۲۔ تھِسلُنیکیوں ۳:۶ ؛۱۔ کرنتھیوں ۵:۱۱)۔ اُس نے مقامی کلیسیا کو بھی اُن لوگوں کے بارے میں یہی نصیحت کی جو کہ کلیسیا کے رُوحانی اَمن میں خلل ڈالتے ہیں "اب اَے بھائیو! مَیں تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ جو لوگ اُس تعلیم کے برخلاف جو تم نے پائی پھُوٹ پڑنے اور ٹھوکر کھانے کا باعث ہیں اُن کو تاڑ لیا کرو اور اُن سے کِنارہ کیا کرو"(رومیوں ۱۶:۱۷؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۲:۲۰)۔ کلیسیا کے رہنماؤں کے قانُونی اِختیار کو مُسترد کرنے والے اراکین کے بارے میں اُن کا مشورہ یہ تھا کہ اُنہیں " بے قاعدہ چلنے والوں کو سمجھانا" چاہیے تھا(۱۔ تھِسلُنیکیوں ۵:۱۴؛ متی ۱۸:۱۷)۔

تادِیبی اَقدامات

تین طریقوں سے گنہگاروں کی سرزنش کی جاسکتی ہے: تنبیہ کرنا، کنارہ کشی اِختیار کرنا، اور کلیسیا سے خارج کرنا۔

ملامت کرنا

قدیم یہودی سرزنش کو اِصلاحی عمل کی طرف، پیش رفت کے طور پر تسلیم کرتے تھے۔ مثال کے طور پر، موسیٰ کی شریعت میں دُوسروں کو اُن کی خطاؤں پر مذمت کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے (احبار ۱۹:۱۷) اور پُرانے عہد نامے کے دُوسرے حصوں میں بھی اِس سے متعلق حوالہ جات موجود ہیں (زبور ۱۴۱:۵؛ اَمثال ۲۷:۵-۶)۔ تاہم! اِس طرح کے اِقتباسات عمومی طور پر اِیمان داروں سے متعلق ہیں اور اُن کا تعلق باہمی نگہداشت اور اِصلاح سے ہے، نہ کہ رسمی کلیسیائی ضابطہ سے۔ کلامِ مقدس میں اِس سے متعلقہ مزید حوالہ جات ہوں گے جن میں "پھاٹک پر مُقدمہ فیصل کرنے والے" کا ذکر کیا گیا ہے (یسعیاہ ۲۹:۲۱؛ عامُوس ۵:۱۰)۔ "پھاٹک" وہ جگہ تھی جہاں بُزرگ اپنے سامنے لائے گئے معاملات کو نمٹانے کے لیے بیٹھتے تھے (اِستثنا ۲۱:۱۹)۔

نیا عہد نامہ ملامت کرنے کی ضرورت کی تصدیق کرتا ہے (لوقا ۱۷:۳) خاص طور پر وہ ملامت جو مسیح یسوع کے نام سے کی جاتی ہے۔ گناہ کرنے والوں کے متعلق پولُس رسول نے کہا "گناہ کرنے والوں کو سب کے سامنے ملامت کر" (۱۔ تیمُتھیس ۵:۲۰)۔ اُس نے اِس نصیحت کو اپنے خطوط میں سے ایک اور میں دُہرایا "پس اُنہیں سخت ملامت کر تاکہ اُن کا اِیمان درُست ہو جائے" (ططس ۱:۱۳)۔ بے شک، خادم اور بزرگ اِس ملامت کے لیے ذِمے دار ہوں گے۔ لہٰذا، تیمُتھیس اور ططس، جو بنیادی طور پر ایک خاص مقصد کے لیے بزرگوں کو تعلیم دے رہے تھے، یعنی مبشروں کو پورے اِختیار کے ساتھ ملامت اور سرزنش کرنے کی ہدایت دی گئی (۲۔ تیمُتھیس ۴:۲؛ ططس ۲:۱۵)۔

مسیح یسوع کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہوئے، یہ عُہدیداران خدا کے کلام کی بنیاد پر اپنے فیصلہ جات کریں گے۔ یہ صحیفے جو خدا کے اِلہام سے ہیں "اِلزام اور اِصلاح کے لیے فائدہ مند ہیں" (۲۔ تیمُتھیس ۳:۱۶؛ طِطس ۱:۹)۔ خادموں اور بزرگوں کے پاس یہ اِختیار ہے کہ وہ لوگوں کو قائل کریں اور خدا کے فضل کی بدولت وہ لوگوں کو مختلف گناہوں اور غلطیوں سے نجات دِلانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

چوں کہ ملامت کرنا، کلیسیا کے مُقرر کردہ بزرگوں کا فرض ہے، اِس لیے اُنہیں غصے کا ثبوت نہیں دینا چاہیے اور سب کو اپنی رائے رکھنے کی اِجازت ہونی چاہیے ۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ " اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے اور مُخالفوں کو حلیمی سے تادِیب کرے" (۲۔ تیمُتھیس ۲:۲۴) یعنی وہ لوگ جو کہ مسیح کی کلیسیا کی سچائی اور اچھی تنظیم کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں۔

البتہ ایک اہم اِمتیاز ضرور کیا جانا چاہیے۔ اگر تو یہ گناہ نِجی ہو اور معمولی نوعیت کا ہو تو خادموں اور بزرگوں کو ملامت اُس وقت کرنی چاہیے جب گناہ کرنے والا شخص اکیلا ہو اور اگر اِس کے برعکس، گناہ عوامی طور پر کیا گیا ہو اور اِنتہائی سنگین نوعیت کا ہو تو گناہ کرنے والے کو سب کے سامنے ملامت کرنی چاہیے (۱۔ تیمُتھیس ۵:۲۰ خاص طور پر یہ تاکید کرتی ہے کہ اگر کوئی بزرگ مسلسل گناہ میں پڑ جائے تو یہ نصیحت سرزنش کی صُورت میں سب کے سامنے کی جانی چاہیے۔

معطلی

ایک بار پھر سے ، اِس عمل کے لیے پُرانے عہد نامے کی مثال موجود ہے ۔رسمی شریعت میں یہ بات تجویز کی گئی تھی کہ جذام کی بیماری کی علامات ظاہر کرنے والے شخص کو ایک خاص مُدت کے لیے دُوسروں سے الگ کیا جائے؛احبار۱۳:۴میں لکھا ہے کہ "تو کاہن اُس شخص کو سات دن تک بند رکھے"۔یہ پاک ہونے اور ناپاک ہونے کی درمیانی حالت ہوتی تھی۔بعد میں اُس شخص کا دوبارہ سے معائنہ کیا جائے اور اگر اُس میں کوئی تبدیلی نہ پائی جائے تو اِس بات کی ضرورت ہوتی تھی کہ کاہن اُس شخص کو اور سات دن کے لیے بند رکھے (آیت ۵)۔

جب بنی اِسرائیل حصیرات میں تھے تو ایک سنگین گناہ کا اِرتکاب کیا گیا اور گنہگار کو کلیسیائی ضابطے کا سامنا کرنا پڑا۔یہ موسیٰ کی بہن مریم نبیہ تھی۔اپنے حَسد میں اُس نے (ہارون کے ساتھ مل کر) موسیٰ کو کُوشی عورت سے شادی کرنے پر سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور اُس کے خدا کے واحد ترجمان ہونے کے حق سے اِختلاف کیا۔خدا مریم سے ناراض ہوا اور مریم کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا۔تاہم، موسیٰ نے خدا سے اُس کے لیے شفاعت کی۔نتیجتاً، مریم کو خدا کی خدمت میں حصہ لینے کی اِجازت نہیں تھی اور "وہ سات دن تک لشکر گاہ کے باہر بند رہی" (گنتی ۱۲:۱۵)۔یہ تھا الگ کیا جانا۔

نئے عہد نامہ میں ہم پولُس رسول کو اِس ملامت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔تھِسلُنیکیوں کی کلیسیا کو لکھتے ہوئے اُس نے فرمایا "اور اگر کوئی ہمارے اِس خط کی بات کو نہ مانے تو اُسے نگاہ میں رکھو اور اُس سے صحبت نہ رکھو تاکہ وہ شرمندہ ہو۔لیکن

اُسے دُشمن نہ جانو بلکہ بھائی سمجھ کر نصیحت کرو"(۲۔ تھسلنیکیوں ۳:۱۴-۱۵)۔اِن آیات میں بیان کیا جانے والا کلیسیائی ضابطہ متی ۱۸:۱۷یا دُوسرے حوالہ جات میں بیان کیے جانے والے کلیسیائی ضابطے سے کم سخت نظر آتا ہے۔اِس طرح کے اِنسان سے رفاقت رکھنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن پھر بھی اُس کو مسیحی بھائی ہی سمجھا جانا چاہیے۔مزید برآں، اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص جلد ہی شرمندہ ہو گا اور بالآخر کلیسیا کے ساتھ اُس کا رابطہ بحال ہو جائے گا۔

بظاہر اِس مذمت سے متعلق ایک اور حوالہ ططس ۳:۱۰ ہے جس میں پولُس رسُول نے "ایک یا دو مرتبہ نصیحت کرنے "کا ذِکر کیا ہے۔اِن اَلفاظ سے اُس کا کیا مطلب تھا؟ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ متی ۱۸:۱۶-۱۷ میں پائی جانے والی تنبیہ کی طرف اِشارہ ہے،دُوسرے یہ خیال کرتے ہیں کہ اِس سے مراد اِنفرادی اور اِجتمائی ملامت ہے (۱۔ تیمُتھیس ۵:۲۰؛ ططسُ ۱:۱۳)۔ایک اور نظریہ، یہ بھی ہے کہ یہ حوالہ صرف ایک یا دو بار نصیحت کرنے کے متعلق ہے۔تاہم، اِس بات کا قوی اِمکان ہے کہ پولُس رسول کے ذہن میں یہودی عبادت گاہوں کی مشق تھی۔الفریڈ ایڈرشیم (Alfred Edersheim) اپنے عظیم شاہکار "دی لائف اینڈ ٹائم آف جیزز دی مسیحا" (The Life and Times of Jesus the Messiah) میں بیان کرتا ہے کہ حتمی طور پر کلیسیا بدری سے پہلے تادیبی عمل کے دو مراحل تھے۔اوّل، نذیفہ (Nezipah) یعنی ملامت کرنا تھا، یہ سرزنش، کبھی کبھی تو پُورا دن اور کبھی سات یا اِس سے بھی زیادہ دنوں تک کی جاتی تھی، دوئم، ندوئی (Niddui) یعنی کلیسیا بدر کرنا تھا۔بظاہر، یہ اِستحقاق سے

ہر طرفی تیس دن تک جاری رہتی اور اِس تیس دن کے عرصہ کے اِختتام پر، اگلے تیس دن کے لیے پھر سے دُوسری مرتبہ نصیحت کی جاتی۔ اگر وہ شخص غیر تائب ہی رہتا ہے تو اُس پر چیرم (Cherem) یعنی پابندی عائد کر دی جاتی، جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ شخص اِقرارُالایمان کے حامی مسیحیوں کے ساتھ کسی طرح کا رابطہ یا رفاقت نہیں رکھ سکے گا۔[۴۷]

اِس سے پولُس رسُول کے اَلفاظ کی صحیح تفہیم حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پولُس رسُول کے ذہن میں پہلی مرتبہ سرزنش کرنے کے بعد ہی علیحدگی ہوتی (دوسری بار سرزنش) کرنا نہ ہوتا۔ بلکہ پولُس رسُول کے اصل اَلفاظ درج ذیل ہیں "ایک دو بار نصیحت کر کے بِدعتی شخص سے کِنارہ کر" (ططس ۳: ۱۰)۔ اگر بزرگوں کو لگتا ہے کہ زُبانی ملامت کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تو اُنہیں مل کر دُوسری بار سرزنش کرنے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ اِس کا مطلب یہ ہو گا کہ غلطی کرنے والے شخص کو کلیسیا کے خصوصی اِستحقاق سے محرُوم کر دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر، پاک رسومات میں شمولیت، کلیسیائی عبادت میں شرکت کرنا، یا کسی بھی طرح کی مسیحی سرگرمیوں میں حصہ لینا۔ یہ ایک مخصوص مُدت کے لیے ہو گا اور اِس دوران خادم اور بزرگ اُس شخص کی توجہ اُس کی غلطی کی طرف مبذول کروائیں گے اور اُسے توبہ کرنے کی ضرورت کا احساس دِلائیں گے۔ جیسا کہ بائبل مقدس میں فرمایا گیا ہے "لیکن اُسے دُشمن نہ جانو بلکہ بھائی سمجھ کر نصیحت کرو

47 . Alfred Edersheim, *The Life and Times of Jesus the Messiah* (London: Pickering & Inglis Ltd., 1883), 2:183.

"(۲۔ تھِسلُنیکیوں ۳:۱۵؛ گلتیوں ۶:۱)۔ اِس کا مقصد اُس شخص کو اُس کے گناہ کا احساس دلانا ہے۔ دراصل یہ ایک اِصلاحی عمل ہے جس کی بدولت وہ شخص اپنے کیے پر غور کرتا ہے اور اِس طرح گہری شرمندگی محسوس کرتا ہے (۲۔ تھِسلُنیکیوں ۳:۱۴)۔

حتیٰ کہ اگر کچھ مثبت تبدیلیاں نظر آئیں، تب بھی بزرگوں کو جلد بازی اور ناسمجھی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ احبار کی کتاب سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ یہاں تک کہ جب ایک آدمی بظاہر اُس کے کوڑھ سے پاک ہو جاتا تھا، تب بھی اُسے ایک خاص مدت تک لشکر گاہ سے باہر رہنا پڑتا تھا (احبار ۱۴:۸)۔ بزرگوں کو اُسی صُورت ملامت کرنا بند کرنا چاہیے، جب توبہ کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود ہو، کیوں کہ ایک غیر تائب گنہگار کی دوبارہ واپسی، اُس شخص میں مُنافقت کو پروان چڑھائے گی اور اِس طرح سے کلیسیا کے لیے شرمندگی کا باعث بنے گی۔

کلیسیا بدری

اَفسوس کی بات ہے، لیکن کلیسیا سے اَخراج، بعض اوقات ضروری بن جاتا ہے۔ یہودیوں میں یہ بات عام تھی۔ کہانتی نظام کے مطابق، کوڑھیوں کو لشکر گاہ سے نکال دیا جاتا تھا اور وہ لشکر گاہ کے باہر اکیلے رہنے کے پابند ہوتے تھے (احبار ۱۳:۴۵-۴۶؛ گنتی ۱۹:۲۰)۔ بنیادی طور پر یہ رسمی وجوہات کی بناء پر ہوتا تھا، لیکن جو لوگ اخلاقی طور پر ناپاک تھے، اُنہیں بھی اِسی طرح سے جماعت سے الگ کر دیا گیا تھا۔

عزرا، جو کہ واپس آنے والے جلاوطنوں کا رُوحانی پیشوا تھا، اُس نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ بُت پرست، بے اِیمان غیر قوموں سے اپنی شادیاں ترک کر دیں۔ لوگوں کو

یروشلیم میں اکٹھے ہونے کی منادی کروائی گئی۔ اِس میں کہا گیا کہ جو کوئی بھی اِس حکم پر عمل نہیں کرے گا "وہ اِسیروں کی جماعت سے الگ کیا جائے گا" (عزرا ۱۰:۸)۔ ایسے مُجرموں کو ہیکل میں ہونے والی عبادت میں شامل ہونے اور اپنے گناہوں کی معافی کے لیے قربانی چڑھانے کی اِجازت نہیں ہوگی۔ اور وہ یہودی جماعت سے مکمل طور پر علیحدہ ہو جائیں گے۔

نئے عہد نامے کے تادِیبی نظام میں یہ حکم واضح طور پر برقرار رہتا ہے، کیوں کہ پولُس رسول نے کرنتھیوں کی کلیسیا کو لکھا "پس اُس شریر آدمی کو اپنے درمیان سے نِکال دو" (۱۔کرنتھیوں ۵:۱۳)۔ اِسی طرح اُس نے گلتیوں کی کلیسیا کو لکھا "کاش کہ تمہارے بے قرار کرنے والے اپنا تعلق قطع کر لیتے"۔

کلیسیا میں سے کسی ایک فرد کو نِکال دینا ایک سنجیدہ عمل ہے۔ بزرگ اِس خوف ناک سرزنش کو عائد کرنے میں کلیسیا کی رہنمائی کریں گے۔ جان کیلون نے اپنی تصنیف "اِنسٹیٹیوٹز" میں لکھا:

"پولُس رسول کی طرف سے بیان کردہ کسی شخص کے کلیسیائی اخراج کے عمل کا طریقہ درُست ہے، بشرطیکہ بزرگ اِسے اکیلے نہ کریں، بلکہ کلیسیا کی منظوری کے ساتھ کریں، اِس طرح سے کلیسیائی جماعت اِس اَمر کا فیصلہ نہیں کرتی بلکہ گواہ اور مُحافظ بن کر اِس کا مُشاہدہ کرتی ہے تاکہ چند لوگوں کی خواہش کے مُطابق کچھ نہ کیا جائے ۔دراصل نہ صرف خدا کے نام کو پُکارنا، بلکہ یہ سارا عمل ہی اِس سنجیدگی سے ہونا چاہیے جو

مسیح کی موجودگی کو بیان کرتا ہے تاکہ اِس بات میں کوئی شک نہ رہے کہ وہ خود اِس عدالت کی صدارت کر رہا ہے"۔[۴۸]

خدا خود اِس جُملے کی تصدیق کرتا ہے۔ کلیسیا کے کسی شخص کو مُجرم قرار دینے اور کلیسیا سے خارج کرنے کے بارے میں بات کرتے ہوئے مسیح یسوع نے فرمایا "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا" (متی ۱۸:۱۸)۔ اِس کے بعد یہ ہے کہ کلیسیا کو اِس معاملے میں بہت زیادہ احتیاط سے، خدا کے خوف اور بہت دُعا کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ کلیسیائی اخراج صرف اِنتہائی ضرورت کے تحت ہونا چاہیے۔

جب کسی کو خدا کے کلام کے مطابق کلیسیا سے خارج کیا جاتا ہے تو متعلقہ شخص مخصوص کلیسیائی اِستحقاق سے محرُوم ہو جاتا ہے۔ اُسے اب ایک مسیحی ساتھی کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا اور ایسے شخص کو دوستی اور کلیسیائی رفاقت سے بھی محرُوم کر دیا جاتا ہے۔ مسیح یسوع نے فرمایا "تو تُو اُسے غیر قوم والے اور محصُول لینے والے کے برابر جان" (متی ۱۸:۱۷)۔ پولُس رسُول نے اِس کے مزید خوف ناک نتائج کو بیان کیا ہے "لیکن مَیں نے تم کو در حقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بُت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا" (۱۔ کرنتھیوں ۵:۱۱)۔ تاہم، کلیسیا سے نِکالے گئے اَفراد کو خدا کا کلام سُننے

48- Calvin, *Institutes*, 4.12.7.

سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ یہ واحد ایسا ذریعہ ہے جس کی بدولت وہ دوبارہ سے بحال ہوسکتے ہیں۔

ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اِس ساری تادیبی کاروائی، جس میں کلیسیا سے خارج کیا جانا بھی شامل ہے، اِس کا مقصد اُس شخص کی توبہ اور اِصلاح ہے۔ یہ بات قابل ذِکر ہے کہ نئے عہد نامہ میں کلیسیا سے خارج کئے جانے کے دو حوالہ جات کا ذِکر ملتا ہے، جِن میں سے ایک میں گنہگار شخص تائب بن جاتا ہے اور اُسے واپس کلیسیائی جماعت میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ یہ یقیناً، حرامکاری کرنے والا کرنتھی شخص تھا جس کے بارے میں پولُس رسُول نے لکھا "پس برعکس اِس کے یہی بہتر ہے کہ اُس کا قصُور معاف کرو اور تسلی دو تاکہ وہ غم کی کثرت سے تباہ نہ ہو" (۲۔کرنتھیوں ۲:۷ ؛ ۱۔تیمتھیس ۱:۱۹-۲۰)۔ یہ واقعتاً، ایک بابرکت وقت ہوتا ہے جب خدا کے لوگ اپنے بازو کھول کر اُس شخص سے کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ کو کلیسیا سے نِکالا گیا تو ہم آپ کے لیے غمزدہ تھے۔ جب تک آپ پر یہ سزا عائد رہی ہم نے آپ کو یاد کیا اور آپ کے لیے آنسو بہائے۔ ہمارے دِل ٹوٹ گئے۔ پھر بھی ہم آپ کے لیے دُعا کرتے رہے، اِس اُمید کے ساتھ کہ خدا آپ پر رحم کرے گا اور اپنا فضل عطا کرے گا تاکہ آپ خدا کی طرف رجوع لائیں اور اُس کے لوگوں میں پھر سے شامل ہو سکیں۔ یہ ایک شاندار دن ہے، کیوں کہ خدا نے صریحاً اپنے اِرادے کو برکت دی ہے اور آپ کی رُوح کو بحال کیا ہے ۔اب ہمارے خداوند نے اپنے بیٹے کی خاطر آپ کو معاف کر دیا ہے، اِس لیے ہم بھی دِل

سے اور خوشی سے آپ کو معاف کرتے ہیں۔ ہم خدا کو گواہ بنا کر واپس اپنے درمیان اُس کے پیارے لوگوں کو جگہ دیتے ہیں۔

کلیسیا کی پاکیزگی کو برقرار رکھنا

کلیسیا کے خدام اور بزرگوں کو اِس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ اُنہیں خدا کے تابع رہتے ہوئے اپنی ذِمے داریاں پوری کرنی ہیں۔ کلیسیا کے اراکین کو چاہیے کہ وہ بائبل کے احکامات کے تابع رہیں اور کلیسیا کے نظم و نسق کے اِنتظام میں اپنے عہدیداران کی مدد کریں۔ خداوند یسوع مسیح کے نام کو جلال ملنا چاہیے۔ یہ اُسی صُورت ممکن ہے جب کلیسیا اپنی پاکیزگی کو برقرار رکھے۔ گناہ کو روکنے اور اُس کی اِصلاح کرنے کے اِختیار کے مناسب اِستعمال کے بغیر، شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا، گناہ بغیر کسی روک ٹوک کے ترقی کرے گا اور ہماری گواہی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

یہ بات حقیقت ہے کہ اِس دُنیا میں کلیسیا کبھی بھی کمال حاصل نہیں کرے گی۔ تاہم، ہمیں اِسے مزید بہتر بنانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو وقف کر دینا چاہیے اور پھر درُست عقیدے اور تادِیب کے نتیجہ میں، ہم اُس دِن کا اِنتظار کر سکتے ہیں جب مسیح یسوع ہمیں "ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے گا، جس کے بدن میں داغ یا جُھری یا کوئی اَور اَیسی چیز نہ ہو" اُس وقت یہ کلیسیا "پاک اور بے عَیب ہو گی" (اِفسیوں ۵:۲۷)۔

زبور نویس نے مستقبل کے اُس مُبارک موقع کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے "بادشاہ کی بیٹی محل میں سر تا پا حُسن اَفروز ہے۔ اُس کا لباس زربفت کا ہے۔ وہ بیل

بوٹے دار لِباس میں بادشاہ کے حضُور پہنچائی جائے گی۔ اُس کی کنواری سہیلیاں جو اُس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں تیرے سامنے حاضر کی جائیں گی۔ وہ اُن کو خوشی اور خُرمی سے لے آئیں گے۔ وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوں گی" (زبور ۴۵:۱۳-۱۴)[۴۹]۔

[49] . *Scottish Psalter*, 1650, Psalm 45:13–15.

باب ششم

اِصلاحی اِنجیلی بشارت

”لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی اِنتہا تک میرے گواہ ہو گے“ (اَعمال ۱:۸)۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخی طور پر اِصلاحی کلیسیاؤں میں اِنسانوں کی رُوحوں کے لیے گہرا جذبہ اور خوش خبری کو پوری دُنیا میں پھیلتے ہوئے دیکھنے کی شدید خواہش رہی ہے۔ اِن دِنوں دُنیا کو اِنجیل کی بشارت دینے پر توجہ مرکوز کرنا زیادہ اہم ہے، کیوں کہ ایسا لگتا ہے کہ بہت سے لوگ اِنجیلی بشارت کے لیے اپنے مقصد کو بھُول چکے ہیں ۔ جان وِکلِف (John Wycliffe) (جنہیں اِنجیلی بشارت کا ڈاکٹر کہا جاتا تھا) نے اِنگلینڈ کے لوگوں کو اِنجیل کی بشارت دی۔ ۱۳۷۷ء کے اوائل میں اُس نے اپنے ”غریب پاسبانوں یا سفری واعظین کو بھیجا، جو کہ اُون کے سادہ لباس میں ملبُوس تھے اور اُن کے پاس سینڈل، پرس یا پیسے نہیں تھے، بلکہ اُن کے ہاتھ میں ایک عصا ہوتا تھا اور وہ کھانے اور رہنے کے لیے دُوسروں کے مُحتاج ہوتے تھے، اُن کے پاس صرف وِکلِف (Wycliffe) بائبل کے کچھ صفحات تھے“۔[۵۰] وکلِف کا خواب تھا کہ ہر ایک پیرش (کلیسیا) میں اِنجیل کا خادم موجود ہو جو کہ مسیحی عقیدے کی تعلیم دے۔

---

50 . H. B. Workman, *The Dawn of the Reformation* (London: Charles H. Kelly, 1901), 1:209.

پندرھویں صدی کے اوائل میں جان ہس (John Huss) نجات کی خوش خبری کے ساتھ بوہیمیا گیا۔ اُس نے شہروں، دیہاتوں، قلعوں، کھیتوں اور جنگلوں میں منادی کی اور خدا کے کلام کو رُوشناس کروانے کی کوشش کی۔ ۱۴۱۶ء میں پراگ یونیورسٹی کی طرف سے جان ہس کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے بیان کیا گیا کہ "وہ نیکی و پرہیز گاری کا درخشاں ستارہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عاجز اِنسان بھی ہے جس نے بیماروں کے بستر پر گھٹنے ٹیکنے سے بھی اِنکار نہیں کیا، جس نے آنسوؤں کے ساتھ سخت دِل لوگوں کو توبہ کرنے پر آمادہ کیا، کلام مقدس کی فراموش کی گئی تعلیمات کو ایک نئے اور منفرد اَنداز میں پیش کیا اور تمام چیزوں میں محبت، خالص عقیدے اور غیر متزلزل سچائی کو ظاہر کیا"۔[۵۱]

ولیم ٹنڈیل (William Tyndale) کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جس نے ۱۵۲۲ء اور ۱۵۲۳ء میں (St. Madeleine at Little Sudbury) سینٹ میڈلین لِٹل سڈبری، اِنگلینڈ میں اِنجیل کی بشارت کا کام شروع کیا۔ جلد ہی یہ عمارت اُس بڑے ہجوم کے لیے چھوٹی پڑ گئی جو کہ ہمیشہ کی زندگی کی تعلیم پانے کے لیے اِکٹھا ہوتا تھا۔ ٹنڈیل نے اپنے کام کو لِٹل سڈبری کے گردونواح کے دیہاتوں تک پھیلایا اور یہاں تک کہ برسٹل (Bristol) شہر تک بھی، جہاں اُس نے مردوں و خواتین کی بڑی تعداد کو تعلیم دی۔ ایک مرتبہ کسی عالِم سے بات کرتے ہوئے ٹنڈیل نے کہا "اگر مَیں زندہ رہا تو

---

51 . Victor Budgen, *On Fire for God: The Story of John Huss* (Darlington, U.K.: Evangelical Press, 1983), 85.

بہت جلد ایک ہل چلانے والے لڑکے کو تم سے زیادہ کلام مقدس کا علم دوں گا"۔ اپنے کہنے کے مُطابق ٹنڈیل نے ۱۵۲۵ء میں نئے عہد نامے کا اپنا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ [۵۲]

ایک عظیم اِصلاح کار، جان کیلون نے ایک مرتبہ کہا کہ وہ بڑی خوشی سے سات سمندر پار کر کے بھی ایک ضرورت مند گنہگار تک اِنجیل کی خوش خبری پہنچائے گا ۔ ۱۵۵۶ء میں کیلون نے Chartier،Richier اور دُوسرے بارہ لوگوں کو زندگی کا کلام برازیل لے جانے کے لیے بھیجا تھا۔ اَفسوس ناک بات یہ ہے کہ اُن میں سے پانچ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا اور باقی لوگوں کو واپس یورپ لوٹنا پڑا۔

جان کیلون اِس سب کے باوجود کلام کی خوش خبری کو پھیلانے کے لیے فکر مند رہا۔ جان کیلون کے جنیوا کالج میں لوگوں کو خدا کی نجات کے بارے میں سکھایا گیا تاکہ وہ بدلے میں اِسے دُوسروں کو سکھائیں اور بہت سے لوگوں نے ایسا کیا بھی۔ عصر حاضر کے ریکارڈ کے مُطابق ۱۵۵۵ء اور ۱۵۶۲ء کے درمیان، دُنیا کے مختلف حصوں میں ۸۸ آدمی بھیجے گئے اور یہ ریکارڈ اصل ریکارڈ سے بہت دُور ہے۔ مثال کے طور پر، ہمیں دیگر ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۵۶۱ء کے صرف ایک سال میں، ۱۴۲ لوگوں نے مِشنری سرگرمیوں میں شمولیت کے لیے جنیوا چھوڑا۔ [۵۳]

---

52 . R. Demaus, *William Tyndale, a Biography* (London: Religious Tract Society, 1886), 72–73.

53 . Philip E. Hughes, ""John Calvin: Director of Missions,"" in *The Heritage of John Calvin*, ed. John H. Bratt (Grand Rapids: Eerdmans, 1973), 46.

اگلی صدی میں زائرین کی نیو اِنگلینڈ کے لیے روانگی دیکھی گئی۔اُنہوں نے فوراً مقامی لوگوں کو بشارت دینا شروع کر دی۔۱۶۲۱ء کے اوائل میں اِس تعداد میں سے کچھ کو خوش خبری سُنانے کے لیے الگ کر دیا گیا تھا۔۱۶۴۶ء میں، جان ایلیٹ نے واٹر ٹاؤن کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں میں اِنجیل کی بشارت کا کام شروع کیا۔اِسی دوران ،تھامس مائیہو(Thomas Mayhew)اور اُس کا بیٹا بوسٹن(Boston)کے قریب کچھ جزیروں پر مسیح یسوع کے لیے مقامی لوگوں کو جیتنے کی کوشش کر رہے تھے۔کہا جاتا ہے کہ ۱۶۷۴ء تک نیو اِنگلینڈ میں تقریباً چار ہزار لوگ مسیحی ہو چکے تھے۔

۱۶۴۹ء میں انگلش پارلیمنٹ نے ایک آرڈیننس پاس کیا جس کے تحت پہلی پروٹسٹنٹ مشنری سوسائٹی بنائی گئی۔اِسے نیو انگلینڈ میں اِنجیل کی مُنادی کی کارپوریشن کہا جاتا تھا۔اِصلاحی کلیسیاؤں نے اِس مقصد کے لیے چندہ اکٹھا کیا،جیسا کہ کراموِیل (Cromwel)کی فوج نے کیا اور اِس اِنجیلی بشارت کے کام کے لیے بارہ ہزار پاؤنڈ جمع کیے گئے۔

۱۶۴۷ء میں اسکاٹ لینڈ کے چرچ کی جنرل اسمبلی نے "اُن لوگوں کے لیے خوش خبری کی مُنادی کے لیے زیادہ مضبوط اِتحاد" کی خواہش کو ریکارڈ کیا۔[۵۴] نتیجتاً، ۱۶۷۰ء میں اسمبلی نے کچھ خدام کو بھیجا تاکہ وہ خدا کے کلام کی سچائی کو اُن لوگوں تک پہنچائیں جو اُس کو نہیں جانتے۔

---

[54]. George Smith, *Short History of Christian Missions* (Edinburgh: Morrison & Gibb, 1904), 133.

یہاں پر ولیم کیری (William Carey) کا نام بھی شامل کیا جانا چاہیے ۔ ۱۷۹۲ء میں اُس نے اپنی اِنکوائری رپورٹ شائع کی جس میں مسیحیوں کی ذِمے داریوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ غیر اِیمان دار لوگوں کی تبدیلی کے لیے اپنے وسائل اِستعمال کریں ۔اُسی سال غیر اِیمان دار لوگوں کے درمیان اِنجیل کی مُنادی کے لیے مخصوص بیپٹسٹ سوسائٹی تشکیل دیکھی گئی (یہ سوسائٹی ظاہر کرتی ہے کہ یہ جان کیلون کی تعلیمات پر مبنی تھی)۔اِس کی بنیاد ۱۳.۲۵ پاؤنڈ کے فنڈز سے رکھی گئی تھی۔ولیم کیری خود ۱۷۹۳ء میں ہندوستان کے لیے بحری سفر پر روانہ ہوا۔

مسیح یسوع بحیثیت ایک عظیم ترین مبشر

بائبل مقدس ہمیں سکھاتی ہے کہ اِبن آدم اب تک کا سب سے عظیم مبشر تھا ۔ پُرانے عہد نامے کی پیش گوئی اُسے "قوموں کے لیے نُور" اور "زمین کے کناروں تک پہنچنے کے لیے خدا کی نجات" کے طور پر پیش کرتی ہے (یسعیاہ ۶:۴۹)۔یہی پیش گوئیوں کی کتاب مسیح یسوع کو اِس طرح سے بھی پیش کرتی ہے "خداوند کی رُوح مجھ پر ہے کیوں کہ اُس نے مُجھے مسّح کیا تاکہ حلیموں کو خوش خبری سُناؤں" (یسعیاہ ۱:۶۱)۔ایک اور جگہ پر اُسے "خدا کی حِکمت" کے طور پر عوامی اور مُخلصانہ انداز میں خوش خبری کی مُنادی کرتے ہوئے سُنا جاتا ہے "اَے آدمیو! میں تم کو پُکارتی ہُوں اور بنی آدم کو آواز دیتی ہوں ۔اَے سادہ دِلو! ہوشیاری سیکھو اور اَے احمقو! دانا دِل بنو۔ سُنو! کیوں کہ میں لطیف باتیں کہوں گی اور میرے لبوں سے راستی کی باتیں نکلیں گی (اَمثال ۸:۴-۶)۔پیوریٹن ، تھامس گڈوِن (Thomas Goodwin) نے ایک مرتبہ کہا "خدا کا صرف ایک بیٹا تھا

اور اُس نے اُسے خادم بنایا"۔[55] مسیح یسوع نے خود فرمایا کہ اُس کا مقصد "کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنا اور نجات دینا تھا" (لُوقا ۱۹:۱۰)۔ اُس نے عوامی سطح پر کھُلے میدانوں، لوگوں کے گھروں اور یہودی عبادت گاہوں میں خوش خبری کی مُنادی کی۔ اِنفرادی طور پر اُس نے نِیکُدیمس اور زکائی جیسے لوگوں کو سکھایا۔ یہودی لوگ جن کے پاس اُسے پہلے بھیجا گیا تھا، اُن کے علاوہ، مسیح نے خوش خبری کے عالمی دائرہ کار کے بارے میں بات کی۔ اُس نے " اور بھیڑوں" کا خاص طور پر ذِکر کیا جو کہ "اِس بھیڑ خانہ کی نہیں تھیں" (یعنی یہودیت میں نہیں پائی جاتی تھیں)۔ اُس نے کہا "مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے، پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہو گا" (یوحنا ۱۰:۱۶)۔ دراصل، اُس نے کنعانی عورت سے شفقت سے بات کی، صوبہ دار کے اِیمان کی تعریف کی اور اُن لوگوں کو تعلیم دی اور شِفا دی جو اُس کے پاس دِکپُلِس، ادُومیہ اور یردن کے پار سے آئے تھے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ بہت جلد اُس کی یہ بشارتی خدمت اُن کو منتقل کر دی جائے گی۔ پہاڑی وعظ کے دوران، مسیح یسوع جو کہ خود اِس دُنیا کا نُور ہے، اُس نے اپنے شاگردوں کو اِن اَلفاظ کے ساتھ مخاطب کیا کہ "تم دُنیا کے نُور ہو" (متی ۵:۱۴)۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِسی وجہ سے ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کا اِنتخاب کیا تھا کیوں کہ اُس کی زندگی کا ایک خاص مقصد تھا۔ وہ تربیت

55 . Thomas Goodwin, *Works of Thomas Goodwin* (Edinburgh: James Nichol, 1863), 6:415.

حاصل کر رہے تھے، نہ صرف اپنے لیے خدا کی عظیم سچائیوں کو سیکھ رہے تھے، بلکہ یہ بھی سیکھ رہے تھے کہ اُن سچائیوں کو دُوسروں کے سامنے کیسے پیش کرنا ہے۔

کلیسیا کی ذِمے داری

اپنے صعود کے وقت، خداوند یسوع مسیح نے باقاعدہ طور پر اپنے اِنجیلی بشارت کے کام کو مسیحی کلیسیا میں منتقل کر دیا۔ اُس نے کہا "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" (متی ۲۸:۱۹؛ مرقس ۱۶:۱۵)۔ لوقا کی اِنجیل کے مُطابق اُس نے اُن سے کہا کہ "یروشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں تَوبہ اور گناہوں کی معافی کی مُنادی اُس کے نام سے کی جائے گی" (لُوقا ۲۴:۴۷)۔ اِسی کے مُطابق، اِبتدائی کلیسیا یروشلیم میں اِنجیل کی خوش خبری لے کر آئی (اَعمال ۲ تا ۷ ابواب) یہودیہ اور سامریہ میں لے کر آئی (۸ تا ۹ ابواب) اور زمین کی اِنتہا تک لے کر گئی (۱۰ تا ۲۸ ابواب)۔ رسول اِس بات کو جان گئے کہ کلیسیا، مسیح کے کام کو جاری رکھے ہوئے تھی۔ پولُس رسول کے خطوط کے عظیم تصورات میں سے ایک تصور یہ ہے کہ کلیسیا "مسیح کا بدن" ہے (اِفسیوں ۱:۲۳)۔ ایک ماہرِ اِلٰہیات نے اِسے اِس طرح سے بیان کیا "جیسا کہ اپنی زمینی زندگی کے دوران مسیح یسوع کو اپنی خوش خبری کو سُنانے اور اپنا کام کرنے کے لیے ایک جسم کی ضرورت تھی، اِسی طرح مسیح یسوع کے آسمان پر صعود فرما جانے کے بعد، اُسے آج بھی اِنجیل کی بشارت دینے کے وسیلہ کے طور پر اور اِس دُنیا میں اپنے کام کو پایہ تکمیل تک

پہنچانے کے وسیلہ کے طور پر اِنسانی جسم کی ضرورت ہے"۔[56] لہٰذا، کلیسیا اِس دُنیا میں مسیح کے اِس کام کی نمائندہ ہے اور اُسے اِس دُنیا میں لوگوں کو بشارت دینے کے کام کو جاری رکھنا ہے۔ دراصل، یہ ہر ایک منظم مقامی کلیسیا کا کام ہے۔ تیمتھیس کے نام اپنے پہلے خط میں، پولُس رسول نے یہ اُمید ظاہر کی ہے کہ وہ جلد ہی اِفسس کا دَورہ کرنے کے قابل ہو جائے گا، لیکن اُس نے مزید کہا کہ اُس نے اپنا خط تیمتھیس کو نصیحت کرنے کے لیے لکھا تھا کہ اُسے "خدا کے گھر یعنی زِندہ خدا کی کلیسیا میں جو حق کا ستُون اور بُنیاد ہے کیسے برتاؤ کرنا ہے" (۱۔ تیمتھیس ۳:۱۵)۔ یہاں خیال یہ ہے کہ کلیسیا کا مقصد سچائی کو برقرار رکھنا اور اُسے تقویت پہنچانا ہے تاکہ اُس علاقے کے تمام لوگ اِس کا سامنا کر سکیں۔ بلاشُبہ، ہر مقامی کلیسیا کو ایسا ہونا چاہیے۔ خاص طور پر، خدام پر اِنجیل کی مُنادی کرنے کی ذِمے داری عائد ہوتی ہے (۲۔ تیمُتھیس ۴:۲)۔ لیکن اِنفرادی طور پر ہر مسیحی کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ "اور جو کوئی تم سے تمہاری اُمید کی وجہ دریافت کرے اُس کو جواب دینے کے لیے ہر وقت مُستعد رہو" (۱۔ پطرس ۳:۱۵)۔

دُنیا میں جاؤ

ہمیں خدا کی طرف سے دیا جانے والا حکم یہ ہے کہ "دُنیا میں جاؤ"۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے ارشادِ اعظم میں فرمایا "تم تمام دُنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے اِنجیل کی مُنادی کرو" (مرقس ۱۶:۱۵)۔ لوقا ۱۴:۱۶-۲۴ میں مذکور بڑی ضیافت کی تمثیل

[56] . Alan Richardson, *An Introduction to the Theology of the New Testament* (London: SCM Press, 1966), 256.

میں ،اُس نے اپنے شاگردوں کو اُن خادموں سے تشبیہ دی جو "بھیجے گئے" تھے اور اِس تمثیل میں دو بار اُن خادموں کو "جانے" کے لیے کہا گیا تھا، "جلد شہر کے بازاروں اور کُوچوں میں جا۔۔۔ سڑکوں اور کھیت کی باڑوں کی طرف جا"۔اِس سلسلے میں ہمیں اپنے خداوند کے انگور کے درخت اور اُس کی ڈالیوں کے بارے میں بیان کردہ اَلفاظ کو یادرکھنا چاہیے۔وہ پھل لانے کی ضرورت کے بارے میں بات کر رہا تھا اور اُس نے کہا، "تم نے مُجھے نہیں چُنا بلکہ میں نے تمہیں چُن لیا اور تم کو مُقرر کیا کہ جا کر پھل لاؤ"(یوحنا۱۵:۱۶) ۔کلیسیا کو اپنے بُلائے جانے کے احساس کو نہیں کھونا چاہیے۔

بحیثیتِ خداوند کے لوگ، ہمیں اپنے گھروں کی چار دیواری کے اندر ہی نہیں رہنا ہے تاکہ کلام مقدس سے اپنے آپ کو تسلی دیں اور فضل کے عقائد پر فخر کریں ۔ہمیں ہمیشہ اِس حقیقت سے باخبر رہنا چاہیے کہ باہر ہزاروں ایسی رُوحیں ہیں جو مسیح سے ناواقف ہیں اور اِس لیے نااُمید ہیں۔یقیناً، یہ ہماری ذِمے داری ہے کہ ہم اُن کو خدا کی نجات کے بارے میں بتائیں۔ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم باہر کھلے میدانوں میں اپنی خدمات کا اِنعقاد کر سکتے ہیں۔ہم اُن میں مسیحی کتابچے تقسیم کر سکتے ہیں۔ہم مسیحی تعلیم کے لیے بچوں کو اِکٹھا کر سکتے ہیں۔ہم تمام جائز وسائل اِستعمال کر سکتے ہیں تاکہ کھوئے ہوؤں کو بچا سکیں۔ایک کلیسیا جو کہ اِنجیل کی بشارت کا کام چھوڑ دیتی ہے، وہ خدا کے کلام کے مُطابق فرماں بردار نہیں ہے اور یہ یقینی طور پر اِصلاحی کلیسیا نہیں ہے۔

کلیسیا کو یقیناً نشو و نما پانی چاہیے

تھسلُنیکیوں کی کلیسیا کو لکھتے ہوئے پولُس رسول نے کہا کہ وہ کلیسیا کے اِنجیلی بشارت کے کام کے بارے میں سُن کر بہت خوش ہوا "کیوں کہ تمہارے ہاں سے نہ فقط مکدُنیہ اور اخیہ میں خداوند کے کلام کا چرچا پھَیلا ہے بلکہ تمہارا اِیمان جو خدا پر ہے ہر جگہ ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ ہمارے کہنے کی کچھ حاجت نہیں (۱۔ تھسلنیکیوں ۱:۸)۔

کاش، آج کی ہر اِصلاحی کلیسیا میں بھی یہ بات سچ ثابت ہوتی۔ اِبتدائی مسیحیوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اُنہوں نے "یروشلیم کو اپنے عقیدے سے بھر دیا تھا"۔ اگر ہم اُن کے جانشین ہیں تو ہمیں بھی اپنے شہروں کو مسیح یسوع کی خوش خبری سے بھر دینا چاہیے۔ کلیسیا کی ترقی کا یہ واحد ذریعہ ہے اور یقنناً، خُدا ایہی چاہے گا کہ اُس کی کلیسیا ترقی کرے۔ کچھ مسیحی یہ سوچتے ہیں کہ ناقابل یقین حد تک چھوٹا ہونا، زوال پذیری کی حالت میں ہونا اور صرف کچھ چُنے ہوئے مخصوص لوگ ہونا ایک خُوبی ہے ۔ تاہم، ہمارا خداوند ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کو بڑھانے کا اِرادہ رکھتا ہے "مَیں اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ اَرواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے "(متی ۱۶:۱۸)۔ مذکورہ بالا تمثیل میں خدا کو بھیجا گیا اور ابھی بھی اور لوگوں کے لیے گنجایش ہے۔ چناں چہ ، اُنہیں بار بار بھیجا جاتا ہے۔ اِس تمثیل میں اُن کے لیے ہمارے خداوند کے اَلفاظ کچھ اِس طرح سے ہیں " سڑکوں اور کھیت کی باڑوں کی طرف جا اور لوگوں کو مجبور کر کے لا تاکہ میرا گھر بھر جائے (لوقا ۱۴:۲۳)۔ اَعمال کی کتاب بھی یہ بات واضح کرتی ہے کہ خدا اپنے لوگوں کی تعداد کو بڑھانا چاہتا ہے۔ خاص طور پر اِبتدائی

ابواب میں ہم پڑھتے ہیں کہ خدا کیسے بار بار اپنی کلیسیا میں اِضافہ کرتا ہے۔اُس نے اِیمان داروں کی تعداد میں ہزاروں کا اِضافہ کیا۔دراصل "اور جو نجات پاتے تھے اُن کو خداوند ہر روز اُن میں ملا دیتا تھا"(اَعمال ۲:۴۷)۔رومیوں ۱۱ باب کے مُطابق، غیر قوموں کی معمُوری جیسی کوئی چیز ہے،یعنی یہ کہ یہودیوں کی تبدیلی سے پہلے غیر قوموں میں سے خدا کے برگزیدوں کی ایک بڑی تعداد کلیسیا کا حصہ بن چکی ہو گی اور یہاں پر اِسرائیل کی معموری جیسی چیز بھی پائی جاتی ہے،یعنی کہ خدا کی نجات کے منصوبے میں اِسرائیلوں کی بھی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔یہ اِصطلاح ہمیں بتاتی ہے کہ بہت سی رُوحوں کو مسیح کی کلیسیا میں شامل کیا جانا ہے۔جب مسیح یسوع نے ستّر شاگردوں کو بھیجا (لوقا ۱:۱۰) تو کہا جاتا ہے کہ اُن کی بشارتی خدمت سے واپسی پر خداوند یسوع مسیح رُوح القدس میں خوشی سے بھر گیا(آیت ۲۱)۔یہ کون سی چیز تھی جس نے اُسے اِتنا خوش کیا ؟یہ اُس بشارت کی کامیابی کی رپورٹ تھی جو وہ اُس کے پاس لائے تھے۔گنہگار خداوند کی طرف رجُوع لا رہے تھے اور وہ بُرائی کی طاقت سے نجات پا رہے تھے۔اُس کی بادشاہی اِقتدار میں آ رہی تھی۔اِس کی حدُود کو بڑھایا جا رہا تھا۔کلیسیا ہمارے خداوند کے جلال اور اُس کی حمد و ستایش میں بڑھ رہی تھی۔اِصلاحی عقیدے کا سب سے بڑا مقصد اِنجیل کی خوش خبری کو زمین کی اِنتہا تک پھیلانا ہے،کلام مقدس کو ہر زبان میں شائع کیا گیا اور گنہگار ہر خاندان،ہر زُبان اور ہر قوم میں سے مسیح کی طرف رجوع لائے۔

نُور اور حرارت

اگر ہم مسیح یسوع کے ساتھ رفاقت رکھتے ہیں تو اِنجیل کی خوش خبری کی کامیابی ہمیں بھی خوشی دے گی۔ کلیسیا کی ناکامی اور اِس کے ترقی نہ کرنے پر غمگین ہونے کے ساتھ ساتھ، بطور مسیحی ہم اِس کی خوش حالی کے لیے دُعا بھی کریں گے اور ہمیں یہ جان کر خوشی ہو گی کہ ہماری دُعاؤں کا جواب دیا جا رہا ہے۔ اِس دُنیا میں کلیسیا کو ترقی کرتے ہوئے دیکھنا، ہماری رُوحانی خوشیوں میں سے سب سے بڑی خوشی ہے۔ یقین رکھیں کہ راسخ العقیدہ اِیمان اور مرد و خواتین کی رُوحوں کے لیے ہمدردی کے درمیان عدم مُطابقت نہیں ہے۔ یہ چیزیں ایک دُوسرے کے لیے لازم و ملزُوم ہیں۔ کچھ لوگوں کے مذہب میں صرف نُور ہی ہوتا ہے۔ وہ اِقرار کے بڑے حصے اور تفصیلی اور مختصر کیٹی کیزم کی تلاوت کر سکتے ہیں اور اِس کے علاوہ اور بہت کچھ۔ پھر بھی یہ سب کچھ نُور ہی لگتا ہے۔ حقیقی اِصلاحی مسیحیت "نُور" اور "آگ" ہے۔ یہ آگ ہے۔ علم کی روشنی، اِلٰہی فکر مندی کے جذبے کے ساتھ مل کر گنہگاروں کے لیے نجات کا باعث بنتی ہے۔ آپ اِس آگ کو پولُس رسُول کے رومیوں کی کلیسیا کے نام لکھے جانے والے خط کے اِن اَلفاظ میں محسوس کر سکتے ہیں "مَیں مسیح میں سچ کہتا ہوں۔ جھوٹ نہیں بولتا اور میرا دِل بھی رُوح القدس میں گواہی دیتا ہے۔ کہ مُجھے بڑا غم ہے اور میرا دِل برابر دُکھتا رہتا ہے۔ کیوں کہ مُجھے یہاں تک منظور ہوتا کہ اپنے بھائیوں کی خاطر جو جسم کے رُوح سے میرے قرابتی ہیں مَیں خُود مسیح سے محرُوم ہو جاتا" (رومیوں ۹:۱-۳)۔ ایک اور جگہ اُس نے اِس طرح سے بیان کیا "اَے بھائیو! میرے دِل کی آرزُو اور اُن کے لیے خدا سے میری

دُعا یہ ہے کہ وہ نجات پائیں" (رومیوں ۱:۱۰)۔اب یہ رسولی مذہب ہے۔اِس میں دِل مصروفِ عمل ہے، جذبات متحرک ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔یہ وہ مذہب ہے جو ہماری حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ ہم غیر اِیمان داروں تک پہنچیں اور تمام جائز وسائل کو اِستعمال کرتے ہوئے اُنہیں دوزخ کی آگ سے بچائیں۔جہاں حقیقی مسیحیت پائی جاتی ہے اور مسیح کی پاک موجودگی کو محسوس کیا جائے گا اور جانا جائے گا۔وہ اِنجیل کی بشارت دینے والی کلیسیاؤں میں اپنی موجودگی کا وعدہ کرتا ہے۔

مسیح کی حضوری کو محسوس کرنا

مسیح کے اِرشادِ اعظم کے اَلفاظ ہمیشہ آپ کو ابھارتے رہیں "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو" پھر یہ بیش قیمت اَلفاظ ادا کیے گئے "اور دیکھو مَیں (حقیقت میں، ہمیشہ) دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۱۹:۲۸-۲۰)۔خداوند یسوع مسیح نے اپنے فرماں بردار شاگِردوں کی تسلی اور حوصلہ اَفزائی کے لیے اپنا وعدہ پورا کیا۔مرقس کی اِنجیل کے مُطابق، وہ زندگی کے کلام کے ساتھ دُنیا میں گئے "اور خداوند اُن کے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو اُن معجزات کے وسیلہ سے جو ساتھ ساتھ ہوتے تھے ثابت کرتا رہا" (مرقس ۲۰:۱۶)۔بعد میں، پولُس رسُول اپنے بشارتی تجربے کو بیان کرنے کے قابل ہوا۔وہ خُود کو اور دُوسروں کو "خدا کے ساتھ کام کرنے والوں" کے طور پر بیان کرتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۹:۱۳؛ ۲۔کرنتھیوں ۱:۶)۔حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو اِس عظیم کام میں مشغول ہوتے ہیں، وہ خدا کی موجودگی کو جانیں گے۔اِرشادِ اعظم کی فرماں بردار کلیسیا،

ایسی کلیسیا ہے جس کے درمیان مسیح موجود ہے۔ سکاٹ لینڈ، فری چرچ کے الیگزینڈر ڈف (Alexander Duff) نے ایک مرتبہ کہا "مسیحی کلیسیا کی پوری تاریخ کیا ہے ،سوائے اِس عظیم مثال اور دائمی ثبوت کے۔۔۔ کہ اِنجیلی بشارت کرنے والی کلیسیا یا مشنری کلیسیا رُوحانی طور پر پھلتی پھُولتی ہے اور یہ کہ اگر ایک کلیسیا اِنجیلی بشارت یا مشنری کردار کو ادا نہیں کرتی تو یہ کلیسیا بہت جلد زوال پذیر ہو جاتی ہے "۔[۵۷] ایک کلیسیا جو قیمتی جانوں کو جیتنے کی کوشش کرتی ہے، وہ خدا کی نظر میں مُقبول ہو گی۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کو "خدا کی نظر میں عظیم" کہا جاتا تھا۔ ایسا کیوں تھا؟ اِس کی وجوہات میں سے ایک کلام مقدس میں بیان کی گئی ہے "اور بہت سے بنی اِسرائیل کو خداوند کی طرف جو اُن کا خدا ہے پھیرے گا" (لوقا ۱:۱۵-۱۶)۔ برنباس کے حوالے سے بھی ایسی ہی بات کہی گئی ہے "کیوں کہ وہ نیک مرد اور رُوح القُدس اور اِیمان سے معمُور تھا "۔ ایسی عزت کا مستحق بننے کے لیے اُس نے کیا کِیا؟ درج ذیل آیت کو پڑھیں "اور بہت سے لوگ خداوند کی کلیسیا میں آ ملے" (اَعمال ۱۱:۲۴)۔ رُوحوں کو جیتنے والوں کا بڑا اَجر آنے والے وقت میں دیا جائے گا "اور اَہلِ دانش نُورِ فلک کی مانند چمکیں گے اور جِن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے سِتاروں کی مانند ابدُالآباد تک روشن ہوں گے" (دانی ایل ۱۲:۳)۔ عظیم مبشر پولُس رسول نے تھسلنیکیوں کی کلیسیا کو لکھتے ہوئے کہا "بھلا ہماری اُمید اور خُوشی اور فخر کا تاج کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے سامنے

---

57 . Alexander Duff, *Missions: The Chief End of the Christian Church* (Edinburgh: J. Johnstone, 1839), 15.

اُس کے آنے کے وقت تم ہی نہ ہو گے ؟"(۱۔ تھسلنیکیوں ۱۹:۲)۔پولُس رسول اُس دن کا بخوشی اِنتظار کر رہا تھا جب اُسے اِبن آدم کے سامنے اِس اِیمان کے ساتھ لایا جائے گا کہ وہ اکیلا نہیں ہے۔ اُس کی وجہ سے تبدیل ہونے والے تمام مسیحی اُس کے ساتھ ہوں گے ۔جب وہ اُن سب کو اپنے اِرد گرِد دیکھے گا تو اُس کی خوشی کس قدر دوبالا ہو گی۔ اُس کا یہ اِنعام کس قدر شاندار ہو گا جب وہ اُن سب کو مسیح کے تخت کے پاس لے جائے گا۔ اگر ہم نے دُوسرے لوگوں کو مسیح یسوع کے پاس لانے میں اپنا کردار ادا نہیں کیا ہے تو اُس دِن ہمیں مسیح یسوع سے مُلاقات کرنے کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

گنہگاروں کے لیے پیغام

بے شک، کلیسیا کا پیغام اِنجیل کی مُنادی ہے۔یہ اِنجیل خدا کی شاندار محبت ،گنہگاروں کو بچانے کے اُس کے مقصد، اپنے بیٹے کو اُن کے نجات دِہندہ کے طور پر مقرر کرنے ،خدا کے ساتھ میل ملاپ کی ضرورت اور اِس کے نتیجہ میں اَبدی زندگی کی تصدیق کے بارے میں نظریاتی بیانات پر مشتمل ہے۔ یہ اِنجیل، نجات کے بیش قیمت وعدے، رحم کی مُخلصانہ پیشکش اور خداوند یسوع مسیح پر اِیمان لانے کی دعوت پر بھی مشتمل ہے۔اِس اِنجیل کو ہمیں اپنی زبان سے بھی سکھانا چاہیے۔یہ منادی عوامی طور پر اِس دُنیا میں خدا کی سچائی کا کھُلا اعلان کر کے کی جا سکتی ہے (رومیوں ۱۰:۱۵؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱:۲۱) اور یہ ایک دُوسرے کو گواہی دے کر اِنفرادی طور پر بھی کی جا سکتی ہے (اَعمال ۱۸:۲۶؛ ۲۲:۱۲-۱۶)۔اِس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا کہ یہ مُنادی لفظی طور پر کیسی ہے، اِس کے لیے ہمیں رُوح القدس کی ضرورت ہے کہ وہ گناہ میں مُردہ لوگوں کو

زندہ کرے اور اُنہیں گنہگاروں کی سزا کے خطرے سے بیدار کرے اور اُنہیں یسوع مسیح پر اپنے پورے دِل سے اِیمان لانے پر مجبور کرے جو کہ اَبدیت میں اُن کی واحد اُمید ہے۔ آج اِس پیغام کے بارے میں کتنی اُلجھنیں نظر آتی ہیں۔ ہم مزید گہرائی سے اُن کا معائنہ کریں گے۔

واضح اعلان

کلام مقدس اِنجیل کی بشارت کے واضح، لفظی اور منظم اعلان کا تقاضہ کرتا ہے ،نہ کہ مختلف چالوں کے اِستعمال کا۔ واعظ کو اِس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ وہ اپنے کلام میں فضول اور بیہودہ چیزوں کا اِضافہ نہ کرے۔ جیسا کہ پولس رسول بیان کرتا ہے ”کیوں کہ ہم اُن بہت لوگوں کی مانند نہیں جو خدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں “(۲۔کرنتھیوں ۲:۱۷)۔ لفظ ”بدعُنوان“ شراب کے تاجر کے کاروبار کو بیان کرتا ہے جو شراب میں پانی مِلانے کا عادی ہے (یسعیاہ ۱: ۲۲)۔ ہمیں خدا کے خالص کلام کو گواہیوں ،موسیقی کے آلات (Solos) اور ڈرامائی پرفارمنس جیسی چیزوں کے ساتھ کمزور نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں دُوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے آلات کا اِستعمال نہیں کرنا چاہیے، گویا کہ ہم بے اِیمان ہوں اور خوشنودی حاصل کرنے والے تاجر ہوں۔ اِس کے بجائے ہمیں مسیح کے مصلُوب ہونے، جی اُٹھنے اور اب جلال کے ساتھ حکومت کرنے کے بارے میں بچانے والے حقائق پیش کرنے چاہییں۔ ”بلکہ ہم نے شرم کی پُوشیدہ باتوں کو ترک کر دیا اور مکّاری کی چال نہیں چلتے۔ نہ خدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں بلکہ حق ظاہر کر کے خدا کے رُو برُو ہر ایک آدمی کے دِل میں اپنی نیکی بِٹھاتے ہیں“(۲۔

کرنتھیوں ۴:۲)۔ درُست مبشرانہ تعلیم، سبق آموز ہوتی ہے نہ کہ تفریح بخش۔ پولُس رسُول نے کہا کہ "جس کی مُنادی کر کے ہم ہر ایک شخص کو نصیحت کرتے اور ہر ایک کو کمال دانائی سے تعلیم دیتے ہیں" (کُلسیوں ۱:۲۸)۔ ہمارے پاس گناہ سے نِمٹنے کا اِختیار ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ گنہگار کو مدد کی ضرورت ہے۔ یہ خدا کو ناراض کرنے کے خوف ناک اور اَبدی نتائج سے خبردار کرتا ہے۔ پھر یہ نجات دِہندہ کے متعلق سچائیوں کو آشکار کرتا ہے، اُس کے کامل خدا اور کامل اِنسان ہونے کے بارے میں بیان کرتا ہے، اُس کے بطور نبی، بطور کاہن اور بطور بادشاہ کے عہدوں کو بیان کرتا ہے اور ہمارے گناہوں کو ڈھانپنے کے لیے اُس کے کفارہ کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ یہ مسیح کو کمزور اور بے بس گنہگاروں کے لیے واحد پناہ گاہ کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہ گنہگاروں کو اِلٰہی عدالت کے طوفان سے بھاگنے اور نجات دِہندہ کی محبت میں اپنی پناہ گاہ تلاش کرنے کے لیے بُلاتا ہے ۔ یہ ہر شخص کو یقین دِلاتا ہے جو واقعی معافی، اَمن اور اَبدی سلامتی پر یقین رکھتا ہے۔ یہ ہماری اِنجیلی بشارت ہے اور اِسے اِیمان داری سے پیش کرنا "خدا کے کلام کی پوری پوری مُنادی کرنا" ہے (کُلسیوں ۱:۲۵؛ رومیوں ۱۵:۱۹)۔

خدا کی مرکزیت

اِنجیل کی خوش خبری کے دوران یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ ہماری توجہ کا مرکز اِنسان نہیں ہونا چاہیے۔ دَورِ حاضر کی اِنجیلی بشارت اِس بات پر مرکوز ہوتی ہے کہ مبشر ایک اہم شخصیت اور سُننے کے قابل معلوم ہو۔ اُس کے نام، قابلیت اور کامیابیوں کو لوگوں کی توجہ مبذُول کرنے اور اُنہیں عبادات میں بُلانے کے لیے سامنے لایا جاتا ہے

۔ہر جگہ اِشتہارات پر مبشر کی تصویر ہو گی اور اُس کے سابقہ کروسیڈز کا ذِکر ہو گا۔زیادہ تر یہ سب کچھ مبشر مرکوز ہوتا ہے۔لیکن پولُس رسُول کا نقطہِ نظر بہت مختلف تھا، جس نے ایک مرتبہ کہا"یہ نہیں کہ بذاتِ خود ہم اِس لائق ہیں کہ اپنی طرف سے کچھ خیال بھی کر سکیں بلکہ ہماری لیاقت خدا کی طرف سے ہے "(۲۔کرنتھیوں۳:۵)۔اگر اُنیسویں صدی کے واعظ Asahel Nettleton نے یہ محسوس کیا کہ کلیسیائیں کسی بھی طرح سے اُن پر بھروسا کر رہی ہیں تو وہ اُن کے درمیان کلام کی مُنادی کرنے کے اُن کے دعوت ناموں کو قطعی طور پر مُسترد کر دے گا۔اُس کا اِیمان تھا کہ اگر لوگ خدا کی بجائے اُس کی طرف دیکھ رہے ہوں تو وہاں پر کوئی برکت نہیں ہو گی۔بے شک، ہر واعظ Nettleton کی طرح نہیں ہوتا۔کچھ لوگ اپنی طرف توجہ مبذول کروانے کا اِرادہ رکھتے ہیں۔مَیں نے ایک بار لندن میں ایک مبشرکے مُنادی کرنے کی ٹیپ ریکارڈنگ سُنی۔اِس شخص نے تقریباً۳۵منٹ تک کلام سُنایا اور مَیں یہ کہوں گا کہ وعظ کا ۷۵فیصد حصہ اُس شخص کے اپنے متعلق تھا۔اُس نے اپنے سامعین کو یہ بتایا کہ وہ کہاں پر تھا،اُس کو سُننے کے لیے کتنے لوگ جمع ہوئے تھے اور دُنیاکے مختلف حصوں میں اِس کے کیانتائج نکلے تھے۔اِس شخص کے کلام کو سُننا بہت مُشکل تھا(اگر یہ اُس کے لیے صحیح نام تھاتو)۔جب وعظ مکمل ہوا،تو میری خواہش تھی کہ کاش مَیں اِس شخص سے بات کر سکتا اور اُسے یہ کہہ سکتا کہ"کیوں کہ ہم اپنی نہیں بلکہ مسیح یسوع کی مُنادی کرتے ہیں" (۲۔کرنتھیوں۴:۵)۔

ڈاکٹر ایلمسلی (Elmslie) کا ایک مخصوص وعظ سُننے کے بعد، کسی نے درج ذیل سطریں لکھیں:

اُس دن اُس نے سچائی کے چراغ کو اِس عاجزی کے ساتھ تھاما ہوا تھا کہ یہ سب کے لیے قابل رسائی تھا اور اُس نے اُسے اِس قدر بُلند کیا کہ یہ دُوسروں کے لیے راستے کو روشن کر سکے، جس ہاتھ نے اُس چراغ کو تھاما ہوا تھا وہ ہاتھ بمُشکل ہی نظر آتا تھا لیکن اُس کا مطمعِ نظر وہ سچائی کا چراغ تھا۔

اُس نے گھڑے کو اِس قدر نیچے جُھکایا ہوا تھا کہ چھوٹوں میں سے سب کے ہونٹ اُس تک پہنچ سکتے تھے، پھر اُس نے اِس گھڑے کو ایک بزرگ کے ہونٹوں تک بُلند کیا اور اُسے اپنی کمزوری میں اِسے پینے کے لیے کہا۔

اُنہوں نے اِس گھڑے کے پانی میں سے پیا، لیکن جس ہاتھ نے اِس گھڑے کو تھاما ہوا تھا وہ بمُشکل ہی نظر آتا تھا۔

اُس نے تُرہی کو اِس قدر واضح اور دِھیمی آواز میں بجایا تا کہ اِس سے کانپتے ہوئے گنہگار خوفزدہ نہ ہوں اور پھر اِس قدر دلیری اور بُلند آواز سے بجایا تا کہ شیطان کے اِختیار کو ختم کر سکے۔ تُرہی کو بجانے کے عمل کے دوران، وہ ہاتھ جس نے اِسے تھاما ہوا تھا وہ بمُشکل ہی نظر آتا تھا۔

لیکن جب مالک کہتا ہے "شاباش اَے اچھے اور وفادار نوکر! اِس تُرہی کو چھوڑو اور اپنی ساری ذِمے داریوں سے آزاد ہو جاؤ" اُس وقت وہ چھیدے گئے ہاتھ، اِن تھکے ہوئے ہاتھوں کو تھامے ہوئے نظر آئیں گے۔[۵۸]

ہمارا وعظ ہر لحاظ سے خدا پر مرکوز ہونا چاہیے۔ کچھ ایسے لوگ ہیں جو بڑے اِحتیاط سے اِن ساری چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے، لیکن وہ اِنسان، اُس کی ضروریات اور خواہشات کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں۔ وہ کلیسیائی جماعت کے سامنے اِس طرح کے سوالات رکھتے ہیں۔ یہ کیا چیز ہے جو آپ چاہتے ہیں ؟ کیا یہ خوشی اور اَمن ہے؟ کیا یہ آپ کے دِل کی تسلی ہے؟ کیا یہ زندگی کا مقصد ہے؟ کیا یہ حقیقی تحفظ کا احساس ہے؟ وہ عبادت کے اِختتام پر اِن سوالات کے جوابات دینے کے لیے کوئی مُواد فراہم کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ مسیحی وعظ نہیں ہے۔ مسیحی وعظ اِنسان کے متعلق نہیں، بلکہ خدا کے متعلق ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا نے ہمیں اُس (خدا) کی عبادت کرنے، اُس کی خدمت کرنے اور اُس کے نام کو جلال دینے کے لیے تخلیق کیا ہے۔ گناہ کی وضاحت اُس کے خلاف بغاوت اور اُس کے مقدس اور منصفانہ قانون کی خلاف ورزی کے طور پر کی جا سکتی ہے۔ تاہم، اپنے رحم کی بدولت، اُس نے اِنسان کو گناہ کی خوف ناک سزا سے بچانے کے لیے اپنی بیٹے کے وسیلہ سے نجات دینے کا منصُوبہ بنایا۔ خدا نے اپنی رحمت کا دروازہ کھول

---

58. Harold Murray, *Dinsdale Young* (London: Marshall, Morgan & Scott, 1938), 142–43.

دیا ہے اور سب لوگوں کو اِلٰہی، کامل، آزاد اور اَبدی نجات کے لیے اُس مُبارک نجات دِہندہ کی طرف رجوع لانے کے لیے بُلایا ہے۔ خدا حکم دیتا ہے۔ وہ مرد و خواتین کی کھوئی ہوئی رُوحوں سے اِستدُعا کرتا ہے، کیوں کیا وہ کیوں ہلاک ہوں گے؟ خداوند کا دل اُن کی طرف ہے۔ اُس کی خواہشات اُن کی طرف ہیں۔ اُن کی بھلائی کے لیے اُس کی دِلچسپی اُتنی ہی مخلصانہ ہے جتنی کہ گہری ہے۔ خدا، مسیح یسوع میں ہر اِیمان دار کو بچانا چاہتا ہے۔ مزید برآں، اُس نے نجات پانے والوں کے لیے جنت اور (کھوئی ہوئی رُوحوں کے لیے دوزخ بنائی ہے)۔ اِیمان دار اِس بے ثبات دُنیا سے زیادہ کی توقع کر سکتے ہیں۔ اُن کا خدا اُن کا اَبدی حصہ و بخرہ ہے۔ یہ بشارت ہے، خدا کی بشارت۔ یہ خوش خبری اَزل سے تھی اور اَبد تک رہے گی۔ نجات خدا کی طرف سے ہے۔ یہ خدا سے ہی صادر ہوتی ہے اور خدا پر ہی اِختتام پذیر ہوتی ہے۔ بدکاروں اور جہنم کے مستحق گنہگاروں پر یہ بات ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک خدا ہے جس کے سامنے وہ جوابدہ ہیں۔ وہ خدا جس نے دُنیا سے اتنی محبت کی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ وہ خدا جو ایک دن اپنی اَبدی بادشاہی میں برگزیدوں، نجات پانے والوں اور بُلائے گئے گنہگاروں کا اِستقبال کرے گا۔ یہ وہ عظیم سچائیاں ہیں جو ہماری نجات کی خوش خبری کو تشکیل دیتی ہیں اور یہ وہ سچائیاں ہیں جن کی مُنادی دُنیا کے ہر حصے میں کی جانی چاہیے۔

گناہ کا اثباتِ جرم

آج بھی اکثر، ایک مبشر بے روزگاری، معاشی تفاوت، اِنسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور قدرتی آفات وغیرہ کے مسائل پر زور دیتا ہے۔ یہ اِس غریب دُنیا کی موجودہ

حالت کے عمومی مسائل ہیں۔ جو چیز واقعی ضروری ہے وہ " شریعت کا فعال نفاذ " اور گنہگار ضمیروں کے سامنے اِس شریعت کی وضاحت اور اِس کا اِطلاق ہے۔ "غُلامی کی رُوح " کے طور پر، رُوح القدس گناہ اور مُصائب پر قائل کرنے کے لیے شریعت کا اِستعمال کرتا ہے (یوحنا ۱۶:۸؛ رومیوں ۸:۱۵)۔ وہ شریعت کے احکامات کو نافذ کرتا ہے، جیسا کہ پولُس رسُول نے اپنے تجربے سے محسوس کیا " ایک زمانہ میں شریعت کے بغیر مَیں زندہ تھا مگر جب حکم آیا تو گناہ زندہ ہو گیا اور مَیں مر گیا" (رومیوں ۷:۹)۔ دُوسرے لفظوں میں ایک وقت تھا، جب پولُس رسول خود کو بطور ایک مغرُور فریسی اور خدا کے سامنے بے اِلزام سمجھتا تھا۔ پھر شریعت اپنے پورے اِختیار اور دائرہ کار اور اِلٰہی حکم کے مطابق اُس پر منکشف کی گئی۔ اچانک سے اُس نے اپنے دِل میں اور اپنی زندگی میں گناہوں کا ایک ہجوم دیکھا، جس کے بارے میں اِس سے پہلے وہ مکمل طور پر بے خبر تھا۔ گناہ پھر سے تازہ ہو گیا، یعنی یہ ہر طرف نظر آنے لگا اور جیسا کہ اِس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، وہ اصلی اور حقیقی گناہ سے گہرے طور پر واقف ہو گیا۔ اُس نے محسوس کیا، جیسا کہ وہ مر گیا ہو۔ وہ خُود کو قصُوروار اور نااُمید محسوس کرتا ہے۔ اِس خستہ حالی کی حالت میں وہ صرف چِلاّ سکتا تھا " ہائے مَیں کیسا کمبخت آدمی ہوں! اِس مَوت کے بدن سے مُجھے کون چھُڑائے گا؟ " یہ صرف اُس وقت ہی ممکن تھا کہ جب وہ مسیح کو اپنا واحد مددگار بنانے کے لیے تیار ہوا۔ " مُجھے کون چھُڑائے گا؟ اپنے خداوند یسوع مسیح (جس نے نجات دی ہے) کے وسیلہ سے خدا کا شکر کرتا ہوں " (رومیوں ۷:۲۴-۲۵)۔ رُوح القدس نہ صرف شریعت کے اِحکام کو نافذ کرتا ہے، بلکہ وہ شریعت کی خلاف ورزی پر لعنتوں کی تصدیق بھی کرتا

ہے۔ہم رومیوں ۷ باب میں پولُس رسول کے اَلفاظ پر واپس آتے ہیں۔وہ بیان کرتا ہے ''اور جس حکم کا منشازِندگی تھا وہی میرے حق میں مَوت کا باعث بن گیا'' (آیت ۱۰)۔اَعمال کے عہد میں خدا کے احکامات کی اطاعت کو اصل میں زندگی کی شرط کے طور پر رکھا گیا تھا۔پولُس رسول رُوح القدس کی رہنمائی میں اپنے گناہوں کی تعداد اور ماہیت سے آگاہ ہو چکا تھا اور شریعت اُسے ایک نافرمان کے طور پر موت کی سزا سناتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔دراصل، گنہگاروں کے لیے شریعت کا قانون ''موت کا عہد'' ہے (۲۔کرنتھیوں ۳:۷)۔رُوح القدس چُنے ہوئے گنہگاروں کے ساتھ یہی کرتا ہے۔وہ ہمیں ہمارے گناہوں اور مصائب کا قائل کرتا ہے۔پنتکُست کے دن، کلام کی مُنادی کے دوران جب رُوح القدس نازل ہوا، اِس مُنادی کو سُننے والوں نے محسوس کیا کہ وہ ایک گھناؤنے جُرم کے مرتکب ہوئے تھے جس کے نتیجے میں اُن کی رُوحوں کو حقیقی خطرہ لاحق تھا اور ''اُن کے دِلوں پر چوٹ لگی'' اور اُنہوں نے پطرس اور باقی رسولوں سے کہا ''اَے بھائیو! ہم کیا کریں؟'' (اَعمال ۲:۳۷)۔ایسا لگتا ہے کہ آج کل بہت سے واعظین اِس شریعت کی ضرورت سے واقف نہیں ہیں۔تاہم، اگر وہ اِس طرح سے اِس شریعت کی مُنادی نہیں کرتے کہ اُن کے سُننے والے اِس سے گہرے طور پر مُتاثر ہوں تو اِس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہماری کلیسیاؤں میں بہت سے جھوٹے نُومرید اور بہت سے مُنافقین پیدا ہوں گے۔اپنے ایک وعظ میں مارٹن لُوتھر نے کہا ''موسیٰ کو ہمیشہ ہمارے آگے چلنا چاہیے جو ہمیں ہمارے گناہوں کو محسوس کرنا سکھا سکتا ہے، جس کے ذریعے سے ہم فضل کی خواہش کر سکتے ہیں، حالاں کہ یہ بیکار ہے۔ اگر ہم مسیح کی محبت اور اُس کے فضل کی

خواہش کرنے سے پہلے اپنے گناہ کی ماہیت کو سمجھتے ہوئے اِس علم کے ذریعے اپنے آپ کو عاجز نہیں کرتے"۔[۵۹]

دِل، دِماغ اور مرضی

اِنجیلی بشارت اِنسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کے لیے ہونی چاہیے۔ اِسے (رُوح القدس کی طاقت سے) اِنسانی ذہن کو آگاہی فراہم کرنی چاہیے، دِل کو تبدیل کرنا چاہیے اور اِنسانی رائے کو بدلنا چاہیے۔ ایک واعظ کے لیے اِن میں سے کسی ایک پر توجہ مرکُوز کرنا، دُوسری کو نظر انداز کرنا یا مکمل طور پر خارج کرنا بہت آسان ہے۔ مثال کے طور پر، ایک وعظ درُست عقائد سے معمور ہو سکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ لوگ تمام اِلٰہی باتوں کو سمجھیں اور اگر رُوحانی طور پر بات کریں تو اِس سے اُن میں کچھ بہتری نہیں آئے گی۔ لہٰذا، کچھ لوگوں کے دِل تو "روشن ہو جاتے ہیں" لیکن اُن میں اُن ساری چیزوں کی کمی ہوتی ہے جو نجات کے ساتھ آتی ہیں (عبرانیوں ۶:۴-۹)۔ اِس طرح کی تعلیمات کے تحت، عقیدے کی سچائیوں کو سمجھنا، حتیٰ کہ اِبن آدم کے متعلق سچائیوں کو سمجھنا بھی ممکن ہے "خداوند اور منجی یسوع مسیح کی پہچان" رکھنے کے باوجود بھی تبدیل

---

[59] Martin Luther, *Sermons by Martin Luther*, ed. James Kerr (Edinburgh: Lyon & Gemmell, 1875), 115–16.

نہیں ہوتے، بلکہ پھر سے "دُنیا کی آلودگی" کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں (۲۔ پطرس ۲:۲۰)۔ یہ محض علم کی ایک حالت ہے (رومیوں ۲:۲۰)۔

بعض اوقات، ایک واعظ اِنسانی جذبات پر بھی زیادہ زور دے سکتا ہے۔ وہ لوگوں سے نرمی سے اور بڑے متاثر کُن انداز میں بات کر کے اُن کو مُتاثر کر سکتا ہے "اُنہوں نے میرے لوگوں کو یہ کہہ کر ورغلایا کہ سلامتی ہے "(حِزقی ایل ۱۳:۱۰؛ یرمیاہ ۶:۱۴؛۸:۱۱)۔ کچھ لوگ اِس طرح کی تعلیم سے آسانی سے مُتاثر ہوتے اور وہ اِس سے بہہ سکتے ہیں، اُن لوگوں کی طرح، جنہیں پولُس رسول "بچے" اور بے وقوف عورتیں کہتا ہے (اِفسیوں ۴:۲؛ ۲۔ تیمتھیس ۳:۶)۔ یہ ایک تشویش ناک بات ہے، کیوں کہ اِس کا نتیجہ اکثر ایک جذباتی ردِ عمل ہوتا ہے۔ کیا مسیح یسوع نے، بیج بونے والے کی تمثیل میں اِس خطرے سے خبردار نہیں کیا؟ کچھ نے اِس سچائی کو فی الفور "خوشی" سے قبُول کیا، لیکن جلد ہی یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اپنے اندر "جڑ" نہیں رکھتے۔ یعنی اُن کا اِیمان سطحی ہے اور اُس میں گہرائی نہیں پائی جاتی (متی ۱۳:۲۰-۲۱)۔

فقیہوں اور فریسیوں کی طرح، ایک واعظ مُرید بنانے کے لیے اِس قدر خواہش مند ہو سکتا ہے (متی ۲۳:۱۵) کہ وہ لوگوں پر فوری فیصلے کرنے کے لیے دباؤ ڈال سکتا ہے۔ تاہم، وقت اِس بات کو ظاہر کر دے گا کہ یہ نام نہاد نَو مُرید مکمل طور پر جھوٹے ہیں۔ دو بیٹوں کی تمثیل میں، باپ نے ایک بیٹے سے کہا "بیٹا! جا آج تاکستان میں کام کر" لڑکے نے فوراً جواب دیا "اچھا جناب" واقعتاً، وُہ بالکل نہیں گیا (متی ۲۱:۲۸-۳۰)۔ یہ بیٹا اُن لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جو فیصلے تو کر لیتے ہیں، لیکن اُن کو پُورا کرنے

میں ناکام رہتے ہیں۔اِنسان اپنی مرضی کے مُطابق، خدا کے کلام کی فرماں برداری کرنے اور خدا کی کلیسیا میں داخل ہونے کا اِرادہ رکھ سکتا ہے۔لیکن خود سے کیا گیا محض ایک وعدہ کسی کو سچا مسیحی نہیں بناتا۔نئے سرے سے پیدا ہونا، اِنسان کی اپنی مرضی کا معاملہ نہیں ہے۔

اِنجیلی بشارت اِنسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کے لیے ہونی چاہیے۔ذہن کو آگاہی فراہم کی جانی چاہیے اور دِل کو تحریک ملنی چاہیے اور پھر اِنسانی مرضی بھی شامل ہونی چاہیے۔یہ رسولی طریقہ ہے۔اَعمال کی کتاب کے مُطابق ، روم میں پولُس رسول ”خدا کی بادشاہی (دِل) کی گواہی دے دے کر اور موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں سے یسوع کی بابت (مرضی) سمجھا سمجھا کر صُبح سے شام تک اُن سے بیان (دِماغ) کرتا رہا “(اَعمال ۲۸: ۳۰)۔

گناہ سے نجات

اِنجیلی بشارت کو نجات کی وضاحت کرنی چاہیے اور گناہ سے نجات کے معاملہ میں تو یہ سختی سے ہونی چاہیے۔اکثر واعظین، نجات کو ایک بیمہ پالیسی کے طور پر پیش کرتے ہیں جو لوگوں کو جہنم سے محفوظ رکھتی ہے۔اِس طرح کا وعظ، عمومی طور پر اِس طریقے سے اِختتام پذیر ہوتا ہے ”اگر آپ آج رات مر گئے تو آپ کی رُوح کہاں جائے گی؟“۔ آپ کی رُوح اَبد تک کہاں رہے گی؟ بے شک، زیادہ تر لوگ اَبدی طور پر جہنم میں جانا پسند نہیں کرتے۔وہ مرد و خواتین، مُبارک لوگوں کے ساتھ اُس اَبدی خوشی کا تجربہ کرنا پسند کریں گے۔اِس لیے لوگوں کو اِس نقطہ تک لے جانا ممکن ہے جہاں پر وہ

کہہ سکیں "کاش مَیں صادقوں کی موت مُروں اور میری عاقبت بھی اُن ہی کی مانند ہو" (گنتی ۲۳:۱۰)۔ تاہم، یاد رکھیں کہ ہمارے پاس اِس بات پر یقین کرنے کی ہر ممکن وجہ ہے کہ جس شخص نے یہ اَلفاظ کہے، وہ شخص اپنی زندگی میں غیر تائب ہی رہا اور پھر اپنے گناہ میں ہلاک ہوا۔ اِس طرح کا ردِ عمل پیدا کرنے والی اِنجیلی بشارت فطری طور پر ناقص ہے۔

بائبل مقدس کے مُطابق، نجات ہمیں گناہ کے اِختیار اور گناہ کے نتیجہ میں عائد ہونے والی سزا سے محفوظ رکھتی ہے۔ جیسا کہ فرشتہ نے خداوند یسوع مسیح کے متعلق یوسف سے کہا "اور تو اُس کا نام یسوع رکھنا کیوں کہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا" (متی ۱:۲۱)۔ ایک بار پھر سے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ مسیح یسوع نے اپنے آپ کو ہمارے واسطے دے دیا "تاکہ فِدیہ ہو کر ہمیں ہر طرح کی بے دِینی سے چھُڑا لے اور پاک کر کے اپنی خاص ملکیت کے لیے ایک ایسی اُمت بنائے جو نیک کاموں میں سرگرم ہو" (طِطس ۲:۱۴)۔ آپ آگسٹین کے بیان سے واقف ہوں گے ۔ امبروز (Ambrose) نے اُسے پولُس رسول کے خطوط پڑھنے کا مشورہ دیا، آگسٹین نے رومیوں کی کلیسیا کے نام پولُس رسُول کا خط پڑھا۔ پہلا باب پڑھنے کے بعد، اُس نے حقیقتاً یہ محسوس کیا کہ وہ اِسے مزید نہیں پڑھ سکتا، کیوں کہ وہ اپنی گنہگار اور کم بخت رُوح کے بارے میں اِس قدر مایوس اور پریشان تھا۔ وہ اُس جگہ سے بھاگ گیا جہاں وہ پڑھ رہا تھا، لیکن پھر اُس نے اچانک سے بچوں کی آوازیں سُنیں "اُٹھاؤ اور پڑھو" "اُٹھاؤ اور پڑھو" ۔ اِس اِیمان کے ساتھ کہ اِن آوازوں کے ذریعے سے خدا اُس سے مُخاطب ہے، وہ واپس

اُس جگہ کو لوٹا جہاں پر پہلے تھا، کتاب کو اُٹھاتے ہوئے، اِس دفعہ اُس نے یہ اَلفاظ پڑھے ''جیسا کہ دن کو دستُور ہے شایستگی سے چلیں نہ کہ ناچ رنگ اور نشہ بازی سے۔ نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لیے تدبیریں نہ کرو'' (رومیوں ۱۳:۱۳-۱۵)۔ آگسٹین نے دیکھا کہ اُس کا سب سے بڑا مسئلہ گناہ تھا اور یہ کہ صرف خداوند یسوع مسیح اُسے اِس گناہ سے نجات دِلا سکتا تھا۔ یہ بات اُسے نجات دِہندہ کے پاس لے کر گئی اور اُس نے مکمل نجات حاصل کرنے کے لیے اپنی گناہ آلود رُوح کو اُس کے سپُرد کیا۔[60] جیسا کہ رالف ایرسکن (Ralph Erskine) نے مُنادی کی کہ مسیح یسوع کو ہمیں جہنم سے بچانے کے لیے نہ صرف ایک نجات دِہندہ کے طور پر پیش کیا گیا، بلکہ گناہ سے آزاد کرنے کے لیے ، خداوند کے طور پر بھی پیش کیا گیا۔ اب یہاں پر سب سے بڑی رکاوٹ کیا ہے جو ہمیں اِس پیشکش کو قبُول کرنے سے روکتی ہے؟ کیوں، کیا یہ جھوٹا دِل ہی نہیں ہے جو نجات کو بادشاہی سے علیحدہ کرے گا، جو یہ تو چاہیے گا کہ اُس کی رُوح بچ جائے، لیکن گناہ پر فتح پانا نہیں چاہے گا، مسیح یسوع کو نجات دِہندہ کے طور پر تو قبول کرے گا، لیکن خداوند کے طور پر نہیں، وہ مسیح یسوع کے ساتھ قریبی تعلق تو رکھنا چاہے گا، لیکن اپنی زندگی میں اُس کے اِختیار کو قبُول نہیں کرے گا۔ اِس معاملے میں آدمی گناہ سے اِتنا پیار نہیں کرتا جتنا جہنم سے اور اُسے مسیح یسوع سے اِتنی محبت نہیں ہے جتنی کے اُس کی ذات سے ملنے

[60] Saint Augustine, *Confessions* (New York: Penguin Books, 1961), 177–78.

والے فوائد سے۔ اُس کا گناہ تو مسیح یسوع کی نجات کا خواہش مند ہے لیکن اِنسان کی گناہ آلود فطرت مسیح یسوع کو[61] بطور خدا تسلیم نہیں کرتی۔

دُرست اِصطلاحات

واعظین کو کلام مقدس کے مُطابق اَلفاظ اور اِصطلاحات کے اِستعمال میں بڑی اختیاط برتنی چاہیے، اُنہیں عہد حاضر کے مترادف اَلفاظ اِستعمال نہیں کرنے چاہییں جو کہ اکثر سچائی کو دُھندلا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک لفظ(Commitment) کو دیکھیں جو کہ آج کل مُنادی کرتے وقت اور تعلیم دیتے وقت عمومی طور پر اِستعمال ہوتا ہے۔ عمومی طور پر یہ لفظ لگاؤ یا مشغولیت کے احساس کے طور پر اِستعمال ہوتا ہے۔ ہم اکثر مِنبر سے اِس طرح کے اَلفاظ سُنتے ہیں "اپنے آپ کو خداوند یسوع مسیح کے سپُرد کر دو"۔ تاہم، بائبل مقدس میں لفظ وابستگی (Commitment) سے مُراد خداوند کے لیے محبت بھرا ردِ عمل نہیں ہے۔ اِس کے ترجمہ میں جو لفظ اِستعمال ہوا ہے، اُس کا لفظی مطلب ہے "سپُرد کرنا"۔ یہ اِس حقیقت کی طرف اِشارہ کرتا ہے کہ اِیمان داروں نے اپنی رُوح کو گنہگاروں کے واحد نجات دِہندہ، خداوند یسوع مسیح کے سپُرد کر دیا ہے ۔پولُس رسول نے لکھا"وہ میری امانت کی اُس دن تک حفاظت کر سکتا ہے "(۲۔ تیمتھیس ۱:۱۲)۔لُوتھر نے اِس آیت کی اِن اَلفاظ کے ساتھ توضیح کی ہے "جس

61 . Ralph Erskine, *The Sermons and Other Practical Works of the Reverend and Learned Ralph Erskine* (London: R. Baynes, 1821), 3:15.

نے میری رُوح کی خاطر اپنی جان قُربان کی، اُسے اُس کی نجات کے کام کو دیکھنے دو"[۶۲]۔ اِس لفظ، لگاؤ یا مشغولیت (Commitment) کو جدید معنوں میں اِستعمال کرنے کا مسئلہ یہ ہے کہ گنہگار کا ردِ عمل بھروسے کی بجائے وعدے کا بن جاتا ہے۔

قبول کرنا(Accept) اور قبولیت(Acceptance) جیسے اَلفاظ پر بھی ایسا ہی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ لوگوں کو "مسیح یسوع کو ذاتی نجات دِہندہ کے طور پر قبول کرنا" جیسے اَلفاظ سُننا عام بات ہے۔ لیکن، یہ بائبل مقدس کا لفظ نہیں ہے۔ بائبل مقدس میں ہم خداوند یسوع مسیح کو (Receive) حاصل کرنے کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ اِس میں نہایت ہی لطیف، لیکن بہت اہم فرق ہے۔ ایک ووٹر کسی سیاسی اُمیدوار کو قبُول کر سکتا ہے اور ایک عورت اپنے محبوب کی پیشکش کو قبُول کر سکتی ہے۔ تاہم، رعایا سے نہیں کہا جاتا کہ وہ اُن کی خود مختاری کو قبُول کریں۔ یہ ضروری ہے کہ آج کل ہم، بائبلی اَلفاظ کو ہی اِستعمال کریں۔ آپ کہہ سکتے ہیں "مسئلہ یہ ہے کہ لوگ اِن اَلفاظ کو سمجھتے نہیں"۔ میرا جواب یہ ہے کہ ایک خادم کی ذِمے داری ہے کہ وہ اِن اَلفاظ اور تصورات کی وضاحت کرے تاکہ لوگ اِن کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔

---

[62] Martin Luther, quoted by Thomas Brooks, in *Works of Thomas Brooks*, ed. Alexander B. Grosart (Edinburgh: Banner of Truth, 1980), 3:198.

مُفت فضل

ہمیشہ خُود مُختار ، بے مثال اور خدا کے ممتاز فضل پر زور دیا جانا چاہیے ۔ ۔اُنیسویں صدی کے برطانوی بپٹسٹ مبلغ چارلس سپرجن نے یاد داشت کے طور پر کہا ،کچھ واعظین کی تقریروں میں ایک مسئلہ تھا۔ اپنے وعظ کے دوران اُن کا مطلب مفت فضل کہنا ہوتا تھا، لیکن یہ ہمیشہ آزاد مرضی کے طور پر سامنے آتا تھا۔

وارفیلڈ (Warfield) نے ایک مرتبہ لکھا "اِنجیلی بشارت کا مذہب صرف اُس وقت اپنے مکمل ظہور تک پہنچتا ہے، جب گنہگار رُوح فروتنی کے ساتھ خود کو خالی کر کے مکمل طور پر فضل کے خدا پر بھرُوسا کرتی ہے جو اُس کے نجات میں داخل ہونے کا فوری اور واحد ذریعہ ہے"[۶۳]۔

اِنجیل کی مُنادی اِس طریقے سے کی جانی چاہیے کہ پورا پیغام فضل سے معمُور ہو۔ فضل، اَبدیت سے ہی گنہگاروں کی نجات کا تعین کرتا ہے۔ فضل نے ہی خدا کو اُبھارا کہ بنی نوع اِنسان میں سے کچھ گنہگاروں کو نجات کے لیے چُن لے۔ فضل نے نجات کے (فضل کا عہد) منصُوبے کو تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ فضل نے ہی وقت پُورا ہونے پر، مسیح کو خدا کی نجات کے منصُوبے کی تکمیل کے لیے بھیجا۔ فضل نے ہی زمین کی اِنتہا تک نجات کی خوش خبری کی مُنادی کرنے کا حکم دیا۔ فضل ہی رُوح کے نزُول کو یقینی بناتا ہے، اِنسان کو مُجرم ٹھہراتا ہے، اُسے مسیح یسوع کے پاس لاتا اور نجات حاصل کرنے

[63] Warfield, *Calvin as a Theologian and Calvinism Today*, 16.

کے قابل بناتا ہے۔ مزید بر آں، فضل ہی اُنہیں روکے گا اور فضل ہی اُنہیں اَبدی بادشاہی کے جلال میں داخل کرے گا۔ اِبتدا سے اِنتہا تک فضل ہی ہے۔ نجات کا اِنتظام مکمل طور پر فضل ہی کا مرہونِ منت ہے۔ نجات حقیقی، خالص اور خدا کے بیش بہا فضل ہی کی بدوُلت ہے اور جب برگزیدہ لوگوں کا لشکر، جسمانی اور رُوحانی طور پر کامل ہو کر اَبدی جلال میں داخل ہو گا، تو وہ تعریف کے ساتھ پُکاریں گے "اُس پر فضل ہو، فضل ہو" (زکریا ۴:۷)۔ اور یہ آواز کبھی ماند نہیں پڑے گی۔

رحم کی ضرورت

لُوقا ۱۹:۴۱ میں درج اَلفاظ کتنے موئثر ہیں "جب نزدیک آکر شہر کو دیکھا تو اُس پر رویا اور کہا" ہمارا نجات دِہندہ رویا۔ لعزر کی قبر پر بھی وہ رویا، لیکن یہاں پر ایک مختلف لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں پر "اُس نے خاموشی سے آنسو بہائے"۔ لیکن یہاں پر "وہ اُونچی آواز میں گریہ زاری کرتے ہوئے رویا"[۶۴]۔ اِس کے بعد آنے والے اَلفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اِس قدر جذباتی ہو گیا تھا کہ وہ بمشکل ہی بول سکتا تھا۔ اَلفاظ کو اِس طرح سے پیش کیا جا سکتا ہے "کاش کہ تُو اپنے اِسی دِن میں سلامتی کی باتیں جانتا! مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھِپ گئی ہیں"۔ یہ نامکمل جُملے اُس کے دُکھ کی شدت کو ظاہر کرتے ہیں۔ زُبان اُس کے جذبات کو بیان کرنے سے قاصر معلوم ہوتی ہے۔ اِن جُملوں میں معنی موجود ہیں لیکن اُن کو مناسب طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ معمولی اَلفاظ اُس کے دُکھ اور اُس

---

[64] Author's translation from the original.

کی اذّیت کو بیان نہیں کر سکتے۔ اُس لمحے اِنسانی زُبان اِنتہائی ناکافی محسُوس ہوتی تھی۔ اُس کے اَلفاظ اُس کی بے پناہ محبت کی چٹان سے کم کسی چیز پر قائم نہیں تھے۔

یہاں پر بے پناہ محبت تھی۔ اگلے کچھ دنوں میں وہ گتسمنی باغ میں، رُومی عدالت میں اور اُس جگہ پر جو گلگتا کہلاتی تھی، بہت زیادہ بے عزتی اور دُکھ برداشت کرے گا۔ لیکن اِس کے بعد نہ تو وہ ایسا محسُوس کرے گا اور نہ ہی ایسے اَلفاظ ادا کرے گا جیسے اُس نے اِس موقع پر کیے۔ اُس کی یہ گہری فِکر مندی اُس کے اپنے لیے نہیں بلکہ غیر اِیمان دار گنہگاروں کے لیے تھی۔ ہمارا خداوند یروشلیم پر رویا، کیوں کہ وہ اُن کی رُوحوں کی قیمت کو جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ گناہ ایک دن اُن کی بربادی کا باعث بنے گا، پھر بھی اُس نے یروشلیم کے لوگوں کو اِنجیل میں پیش کیے گئے رَحم کو حقیر سمجھتے ہوئے دیکھا۔ وہ اِس لیے رویا کیوں کہ اُسے واقعی میں اُن کی فِکر تھی۔ وہ بمُشکل اُن کی مستقبل کی حالت زار پر غور کرنے کا متحمل تھا اور وہ کسی بھی اور شخص سے زیادہ اُن کی رُوحانی نجات کا خواہشمند تھا۔ وہ رویا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اپنی برکات کے باوجود، اُنہیں ہمیشہ کے لیے ہلاک ہونے کا خطرہ لاحق تھا۔ اُنہیں خدا کی طرف سے کلام، نبیوں کی طرف سے رہنمائی اور حیرت انگیز برکات ملی تھیں، لیکن اِن سب کا کوئی فائدہ نہیں تھا، کیوں کہ آئندہ زندگی میں اُنہیں نااُمیدی کا سامنا تھا۔ وہ اِس لیے رویا کیوں کہ اُن کے دلائل کمزور تھے اور عدالت کے دن اُن سے کوئی فائدہ نہیں ہونے والا تھا۔ اور آخری عدالت کے وقت، وہ اِیمان نہ رکھنے کے سبب اور اپنی غیر تائب حالت کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ وہ اِس لیے رویا کیوں کہ وہ اُس اَنجام سے واقف تھا جو اُن لوگوں کا منتظر تھا۔ اُس کا دِل ٹوٹ گیا،

جب اُس نے خدا کے زبردست غضب، جہنم کی نہ بجھنے والی آگ اور کبھی نہ ختم ہونے والے درد اور اَذیت کو دیکھا۔ وہ رویا!

اِس محبت کا کچھ حصہ ہمارے دِلوں میں ہونا چاہیے۔ جب ہم دُنیا کو خدا کے خلاف بغاوت میں، اُس کے مقدس قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور عدالت کے راستے پر دیکھتے ہیں تو یقیناً ہم اِس سے لاتعلق اور مُتاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ میرے دوستو! آپ کے اور میرے پاس وہ خوش خبری ہے جو کہ اکیلے ہی گنہگاروں کی اُمید کی متحمل ہو سکتی ہے۔ ہم اپنے تجربات کے ذریعے اِس بات کو جان چکے ہیں کہ مسیح یسوع ہمیں نجات دینے کے قابل ہے اور وہ ہمیں بچانے کے لیے ہمیشہ تیار رہے۔ ہمارے پاس اِس کی زبردست مثال یہ ہے کہ رُوح القدس ہمارے دِلوں میں سکُونت کرتا ہے اور خدا کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈالی گئی ہے۔ یہ محبت ہمیں مجبور کرتی ہے۔ یہ ہمیں دُوسروں کی فِکر کرنے، گنہگاروں کے لیے دُعا کرنے اور اُنہیں اپنے نجات دِہندہ کے بارے میں بتانے پر مجبور کرتی ہے۔

کلیسیا کا کام خدا کے کلام کی مُنادی کرنا ہے۔ کلیسیا کا پیغام اِیمان کے ذریعے سے اور فضل کی بدولت نجات ہونا چاہیے۔ کلیسیا میں رحم کی خدمت، مسیح یسوع کی وہ محبت ہے جو ہمارے دِلوں میں مُوجزن ہے۔ خدا ہمیں اپنی نسل کو پروٹسٹنٹ اِصلاح کی شاندار خوش خبری سُنانے کا فضل عطا کرے۔

باب ہفتم

اِصلاحی ایمان کو برقرار رکھنا

”وہ مُلک میں زور آور ہو گئے ہیں لیکن راستی کے لیے نہیں کیوں کہ وہ بُرائی سے بُرائی تک بڑھتے جاتے ہیں اور مجھ کو نہیں جانتے خداوند فرماتا ہے“(یرمیاہ۹:۳)۔

یرمیاہ نبی کے زمانے میں کلیسیا کی حالت بہت مایوس کُن تھی۔ اُنہوں نے خدا سے بے وفائی کی تھی اور وہ اپنے ہمسائیوں کو فریب دیتے اور اُن سے کینہ رکھتے اور اپنے معاملات میں مکمل طور پر بے اِیمانی کرتے تھے۔وہ ”ایک دَغا باز جماعت ہیں“۔یرمیاہ اِس حقیقت پر ماتم کرتا ہے کہ اُس مُلک میں کوئی بھی ” راستی کا خواہاں “ نظر نہیں آتا۔اُس کے دَور میں اور ہمارے دَور میں کس قدر مماثلت پائی جاتی ہے۔ ہمیں بھی ایسے مردوخواتین بننے کی کوشش کرنی چاہیے جو ”راستی کے لیے بہادر ہوں“۔

دی پیلگرم پروگریس(The Pilgrim's Progress)میں،بنیان (Bunyan)نے سچائی کے لیے بہادر،رُوح میں پُرجوش اور اِیمان سے بھرپُور آدمی کی خصوصیت بیان کی ہیں۔وہ اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑا تھا اور اُس کا چہرہ خُون آلُودہ تھا ۔پھر مِسٹر گریٹ ہارٹ(Mr. Great –Heart)نے کہا، تم کون ہو؟

اُس آدمی نے اِن اَلفاظ کے ساتھ جواب دیا”مَیں وہ ہُوں جس کا نام ہے ،راستی کے لیے بہادر۔مَیں ایک مسافر ہوں اور آسمانی شہر کو جارہاہوں“۔جب مَیں

راستے میں تھا، تو تین آدمیوں نے مُجھے گھیر لیا۔ پھر یہ تینوں Wit , Wild –head , inconsiderate and Pragmatic نے اپنے ہتھیار نکال لیے اور مَیں نے بھی اپنے ہتھیار نکال لیے۔ لہٰذا، ہم لڑنے لگے یعنی تین کے مقابلے میں ایک اور یہ لڑائی تین گھنٹے سے زیادہ جاری رہی۔ جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنی بُہادری کے کچھ نشان مُجھ پر چھوڑ گئے ہیں اور میری بہادری کے کچھ نشان اپنے ساتھ لے کر گئے ہیں۔

لیکن یہ بہت عجیب بات تھی، مسٹر گریٹ ہارٹ (Mr. Great-heart) نے کہا، کہ وہ ایک کے مدِمُقابل تین تھے۔ (اُس بہادر نے جواب دیا)، یہ سچ ہے، لیکن جو راستی کی طرف ہے اُسے تھوڑے یا زیادہ سے فرق نہیں پڑتا "خواہ میرے خِلاف لشکر خیمہ زن ہو، میرا دِل نہیں ڈرے گا۔ خواہ میرے مقابلہ میں جنگ برپا ہو تَو بھی مَیں خاطِر جمع رہُوں گا" (زبور ۲۷:۳)۔[65] ہمارے پاس موجود حیرت انگیز سچائی، اور اُس کے دِفاع کے لیے مسلسل لڑی جانے والی جنگ پر غور کرنے سے ہم کافی کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

سچائی کے لیے دلیر ہونا

ہم سچائی کے لیے تب ہی بہادر اور دلیر بن سکتے ہیں جب ہمارے پاس خدا کی صحیح معرفت اور اُس کے جلال کا گہرا احساس ہو۔ سلیمان بِن داؤد کے مُطابق "خداوند کے خوف میں قوی اُمید ہے" (اَمثال ۱۴:۲۶)۔ ایک شخص جو خدا، اُس کی حکمرانی اور

---

65 Bunyan, *The Pilgrim's Progress*, in *Works*, 3:232–33.

اُس کی موجودگی سے گہری واقفیت رکھتا ہے، وہ طاقتور ترین دُشمن یا بدترین مصیبت سے بھی نہیں ڈرتا ۔"اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مُخالف ہے؟"(رومیوں۸:۳۱)۔اَعمال کی کتاب میں، مسیح یسوع کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد پطرس اور یوحنا صدر عدالت کے سامنے پیش کیے گئے۔ اگرچہ وہ خوف زدہ تھے، لیکن اُنہوں نے "اُس قید خانہ کو ایک مِنبر میں تبدیل کر کے، جہاں سے اُنہوں نے خوش خبری کی مُنادی کی "کمال بہادری کا مُظاہرہ کیا"[٦٦]۔ صدر عدالت کے اراکین نے "جب پطرس اور یوحنا کی دلیری دیکھی تو پہچانا کہ یہ یسوع کے ساتھ رہے ہیں"(اَعمال ۴:۱۳)۔

ہمیں کس چیز کے لیے دلیر بننا ہے؟ یرمیاہ کہتا ہے "راستی کے لیے"۔یہاں پر ہم سمجھتے ہیں کہ سچائی، خدا کے کلام کے مُترادف ہے۔خداوند یسوع مسیح نے یوحنا ۱۷:۱۷میں جو کہا، اُسے یاد رکھیں "تیرا کلام سچائی ہے"۔ہمیں اِس سچائی کے لیے کیوں ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے؟ کیوں کہ خدا کے کلام کے علاوہ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس پر ہم مکمل طور پر بھروسا کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ سچائی خدا کی طرف سے تحریری شکل میں دی گئی ہے۔وہ خُود اِس کا مصنف ہے اور وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔یہ غلطی سے مُبّرا کلام ہے، اُس چاندی کی مانند جو بھٹی میں مٹی پر تائی گئی اور سات بار صاف کی گئی ہو"(زبور ۱۲:٦)۔اور یہ اِلٰہی مکاشفہ کا مکمل اِحاطہ کرتی ہے۔خدا نے فطرت کے ذریعے جو بھی سچائیاں ظاہر کی ہیں (جیسا کہ زبور۱۹:۱؛اَعمال ۱۴:۱۵؛رومیوں ۱:۱۹-۲۰ میں

---

[66] Thomas Whitelaw, *The Preacher's Complete Homiletic Commentary on the Acts of the Apostles* (New York: Funk & Wagnalls, 1896), 106

سکھایا گیا ہے)، وہ لامحالہ نامکمل اور ناکافی ثابت ہوتی ہیں، خاص طور پر نجات کے معاملہ میں۔ اِس کے برعکس، بائبل مقدس میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں جو اَبدی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے درکار ہیں۔ اِس کے مقدس اوراق میں ہمارا سامنا "سچائی" سے ہوتا ہے (یوحنا ۱۶:۱۳) جس میں مزید کسی چیز کا اِضافہ نہیں کرنا چاہیے، نہ تو مزید اِلہام کے ذریعہ سے اور نہ ہی کلیسیائی روایت کے ذریعہ سے۔

سچائی کی قدرت

کلامِ مقدس کی سچائی کا مظاہرہ، اِس کے اِنسانوں کے دِلوں کو تبدیل کرنے اور پاک کرنے کے اِختیار سے ہوتا ہے۔ اِس دُنیا میں کوئی بھی چیز سچائی کے بیان سے زیادہ مُتاثر کُن اور طاقتور نہیں ہے۔ پولُس رسُول نے اِس سچائی کو اِس طرح سے بیان کیا کہ "لیکن خدا کے ذریعے سے طاقتور" (۲۔ کرنتھیوں ۱۰:۴) اور جو کہ "تم میں جو اِیمان لائے ہو تاثیر بھی کر رہا ہے" (۱۔ تھسلنیکیوں ۲:۱۳)۔ سچائی لاعِلم ذہن کو جِلا بخشتی، مزاحمت کرنے والے دِل کو نرم کرتی اور بالآخر اِرادے کے قلعے کو تسخیر کرتی ہے۔ "اور سچائی سے واقف ہوگے" مسیح یسوع نے فرمایا "اور سچائی تم کو آزاد کرے گی" (یوحنا ۸:۳۲)۔ یہ سچائی کبھی تبدیل نہیں ہوگی۔ اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، چاہے کوئی بھی نظریہ وضع کیا جائے، چاہے کوئی بھی فلسفہ پیش کیا جائے، اِس عظیم کتاب کو نہ تو غلط ثابت کیا جا سکتا اور نہ ہی ہلایا جا سکتا ہے "اَے خداوند تیرا کلام، آسمان پر اَبد تک قائم ہے" (زبور ۱۱۹:۸۹)۔ سچائی غیر تبدیل شُدہ ہے، یہوواہ کے تخت کی طرح مضبوط اور مستقل ہے۔

یہ سچائی حتمی اور قابل بھروسا ہے۔اِس کا ہر وعدہ پُورا کیا جائے گا اور اِس میں پایا جانے والا ہر ایک مطالبہ پورا ہوگا۔"خدا اِنسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدمزاد ہے کہ اپنا اِرادہ بدلے۔کیا جو کچھ اُس نے کہا اُسے نہ کرے؟ یا جو فرمایا ہے اُسے پُورا نہ کرے؟"(گنتی ۱۹:۲۳)۔ہم یہاں پر کسی اَفسانے یا حکایت کے متعلق بات نہیں کر رہے۔ہم یہاں پر سچائی کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ہمارے ہاتھ میں سچائی اور حقائق پر مبنی کتاب ہے۔اِنسان کی باتوں پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اُن کے دماغ تاریک ہیں۔اِس لیے،اُن کے نظریات،عقائد اور فلسفے غلط فہمیوں اور جھوٹوں پر مبنی ہیں۔لیکن خدا جو جھوٹ نہیں بول سکتا اُس نے اپنے کلام کو مقدس صحیفوں میں لکھوایا ہے۔یہاں پر ہمارے پاس کسی بھی اِنسانی چیز کی نسبت زیادہ عُمدہ چیز ہے۔"تمام صحیفے خدا کے اِلہام سے ہیں"۔یہ ایک سچائی ہے۔کاش!ہم اِس کے اِختیار کے بارے میں جان سکیں۔ق

سچائی کی تین حالتیں

۱۔**فطری سچائی:** تخلیق اور پروردگاری کے کام کو دیکھ کر ہم خدا کی کاریگری کی پہچان کر سکتے ہیں۔اِس سے ہمیں کافی حد تک سچائی کی پہچان ہوتی ہے،لیکن مکمل طور پر نہیں۔فطری مکاشفہ نجات کے منصوبے کو ظاہر کرنے میں ناکام رہتا ہے۔یہ اِبن آدم کو ایک کامِل نجات دِہندہ کے طور پر ظاہر نہیں کرتا۔یہ گنہگاروں کی گناہوں کی معافی کے لیے،خدا کے ساتھ صُلح کرنے اور اَبدی زندگی کی اُمید کے لیے رہنمائی نہیں کرتا۔

۲۔**شرعی سچائی:** عِلم کی فراوانی شریعت کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہے۔پولُس رسُول نے رومیوں ۲ باب میں اِس کی تصدیق کی جب اُس نے کہا کہ یہودیوں

کے پاس تھا"عِلم اور حق کا نمُونہ جو شریعت میں ہے(رومیوں۲:۲۰)۔ شریعت میں ہم خدا کی پاکیزگی ، راست بازی او ر اچھائی کے بارے میں سیکھتے ہیں (دیکھیں رومیوں۷:۱۲)۔ ہم اِنسانیت کے گناہ کے بارے میں بھی سیکھتے ہیں(رومیوں۳:۲۰؛ ۷ :۷)اور اِس کے نتیجہ میں شریعت کی لعنت کے ماتحت عارضی یا مُستقل مصائب جو کہ تمام نافرمانوں کے خلاف تنبیہ یا سزا کی صُورت میں آتے ہیں (اِستثناء۲۷:۲۶؛ گلتیوں۳:۱۰)۔ مزید برآں، شریعت نہ صرف لوگوں کو اُن کے گناہوں پر قائل کرتی ہے بلکہ یہ اُنہیں نجات دِہندہ کی ضرورت کے بارے میں بھی سکھاتی ہے۔ اگر ہمیں شریعت کے اِن سخت مطالبات سے بچنا ہے تو ہمیں کسی ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ہماری خاطر اِن تمام مطالبات کو پُورا کرے۔ کوئی ایسا جو مکمل فرماں برداری کرے، کوئی ایسا جو اِس سزا کو موقُوف کروائے۔ یہ سب کچھ بہت ہی مددگار ثابت ہو سکتا ہے، لیکن آخر کو یہ سوال ہمارے ذہنوں میں آتا ہے"ہائے مَیں کیسا کمبخت آدمی ہوُں۔ اِس موت کے بدن سے مُجھے کون چُھڑائے گا؟"(رومیوں۷:۲۴)۔

۳۔۱ **اِنجیلی بشارت کی سچائی:** ہمارے پاس اِنجیلی بشارت کی سچائی موجود ہے ۔اِنجیل(سچائی کا کلام)اِس بات کو منکشف کرتی ہے کہ گنہگاروں کو کیسے بچایا جا سکتا ہے ۔یہاں پر ہمیں اِلٰہی فضل اور برکات کو واپس حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔ خدا نے اِس تباہ حال دُنیا سے محبت کی اور اپنے بیٹے کو ایک متبادل نجات دِہندہ کے طور پر دے دیا تاکہ اِیمان دار اور گنہگار اُس کے سامنے راست باز ٹھہرائے جائیں، اپنی کسی خُوبی کی بدولت نہیں بلکہ مسیح کے خُون اور اُس کی راست بازی کے ذریعے سے۔"خدا نے

اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مُول لیکر چھُڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ مِلے" (گلتیوں ۴:۴-۵)۔ یہ مسیح یسوع کی حیرت انگیز کامیابی ہے کہ خدا کی بادشاہی میں اُس کے تمام لوگوں کے لیے اَبدی زندگی کا اِنتظام کیا گیا ہے۔ ایک ایسی زندگی جو اِس زندگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے، ایک ایسی زندگی جو کہ ایک مستقل رُوحانی تجربہ فراہم کرتی ہے، ایک ایسی زندگی جو برکتوں، اِطمینان اور خوشی سے بھرپُور ہے۔ "خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے" (۱۔یوحنا ۵:۱۱)۔ صرف اِنجیلی بشارت کی سچائی میں گنہگار، خوفزدہ اور مایُوس رُوحوں کے لیے آرام پایا جاسکتا ہے۔ غور کریں کہ یہ وہ سچائی ہے جو اَبدیت سے صادر ہوتی ہے ۔جیمز دُرہم (James Durham) نے ایک مرتبہ اِس بات کا مُشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ اِنجیل کو "اَبدی" کہا جاسکتا ہے (مکاشفہ ۱۴:۶)۔ کیوں کہ یہ خدا کے اَزلی منصوبے سے صادر ہوتی ہے[67]۔ یہ اِنسان کی نجات کے لیے خدا کا اَزلی منصوبہ ہے۔

سچائی خدا سے صادر ہوتی ہے

سچائی خدا سے صادر ہوئی ہے۔ یہ وہ حکمت ہے جو "ہم خدا کی وہ پُوشیدہ حِکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خدا نے جہان کے شُروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی" (۱۔کرنتھیوں ۲:۷؛ اِفسیوں ۳:۹)۔ یہ خدا کے فضل اور رحم کی بدولت ممکن ہوا، جیسا کہ پولُس رسُول نے "خدا کے فضل اور اِرادے" (۲۔

---

[67]. James Durham, *Commentary on Revelation* (Glasgow: James Spencer, 1788), 593.

تیمُتھیس ۱:۹) اور اُس کے "رحم" کو منکشف کرنے کے "اِرادے" کا حوالہ دیتے ہوئے اِسے واضح کیا ہے (رومیوں ۹:۱۵-۱۶)۔ ایک پیوریٹن نے لکھا "اِنجیل مقدس اور اِس کی تمام سچائیاں اَزل سے موجود تھیں، پہلے یہ خدا کے دِل میں پُوشیدہ تھیں"[۶۸]۔ یہ چیز اِسے اور زیادہ حیرت انگیز بنا دیتی ہے۔ یہ خدا سے نکلی اور اَبدی خدا سے صادر ہوئی۔ یہ اُس لامحدود اور حیرت انگیز محبت کی پیداوار تھی "خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی۔۔۔" (یوحنا ۳:۱۶)۔

مزید برآں، محبت کے اَزلی اِرادہ کے طور پر، یہ سچائی اُلوہیت کے تین اَقنوم، یعنی باپ، بیٹا اور رُوح القدس نے تشکیل دی۔ اُنہوں نے بیک وقت اور متفقہ طور پر اِس منصوبہ کی منظوری دی جس نے اِسے ایک قطعی عہد کی شکل دی "اَبدی عہد" (عبرانیوں ۱۳:۲۰)۔ تثلیث کے اِس مقدس اِحاطے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بنی نوع اِنسان کی ایک بڑی تعداد کو اُن کے گناہوں اور مصائب سے، اُن کی پاکیزگی کی خاطر اور اُن کی خوشی کے لیے چھُڑایا جانا چاہیے۔ بیٹا جسے نجات دِہندہ کے طور پر نامزد کیا گیا تھا (یسعیاہ ۴۲:۱؛ ۱۔ پطرس ۱:۱۸) نے رضاکارانہ اور آزادانہ طور پر اِس معاہدے کو اِن اَلفاظ کے ساتھ قبول کیا "میری خوشی تیری مرضی پُوری کرنے میں ہے" (زبور ۴۰:۱؛ یسعیاہ ۴۰:۱۰)۔ اِس تمام منصوبے کو "اَزلی اِرادہ جو اُس نے ہمارے خداوند مسیح یسوع میں کیا تھا" کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے (اِفسیوں ۳:۱۱)۔ رُوح القدس نے اِس بات پر اِتفاق کیا کہ وہ برگزیدہ رُوحوں پر نجات کے فوائد کو مؤثر طور پر منکشف کرے گا۔ نتیجتاً،

---

[68] . Goodwin, *Works*, 4:308.

خدا کے اِس سارے مُنصوبے کو " چناں چہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک اِرادہ کے موافق ہم پر ظاہر کیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا" (اِفسیوں ۱:۹) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

مسیح تمام سچائی کا مرکز

سچائی، بڑے منفرد اَنداز میں ابنِ آدم، یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح پر مرکوز ہے۔ یہ "مسیح کا بھید" ہے (کُلسیوں ۴:۳)۔ اِفسیوں کے پہلے باب کے مطابق "مسیح میں" ہمیں تمام روحانی برکتیں بخشی گئی ہیں "مسیح میں" ہم کو بنایِ عالم سے پیشتر چُن لیا گیا ہے تاکہ ہم "مسیح یسوع" کے وسیلہ سے خُدا کے لے پالک بیٹے ہوں، ہم "اُس عزیز" میں مقبولیت پاتے ہیں، اُس کے خُون کے وسیلہ سے مخلصی حاصل کرتے ہیں "مسیح میں" سب چیزوں کا مجموعہ بن جاتے ہیں اور "اُسی میں" ہمیں میراث بخشی گئی "مسیح یسوع" میں ہی ہم اِیمان لاتے ہیں اور "اُسی میں" ہی ہم پر پاک مَوعُودہ رُوح کی مُہر لگی (اِفسیوں ۱:۳-۱۴)۔ ہر ایک چیز جو خدا نے سوچی اور جس کا منصُوبہ بنایا، وہ مسیح یسوع میں ہے۔ اِنجیل مقدس بیان کرتی ہے کہ "خدا کے جلال کی پہچان کا نُور یسوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو" (۲۔ کرنتھیوں ۴:۶)۔ یہ بیان کرتی ہے کہ "خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل مَلاپ کر لیا (۵:۱۹)۔

کائنات کی تخلیق سے پہلے، خدا کی ذات میں رہتے ہوئے، نجات دِہندہ کے کام، عہدے اور شخصیت میں بے پناہ خوشی اور اِطمینان پایا جاتا تھا۔ جیسا کہ وہ اَزل سے موجود ہے، مسیح یسوع نے خُود کہا کہ وہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ تھا" اور ہر روز اُس کی

خوشنُودی تھا"(اَمثال ۸:۳۰؛یسعیاہ ۴۲:۱)۔جب وقت پُورا ہو گیا تو وہ اِس زمین پر آیا، اور باپ نے اِن اَلفاظ کے ساتھ،اُس پر مکمل اِطمینان کا اِظہار کیا"یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہُوں"(متی ۳:۱۶)۔رُوح القدس جو کہ اقنومِ ثالث ہے،اُس کے مُطابق بھی، بیٹا اِنتہائی اعلیٰ شخصیت ہے اور وہ بیٹے میں اِس قدر خوشی محسوس کرتا ہے کہ وہ نجات کے اِس مشن کی منظوری دینے میں خدا کے ساتھ شامل ہو گیا۔یہ یسعیاہ کی کتاب میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے"خداوند خدا نے اور اُس کی رُوح نے مُجھے بھیجا ہے "(یسعیاہ ۴۸:۱۶)۔ مسیح یسوع کی زمینی خدمت کے دوران، مسیح یسوع نے ایک سے زیادہ موقعوں پر آگاہ کیا کہ رُوح القدس ہمیشہ سے اُس کی حمایت میں تھا"وہ میری گواہی دے گا"(یوحنا ۱۵:۲۶)۔"وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔اِس لیے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا"(یوحنا ۱۶:۱۴)۔ اب، وہ جو اُلوہیت میں اِس قدر قابلِ عزت ہے،ہمیں گہری عزت و تکریم کے ساتھ اُس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ مسیح یسوع کی ذات میں ہمارا سامنا"سچائی"سے ہوتا ہے(یوحنا ۱۴:۶؛اِفسیوں ۴:۲۱)۔

مزید بر آں، یہ بھی کہا جانا چاہیے کہ رُوح القدس، مسیح یسوع کے خُون پر بہت زور دیتا ہے۔ تاہم، کوئی اِسے دَور حاضر کی مُنادی سے کبھی نہیں جان سکے گا۔نام نہاد خدام اپنی کلیسیائی جماعت کو اِخلاقی یا سیاسی گفتگو اور در حقیقت، مسیح کی مستند اِنجیل کے علاوہ ہر چیز کے تابع رکھتے ہیں۔ لیکن یہ خوش خبری کیا ہے؟اِس کا سب سے بڑا موضوع، مسیح یسوع کا خُون ہے۔جو ہمارے خداوند کے ایک متبادل کے طور پر کام کی

طرف اِشارہ کرتا ہے جس میں اُس کی جان کی رضاکارانہ قربانی شامل تھی جو کہ اُن لوگوں کے عوض ادا کی گئی جنہیں وہ بچانے آیا تھا۔

اِسی طرح سے اِیمان دار رُوحیں جو کہ پہلے گناہ اور اُس کے خوف ناک نتائج کی غلامی میں تھیں "اُس کے خون کے وسیلہ سے مخلصی" حاصل کرتی ہیں (اِفسیوں ۱:۷)۔ پہلے جن کی خدا تک رسائی نہ تھی اب اُنہیں "مسیح یسوع کے خُون کے سبب سے اُس نئی اور زِندہ راہ سے پاک مکان میں داخل ہونے کی دلیری ہے" (عبرانیوں ۱۰:۱۹) ۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے اُن کے گناہوں کا کفارہ دیا ہے، لہٰذا، اُس کے خُون میں ایسا کفارہ ہے جو کہ خدا کے "غضب کو کم کرتا" ہے (رومیوں ۳:۲۵)۔ دراصل، گنہگاروں کو "اُس کے خُون کے باعث راست باز ٹھہرایا جاتا ہے" (رومیوں ۵:۹)۔ یہ اُن کی خدا کے ساتھ صلح کروانے کا وسیلہ ہے، جیسا کہ مسیح نے "اپنے خُون کے سبب سے جو صلیب پر بہا، صُلح کروائی" (کُلسیوں ۱:۲۰)۔ خواہ ہم کتنے ہی گنہگار اور ناپاک کیوں نہ ہوں "اُس کے بیٹے یسوع کا خُون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے" (ا۔ یوحنا ۱:۷)۔ پریشان دِلوں کے لیے تسلی اُسی سے صادر ہوتی ہے "نئے عہد کے درمیانی یسوع اور چھڑکاؤ کے اُس خُون کے پاس آئے ہو جو ہابل کے خُون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے" (عبرانیوں ۱۲:۲۴)۔ ولیم ریڈ (William Reid) صحیح تھا جب اُس نے کہا "مسیح یسوع کے خُون بہانے کے ذریعے سے کفارہ، مسیحیت کی بنیاد ہے۔"[۶۹] ایک بوڑھے خادم نے ایک نئے مخصوص

---

69 . William Reid, *The Blood of Jesus* (London: James Nisbet, 1865), 115.

ہونے والے نوجوان سے کہا "مسیح یسوع کے خُون کی مُنادی کرنا، کیوں کہ خُون کے بغیر کوئی خوش خبری نہیں ہے"۔

ہمیشہ کی زندگی کی بابت سچائی

سچائی کا تعلق اَبدی زندگی سے بھی ہے۔ نجات کے اِلٰہی منصوبے میں یہ ایک اہم پہلو تھا (اَعمال ۱۳: ۴۸)۔ بین اُلاتثلیثی عہد (جو کہ اُس عہد میں مضمر ہے جو لاوی کے ساتھ باندھا گیا)۔ "زندگی کا عہد" تھا، حتیٰ کہ "اَبدی زندگی کا عہد، جس کا وعدہ خدا نے اَزل سے ہمارے سر اور نمائندہ یسوع مسیح میں کیا تھا" (ملاکی ۲: ۵؛ طِطس ۱: ۲)۔ اِس لیے یہ اِنجیلی گواہی کا لُبِ لباب ہے۔ اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے۔ "جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے" (۱۔ یوحنا ۵: ۱۱-۱۲)۔

بالآخر، اَبدی زندگی، تمام طرح کی اچھائی کا عطا کیا جانا اور تمام طرح کی بُرائی کا خاتمہ ہے۔ یوحنا نے بڑی خوبصورتی سے مکاشفہ کی کتاب میں اِیمان داروں کی جلالی حالت کو بیان کیا ہے "خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ اُن کے ساتھ سکُونت کرے گا اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے اور خدا آپ اُن کے ساتھ رہے گا اور اُن کا خدا ہو گا۔ اور وہ اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پُونچھ دے گا" (مُکاشفہ ۲۱: ۳-۴)۔ یہ آنے والے زمانوں میں ہماری بابرکت حالت ہو گی۔ یشوع کے دِنوں میں، خدا نے دن کو لمبا کیا، اور ڈھلے ہوئے سایہ کے دس درجوں میں سے آخز کی دُھوپ کو گھڑی کے مُطابق دس درجہ پیچھے کی طرف لوٹا دیا، لیکن وہ دِن اُس سے بھی کہیں زیادہ حیرت انگیز ہو گا، جس کا آغاز ہمیشہ

موجود رہے گا اور جس کا اِختتام کبھی نہیں ہو گا۔ کسی بھی طرح کی مداخلت اور کسی بھی طرح کی اِختتام پذیری کے بغیر، ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا کے ساتھ رہیں گے۔

یہ وہ سچائی ہے جو اَزل سے خدا میں پُوشیدہ تھی، یعنی تمام زمانوں اور پُشتوں سے پُوشیدہ رہی (اِفسیوں ۳:۹؛ کُلسیوں ۱:۲۶)۔ اِسی سے مقدس فرشتوں کی گہری دِلچسپی برقرار رہی۔ فلسفیوں نے اِسے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ عمومی طور پر لوگوں نے اِس سوال کا جواب تلاش کیا کہ "سچائی کیا ہے؟" خدا کے لوگوں کو دیئے جانے والے مکاشفہ کے علاوہ، سچائی کو ایک محفوظ پُوشیدہ راز کے طور پر رکھا گیا۔

سچائی صرف خدا کی طرف سے ہے

سچائی کو چھپایا کیوں گیا؟ یقیناً، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ صرف خدا ہی سچائی کو جانتا ہے۔ بنی نوعِ اِنسان خُود سے اِس چیز کا اِدراک حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر وہ اِسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو اِس چیز کا احساس ہمیں عاجز بناتا ہے۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کو اِلٰہی فضل کا مُحتاج بناتا ہے۔ مزید برآں، سچائی کا نایاب ہونا اِسے بیش قیمت بناتا ہے ۔اِس لیے اِسے ہر چیز سے بڑھ کر اہمیت دینی چاہیے۔ اگر ہم اِس سے واقف نہیں ہیں تو ہمیں بڑی مُستعدِی سے اِسے کلامِ مقدس میں ڈھونڈنا چاہیے، جہاں پر یہ مل سکتی ہے۔ اِس کے برعکس، اگر ہم یہ تحفہ حاصل کر چکے ہیں تو یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اِس کی معمُوری کو تلاش کریں اور اِس کی خُوبی کے مُطابق زندگی گزاریں۔ سچائی کے واضح نظریات ہمارے دِلوں کو حیران کر دیتے ہیں اور ہمارے ہونٹوں پر خوشی لاتے ہیں ۔اگرچہ لمبے عرصے تک یہ اِنسانوں کی رُوحوں کے لیے ناقابلِ رسائی تھی، تاہم یہ

ہمارے لیے ایک اعزاز ہے کہ ہم پر سچائی کے اِس بھید کو آشکار کیا گیا ہے۔ خدا نے ہم پر وہ بھید آشکار کیا ہے جسے بہت سے دُوسرے لوگ جاننے کی خواہش رکھتے تھے۔ مسیح یسوع نے فرمایا، تعجب نہ کرو "مُبارک ہیں تمہاری آنکھیں اِس لیے کہ وہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اِس لیے کہ وہ سُنتے ہیں" (متی ۱۶:۱۳)۔ کسی نہ کسی طرح سے یہ حقیقت کہ سچائی کو اِس قدر اِحتیاط سے پوشیدہ رکھا گیا تھا، اِس کے ظاہر ہونے کو اور بھی زیادہ شاندار بناتی ہے۔ اِس لیے پولُس رسُول اِسے "خدائے مُبارک کے جلال کی خوش خبری" کہہ سکتا تھا (۱۔ تیمتھیس ۱:۱۲)۔ چوں کہ نجات کے منصوبے سے لامحدود جلال خدا کے نام کو پہنچتا ہے، اِس لیے وہ اپنی عیاں کردہ سچائی کو پوری دُنیا میں فروغ دینے کے لیے پُرعزم ہے۔ یسعیاہ نبی نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ "کیوں کہ شریعت صیون سے اور خداوند کا کلام یروشلیم سے صادر ہو گا" (یسعیاہ ۲:۳)۔ اِس پیش گوئی کی تکمیل کے لیے، خداوند یسوع مسیح نے رسولوں کو سچائی کی منادی کرنے کا حکم دیا "لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی اِنتہا تک میرے گواہ ہو گے" (اَعمال ۱:۸؛ لوقا ۲۴:۴۷)۔

اِس طریقے سے ہمارا خداوند اپنے اِختیار کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ اپنے "زور کے عصا" سے حکمرانی کرتا ہے جو کہ اُس کے کلامِ مقدس کے علاوہ اور کچھ نہیں (زبور ۱۱۰:۲؛ یسعیاہ ۱۱:۴)۔ جب یہ سچائی گنہگاروں تک پہنچتی ہے تو یہ اُن کو عاجز بناتی ہے، اُنہیں اُن کے گناہ اور اُن کی خستہ حالی پر قائل کرتی ہے (اَعمال ۲:۳۷) تاہم، یہی سچائی اُن پر ایک نجات دِہندہ مسیح یسوع کو ظاہر کرتی ہے جو اُن لوگوں کو بچانے کے قابل ہے

اور اُنہیں بچانے کے لیے تیار ہے جو اُس کے پاس آتے ہیں (۲۔ کرنتھیوں ۴:۴)۔ رُوح القدس کی رہنمائی میں سچائی گنہگاروں کو اپنی بغاوت کو ترک کرنے، خُود کو مسیح یسوع کے حوالے کرنے، اُس کے ذریعے سے نجات پانے اور اُس کی خدمت کرنے پر قائل کرتی ہے۔ داؤد کا بھی یہی مطلب تھا جب اُس نے لکھا "تیرے تِیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دُشمنوں کے دِل میں لگے ہیں۔ اُمتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں" (زبور ۴۵:۵)۔ پولُس رسول نے اِس نکتے کو واضح کرنے کے لیے فوجی منظر کشی کا اِستعمال کیا ہے کہ دُنیاوی ہتھیار جسم کو مار سکتے ہیں، لیکن "خدا کے ہتھیار" یعنی نجات کے عقائد اِس سے بھی مُشکل کام پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں، جیسا کہ اِنسانی رُوحوں کے خیالات اور مقاصد کو زیر کرنا اور "قلعوں کو ڈھا دینا" جیسا کہ بے یقینی، جہالت اور تعصب کو ختم کرنا۔ پولُس رسول نے لکھا کہ "اِس لیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کو ڈھا دینے کے قابل ہیں۔ چناں چہ ہم تصورات اور ہر ایک اونچی چیز کو قید کر کے مسیح کا فرماں بردار بنا دیتے ہیں" (۲۔ کرنتھیوں ۱۰:۴-۵)۔ پس، ینیس اور یمبریس جیسے گنہگار، جو سچائی کے خلاف مزاحمت کرنے کے لیے پُرعزم نظر آتے تھے (۲۔ تیمتھیس ۳:۸) اِیمان کے وسیلہ سے "حق کی پہچان کے مُطابق جو دین داری کے مُوافق ہے" بلائے گئے (طِطس ۱ باب ۱ آیت)۔

سچائی کی جنگ

یہ جاننا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ شیطان سچائی کی مُخالفت کرتا ہے۔ جب مسیح نے شیطان کی دُشمنی کے بارے میں بات کی تو اُس نے فرمایا "شروع ہی سے

شیطان سچائی پر قائم نہیں رہا" یہاں پر اِنجیل کی سچائی کی طرف اِشارہ کیا گیا ہے "(یوحنا ۸:۴۴؛ آیات ۴۵، ۳۲، ۳۱اور ۴۶)۔ کیا خدا نے نئے تخلیق کیے جانے والے فرشتوں کو نجات کے منصوبے کے بارے میں آگاہی دی؟ کیا اُن کے اَلمناک زوال کے وقت وہ ہٹ دھرم ہی رہے؟ لگتا ہے کہ ایسا ہی کچھ واقعہ رُونما ہوا ہے۔ تاہم، جیسا بھی ہو، پوری تاریخ میں یہ ایک ناقابلِ تردِید حقیقت ہے کہ شیطان نے مسلسل سچائی کے خلاف مزاحمت کی ہے۔

جیسا کہ مسیح یسوع نے فرمایا"وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے"(یوحنا ۸:۴۴)، جس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اُس کی فطرت میں شامل ہے۔ اِس لیے شیطان اِس دُنیا میں جھوٹے مذہب کو فروغ دینے کے لیے ذِمے دار ہے۔ غیر اِیمان دار لوگ اپنے نام نہاد دیوتاؤں کی پُوجا اُس کے اُکسانے پر کرتے ہیں۔ بُت پرست "اپنی قربانیاں شیطان کے سامنے پیش کرتے ہیں"(احبار ۱۷:۷؛ اِستثنا ۳۲:۱۷؛ ۲۔ تواریخ ۱۱:۱۵)۔ کیا کچھ نام نہاد مسیحی بھی، مسیحیت کی ایک نقلی حالت کو اِختیار کر لیتے ہیں؟ یہ شیطان ہی ہے جو جھوٹی تعلیم کو فروغ دیتا ہے۔ کلامِ مقدس فرماتا ہے کہ "بعض لوگ گمراہ کرنے والی رُوحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف مُتوجہ ہو کر اِیمان سے برگشتہ ہو جائیں گے"(۱۔ تیمتھیس ۴:۱؛ ۲۔ کرنتھیوں ۱۱:۱۳-۱۴؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲:۸-۱۰)۔ شیطان، اِس دُنیا کے خدا کے طور پر جھوٹے مذہب کو پھیلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ سب کچھ سچائی کی مخالفت میں کرتا ہے۔

خطا سے نفرت کرنے والے

خدا کے لوگ سچائی سے محبت کرنے اور گناہ سے نفرت کرنے کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں(زبور۱۱۹: ۱۰۳-۱۰۴؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۰)۔رُوح القدس سے آگہی حاصل کرتے ہوئے اور اِنجیل مقدس کی روشنی میں وہ خدا کے کلام کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اِسے ''سونے اور چاندی کے ہزار سکّوں سے بہتر'' سمجھتے ہیں۔ اِس طرح سے وہ اپنے رُوحانی اِطمینان کی خاطر دِن رات اِس پر غور وخوض کرتے ہیں (زبور ۲،۷۲۔ ۱۱۹: ۵۲)اور اُن میں سے ہر ایک ''اچھے خزانہ سے اچھی چیزیں نکالتا ہے''(متی ۱۲: ۳۵)اور اِس کی منادی کرتا ہے اور اگر ضروری ہو تو اِس کا دِفاع کرتا ہے، جیسا کہ پوُلس رسُول لکھتا ہے ''کیوں کہ ہم حق کے بر خلاف کچھ نہیں کر سکتے مگر صِرف حق کے لیے کر سکتے ہیں''(۲۔ کرنتھیوں ۱۳: ۸)۔

ہم کس عظیم مقصد کو تھامے رکھتے ہیں؟ ہم خدا کی سچائی کو تھامے رکھتے ہیں ۔کلامِ مقدس میں مسیحی کلیسیا کو ''لشکر'' سے تشبیہ دی گئی ہے(غزل اُلغزلات ۶: ۱۰)اور دُشمن کے خلاف جنگ میں جو جھنڈا بلند کرنا اور لہرانا ہے وہ'' سچائی'' ہے (زبور ۶۰: ۴)۔صرف سچائی ہی شیطان کی بادشاہی کو تباہ کرے گی اور اُس کی جگہ پر خدا کے بیٹے کی بادشاہی کو قائم کرے گی۔ صرف سچائی ہی نجات دِہندہ کے لیے گنہگاروں کے دِلوں کو جیتے گی۔صرف سچائی ہی اِیمان داروں کو اُن کے اِیمان میں مضبوط کرے گی ۔لہٰذا، ہم سچائی کو اِس طرح سے پیش کریں کہ یہ دِل میں بیٹھ جائے اور بصیر اور دِلوں کو جانچنے والے خدا کی نظر میں مقبول ٹھہرے(۲۔ کرنتھیوں ۴: ۲)۔

حق پر قائم رہنے والے

مزید برآں، یہ سچائی ہی ہے جس کے لیے ہم جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ اِس کا کوئی ایک پہلو نہیں اور نہ ہی اِس کا کوئی ضروری حصہ ہے، بلکہ اِس کا ہر ایک بیش قیمت عقیدہ ہے۔ مارٹن لُوتھر نے کہا کہ "آسمان اور زمین کا آپس میں مل جانا، سچائی کے ایک بھی نقطہ کے مٹنے سے بہتر ہے"[70]۔ اِس بائبلی سچائی کو تھامے رکھنے کے لیے، جرات مندانہ، مسلسل اور پُرعزم کوششوں کی ضرورت ہے اور تب ہی اِس تاکید کی وضاحت کی جاسکتی ہے، جیسا کہ "جاگتے رہو، اِیمان میں قائم رہو، مردانگی کرو، مضبوط ہو، جو کچھ کرتے ہو محبت سے کرو" (۱۔کرنتھیوں ۱۳:۱۶)۔ "مسیح یسوع کے ایک اچھے سپاہی کی طرح میرے ساتھ دُکھ اُٹھا" (۲۔تیمتھیس ۲:۳) اور "اُس اِیمان کے واسطے جاں فشانی کرو جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا" (یہوداہ آیت ۳)۔

اِبتدائی کلیسیا میں رسول، واعظین اور دُوسرے رہنما کلامِ مقدس کی منادی کرتے تھے۔ وہ موسیقی، ڈرامہ، ڈرامائی پرفارمنس (Mime) یا کسی بھی طرح کے دُنیاوی وسائل اِستعمال نہیں کرتے تھے۔ اُن کے لیے ضروری چیز ہمارے خداوند کا ارشادِ اعظم (The Great Commission) تھا۔ اُنہوں نے تفویض کردہ وسائل کو اِستعمال کیا اور اُنہوں نے اِلٰہی فضل کے ذریعے سے حیرت انگیز طور پر رُوحوں کو برکت پاتے دیکھا۔ عصرِ حاضر میں ایک مقبول واعظ بننا اور ایک بڑے کلیسیائی مجمع کا اِکٹھا

---

[70]. Luther, quoted by Thomas Manton, in *The Works of Thomas Manton* (London: James Nisbet, 1870), 4:316.

کرنا ممکن ہے، لیکن اگر ہم دُنیاوی طریقہ کار کا اِستعمال کریں جو کہ ہدایت دینے کی بجائے محظوظ کرتا ہے تو اِس سے نہ تو رُوحانی فائدہ ہو گا اور نہ ہی اَبدی۔ مختلف چالاکیوں سے نہ تو رُوحوں کو توبہ کرنے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُنہیں مسیح میں نیا بنایا جاسکتا ہے۔ یہ رُوحوں کو عذاب سے بچانے کا درُست طریقہ نہیں ہے۔

ہم کتنے مایوس کُن دَور میں زندگی گذار رہے ہیں۔ آرکسٹرل موسیقی، تھیٹر کی نمایش اور ڈانس پرفارمنس کی طرح چرچ کی عمارتوں میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔ غیر بائبلی عہدیداران جیسے کہ میوزیکل ڈائریکٹر، اِنجیل کے خدام سے زیادہ نمایاں ہو رہے ہیں۔ کچھ کلیسیائی جماعتیں فنون کو تفسیری اور اطلاقی وعظ پر ترجیح دیتی ہیں۔ تاہم، معاشرے کو سچائی کی مخلصانہ لفظی بشارت کی ضرورت ہے۔

مشہور ویلش واعظ مارٹن لائیڈ جونز نے مندرجہ ذیل مثال کا اِستعمال کیا۔ اُس نے کہا فرض کریں کہ ایک شخص سالوں سے ایک خوف ناک اور مُوذی مَرض کا شکار تھا۔ معذُوری اور اِنتہائی تکلیف کی حالت میں، بالآخر اُسے ایک ایسے نامور معالج کا پتا چلا جو اِس بیماری کا موئثر علاج کرنے کا دعویدار تھا۔ اُس بیمار شخص نے ملاقات کے لیے وقت لیا۔ فوراً، علاج شروع ہوا اور اِس کے مُوثر نتائج سامنے آئے۔ وہ بغیر درد کے سیدھا چلنے لگا۔ یہ بہت حیران کُن تھا۔ زندگی ایک بار پھر سے قابل قدر بن گئی۔ ایک دن یہ شخص سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہا تھا اور سڑک کی دُوسری جانب اُس نے کسی ایسے شخص کو دیکھا جو کہ ظاہری طور پر اُس کی پہلے والی حالت میں مبتلا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اُس نے اُس اجنبی کے مُڑے ہوئے اعضاء اور بگڑے ہوئے چہرے کو دیکھا۔ پھر، ایک بھی لمحہ ضائع

کیے بغیر، وہ اُس بے چارے شخص کو اُس ڈاکٹر اور اُس کے علاج کے بارے میں بتانے کے لیے سڑک کے دُوسری طرف دوڑ کر گیا۔ اُس نے اُسے فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے کہا اور اُسے اِس بات کا یقین دلایا کہ یہ اُس کی سب سے بہترین کوشش ہو گی۔

اُس واعظ نے دیکھا کہ پولُس رسُول کے ساتھ بھی ایسا ہی تھا۔ جب وہ اپنی گناہ کی حالت میں نجات دِہندہ سے ملا، جس نے اُسے نئی زندگی اور اطمینان بخشا۔ بعد میں اُس نے اپنے اِرد گرد غیر نجات یافتہ یہودیوں اور غیر قوموں کو گناہ میں مبتلا دیکھا جو بالآخر اُنہیں موت اور جہنم میں لے جائے گا۔ اُس نے محسوس کیا کہ یہ اُس کا مذہبی فریضہ ہے جو کہ شکر گزاری اور مہربانی کے جذبات سے پیدا ہوتا ہے تاکہ ہر جگہ پر گنہگاروں کو خوش خبری سنائی جائے۔

اُس نے لکھا "مَیں یونانیوں اور غیر یونانیوں۔ داناؤں اور نادانوں کا قرض دار ہوں" (رومیوں ۱:۱۴)۔ یقیناً، اِس طرح کے پریشان حال شخص کو موسیقی یا ڈرامائی پرفارمنس (Mime) کی پیش کش کرنا مضحکہ خیز بات ہو گی۔ ہمیں اُسے اُس شخص کے بارے میں بتانا چاہیے جو اُس کی بیماری کو ٹھیک کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک گنہگار کو یسوع مسیح اور اُس کی نجات کے بارے میں سُننے کی ضرورت ہے۔ اُسے سچائی کو سُننے کی ضرورت ہے۔

خدام کی ذِمے داریاں

خدام، خدا کی سچائی کو فروغ دینے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

اِس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ راسخ العقیدہ مسیحی اِیمان رکھتے ہوں۔ پولُس رسول کے ذہن میں واضح طور پر راسخ العقیدہ اِیمان تھا جب اُس نے یہ لکھا کہ ”اور اِیمان کے کلام پر جو اِس تعلیم کے موافق ہے قائم رہو“ (طِطس ۱:۹)۔ اِس لیے وہ لوگ جو خادم بننے کے بارے میں سوچ رہے ہیں، اُنہیں مُصلحین کے اُن اِصلاحی عقائد کو سمجھنا چاہیے جنہیں اُنہوں نے ہم تک منتقل کیا۔

خدا کے پاک کلام کی سچائیوں کو سکھائیں اور اُن کی مُنادی کریں۔ اُنہیں ”گُونگے کُتے نہیں ہونا چاہیے کہ بھُونک نہ سکیں“ (یسعیاہ ۵۶:۱۰)۔ اُنہیں ”کھُل کر باتیں کرنی چاہییں“ اور وہ باتیں بیان کرنی چاہییں ”جو صحیح تعلیم کے مُطابق ہیں“ (۲ ۔کرنتھیوں ۶:۱۱؛ طِطس ۲:۱)۔ منادی کرنے کی خدمت کی اہمیت پر زیادہ زور دینا ناممکن ہے۔ منادی کرنا ایک اِلٰہی آئین ہے جو کہ رُوحوں کی نجات اور اِصلاح کے لیے مقرر کیا گیا ہے (رومیوں ۱۰:۱۷؛ ۱۔کرنتھیوں ۱:۲۱)۔ یہ رُوح القدس کے رحم دِلی کے اَثر اور خدمت سے جُڑا ہوا ہے جو ذہن کو جِلا بخشتا، دِلوں کو کھولتا اور ہماری سوچوں کو تبدیل کرتا ہے (یسعیاہ ۵۹:۲۱؛ اَعمال ۱۰:۴۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۲:۴)۔ خدام کو اپنی تشہیر کرنے، اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے، یا مزاحیہ اور واقعاتی داستانیں سُنا کر لوگوں کو محظوظ کرنے کے لیے نہیں بُلایا گیا۔ رسولوں کی تاکید یہ ہے کہ کلامِ مقدس کی مُنادی کی جائے ۔کلیسیا کو واعظین کی اَشد ضرورت ہے نہ کہ کامیڈین کی جو لوگوں کو (Entertain) خوش کرتے اور اُن کا دِل بہلاتے ہیں۔

پوری بائبلی سچائی کی منادی کریں

پوُلس رسول نے "خدا کی ساری مرضی" کو بیان کرنے کی اہمیت پر زور دیا، جس سے اُس کی مراد یہ تھی کہ خدا کا گنہگاروں کی نجات کے متعلق منصوبہ (اَعمال ۲۰:۲۷)۔ واضح طور پر اِس میں یسوع مسیح کی منادی شامل ہو گی۔ اُس کی شاندار شخصیت (یوحنا ۱۰:۳۱؛ زکریاہ ۱۳:۷) اُس کی اَبدی محبت (اَمثال ۸:۳۰-۳۱؛ ہوسیعَ ۲:۱۹) اُس کی عہد میں شمولیت (زبور ۴۰:۶-۸؛ زکریا ۶:۱۳) اُس کا پیشین گوئیوں اور علامتوں کے ذریعے سے خود کو منکشف کرنا (اَعمال ۱۰:۴۳؛ کُلسیوں ۲:۱۶-۱۷) اُس کا اِنسانی جسم میں ظاہر ہونا (یوحنا ۱:۱۴؛ رومیوں ۱:۳) اُس کا اپنے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنا (یسعیاہ ۴۲:۲۱؛ ۵۳:۸) اُس کی ناقابل فہم جلال تک سرفرازی (مرقس ۱۶:۶، ۱۹؛ فلپیوں ۲:۸-۹) اُس کی کھوئے ہوئے گنہگاروں کو بچانے کی صلاحیت اور رضامندی (یوحنا ۶:۳۷؛ عبرانیوں ۷:۲۵) اُس کی شفقت بھری دعوت (متی ۱۱:۲۸-۳۰؛ لوقا ۱۴:۲۳-۱۶) اُس کی رُوحانی نعمتوں کی لامحدود فراہمی (یوحنا ۱:۱۶؛ کُلسیوں ۲:۱۰) اور اُس کا اَبدی زندگی میں سرفرازی کا وعدہ (زبور ۸۴:۱۱؛ یوحنا ۱۴:۱-۳)۔ اِس کا مقصد تو صرف کچھ خصوصیات کو بیان کرنا ہے۔ تاہم مسیح یسوع، خدا کا بیٹا تو ایک لازوال موضوع ہے۔

بائبل مقدس کی سچائی کو بیان کرنے میں کچھ ایسے مسائل کو حل کرنا بھی شامل ہے جو کچھ لوگوں کو ناراض کر سکتے ہیں، جیسا کہ خدا کی حاکمیت اعلیٰ، اِنسان کی مکمل برگشتگی، خدا کے ممتاز کرنے والے اور موثر فضل کے ذریعے سے نجات، شریعت، اِیمان

داروں کے لیے ضابطۂ حیات اور آخری عدالت۔ اِس سب کے لیے جو چیز درکار ہے وہ ہے خدا کے کلام کی پورے طور پر منادی کرنا۔

بہت سال پہلے مَیں انگلینڈ کے جنوب میں ایک پُرانے گھر میں رہتا تھا ۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں اِس کی تزئین و آرایش کی گئی اور مزدُوروں کو ۱۶۰۳ء میں بنا ہوا چاندی کا ایک سِکّہ ملا۔ ہم سب فطری طور اِس دریافت پر بہت خوش ہوئے، لیکن جب ہم نے قریب سے اِس کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ سِکّہ تراشا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک عام رواج تھا۔ قیمتی دھات کو پگھلا کر مزید فائدہ حاصل کرنے کے لیے کِناروں سے کاٹ دیا گیا تھا ۔ بے شک، اِس عمل نے سِکّے کو کسی حد تک خراب کر دیا تھا۔ اِس نے یقیناً اِس کی قدر و قیمت کم کر دی تھی ۔ ایک تراشا ہوا سِکّہ اِتنا بُرا نہیں ہے جتنی کہ تبدیل شُدہ اِنجیلی بشارت۔ اِس کے باوجود ہمارے مِنبروں (Pulpits) پر ابھی بھی ایسے لوگ ہیں جو منکشف سچائی کو روکنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ ایک سچا اور اِیمان دار خادم کبھی بھی ایسا نہیں کرے گا۔ مِیکایاہ نبی کی طرح وہ کہے گا "خداوند کی حیات کی قسم جو کچھ خداوند مجھے فرمائے مَیں وہی کہُوں گا" (۱۔ سلاطین ۲۲: ۱۴)۔

خدا کے کلام کا تاحیات مطالعہ کرنے کا تہیہ کریں

خدام کو اپنے مخصوص مضمُون، خدا کی معرفت اور اِیمان کے گہرے بھیدوں میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے ۔ لاعِلم خدام کے لیے واقعی میں کوئی عُذر نہیں ہے۔ خدا کا کلام اُنہیں فرماتا ہے کہ "اِن باتوں کی فِکر رکھ" اور "اِن ہی میں مشغول رہ تاکہ تیری ترقی سب پر ظاہر ہو" (۱۔ تیمتھیس ۴: ۱۴)۔

سچائی کے بگاڑ کی روک تھام کے لیے مُنادی کرنا

پولُس رسول کی طرح دِیگر خدام کو ”خوش خبری کی جواب دِہی کے واسطے مُقرر ہونا چاہیے“ (فلپیوں ۱:۱۷)۔ اُنہیں نہ صرف اُن ”صحیح باتوں کا خاکہ یاد رکھنا ہے“ (۲۔ تیمتھیس ۱:۱۳) بلکہ ”صحیح تعلیم کے ساتھ نصیحت کر کے مُخالفوں کو قائل بھی کرنا ہے“ (طِطُس ۱:۹)۔ جب جھوٹی تعلیم پھیلتی ہے تو اُنہیں خدا کے کلام کی تلوار چلاتے ہوئے اِس کا مُقابلہ کرنا چاہیے۔ بے شک، اِس سے اُن کی مقبولیت اور اُن کی حمایت ختم ہو سکتی ہے۔ اکثر ہم ایک اِیمان دار آدمی پر تنقید سُنتے ہیں ”وہ قنوطیت پسند بنتا جا رہا ہے۔ وہ اکثر چیزوں میں خامیاں تلاش کرتا رہتا ہے“۔ دوستو! خامیاں تلاش کرنے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اگر ایک زہریلا سانپ اچانک اور خطرناک طریقے سے آپ کے راستے میں آتا ہے تو آپ اُس کے سر کو کچلنے کے لیے فوری ضرب لگائیں گے۔ بِدعت کسی بھی سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ اِنسانوں کی رُوحوں کو ہمیشہ کے لیے تباہ کر سکتی ہے۔ کیا خدام کو بِدعت کو نظر انداز کر دینا چاہیے اور یہ اُمید کرنی چاہیے کہ یہ زیادہ نقصان نہیں پہنچائیں گی؟ کیا اُنہیں اِس پر کلامِ مقدس کی سچائی کی ضرب نہیں لگانی اور اپنی پوری طاقت سے اِس کو دُرست کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے؟

کلامِ مقدس کی منادی کریں

خادمانِ دین کو چاہیے کہ اِس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں کہ نہ صرف اُن کے اپنے مُلک بلکہ دِیگر ممالک میں بھی لوگوں تک خدا کا نجات

بخش کلام پہنچے۔ رسولوں اِرشاد اعظم کی تکمیل کے لیے "اور اِس بات کی خوش خبری سُنانے سے کہ یسوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے" (اَعمال ۵:۴۲)۔ اُنہوں نے "تمام یروشلیم میں اپنی تعلیم پھیلا دی" (اَعمال ۵:۲۸) اور اُنہوں نے اِس پر ہی اِکتفا نہیں کیا بلکہ "خوش خبری کو سرحدوں سے پَرے بھی پہنچا دیا" (۲۔ کرنتھیوں ۱۰:۱۶) یہاں تک کہ "پوری دُنیا میں" (کُلسیوں ۱:۵-۶،۲۳)۔

خدام بیکار نہیں رہ سکتے، کیوں کہ سچائی کو پھیلانا اُن کی ذِمے داری ہے۔ دُنیا میں ہر روز تقریباً ۴۲۰۰۰۰ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور تقریباً ۱۶۰۰۰۰ لوگ مرتے ہیں۔ صرف خداوند یسوع مسیح ہی اُنہیں بچا سکتا ہے۔ یہ جان کر ہر خادم کو پولُس رسول کے ساتھ یہ کہنا چاہیے "اگر خوش خبری سناؤں تو میرا کچھ فخر نہیں کیوں کہ یہ تو میرے لیے ضروری بات ہے بلکہ مجھ پر اَفسوس ہے اگر خوش خبری نہ سُناؤں" (۱۔ کرنتھیوں ۹:۱۶)۔ بھائیو! ہمیں پہلے کی نسبت اور زیادہ منادی کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ "اور بغیر منادی کرنے والے کے کیوں کر سُنیں؟" (رومیوں ۱۰:۱۴)۔

متقی زندگی گزارنا

خادمانِ دین کی ایک آخری ذِمے داری یہ ہے کہ وہ ایک اچھی اور پاک زندگی گذار کر سچائی کا نمونہ پیش کریں۔ وہ "اِیمان داروں کے لیے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت اور اِیمان اور پاکیزگی میں" نمُونہ بننے کے پابند ہیں (۱۔ تیمُتھیس ۴:۱۲؛ ۱۔ پطرس ۵:۳)۔ سچائی کی تصدیق کرنے کے ذریعے سے وہ اِس قابل ہوں گے کہ قیمتی جانوں کو پرہیز گار زندگی گذار کر خدا کی بادشاہی میں جانے کے قابل بنا سکیں۔

کلیسیائی اراکین کی ذِمے داریاں

دُعا کرنا

کلیسیا کے اراکین منادی تو نہیں کر سکتے، لیکن وہ دُعا کر سکتے ہیں۔ روم میں پولس رسول نے اِیمان داروں کو اُس کے ساتھ مل کر دُعائیں کرنے میں "جاں فشانی کرنے" کی تلقین کی (رومیوں ۱۵: ۳۰) اور اُس کے خطوط میں اِسی طرح کی اور بہت سی نصیحتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً (اِفسیوں ۶: ۱۸- ۲۰؛ کُلسیوں ۴: ۳؛ ا۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۵)۔ کیا آپ با قاعدگی سے اپنے خادم کے لیے دُعا کرتے ہیں؟ کیا آپ دُعا کرتے ہیں کہ اُس کی خدمت کے ذریعے، خدا اپنی بادشاہی کو برکت اور وسعت دینے اور سچائی کو دِلوں اور زندگیوں میں قائم کرنے پر خوش ہو؟ ہو سکتا ہے کہ آپ کو محسوس ہو کہ آپ بہت کچھ نہیں کر سکتے، لیکن آپ اِس کے باوجود بھی دُعا کر سکتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی کہ جب خدا کے لوگ دُعا کرتے ہیں تو وہ اُن کے لیے کیا کرے گا۔

گواہی دینا

جب کبھی بھی اور جہاں کہیں بھی ممکن ہو، اِیمان دار خداوند یسوع مسیح کی گواہی دے سکتے ہیں۔ ہمیں تلقین کی گئی ہے کہ "جو کوئی تم سے تمہاری اُمید کی وجہ دریافت کرے اُس کو جواب دینے کے لیے ہر وقت مُستعد رہو مگر حِلم اور خوف کے ساتھ" (ا۔ پطرس ۳: ۱۵)۔ ہم مجرمانہ خاموشی سے کیسے توبہ کریں؟ کبھی بھی گواہی

دینے سے خوفزدہ نہ ہوں۔ خدا کے کلام کو اپنے ہونٹوں سے ادا ہونے دیں۔ اپنے دوستوں کو اور اجنبیوں کو یکساں طور پر اُس سچائی کے متعلق بتائیں جس کو وہ نہیں جانتے یا پھر ایک مدت سے آپ اِسے بھول چکے ہیں۔ یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کس طرح سچائی کی حمایت کر سکتے ہیں۔

خدا کے کلام کے مطابق زندگی گذاریں

خدا کا کلام آپ کو زندگی گذارنے کا طریقہ مُہیا کرتا ہے۔ "عقائد" کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ "خدا پرستی" کے مُطابق ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اِسے اچھائی یا (خُدا پرستی) کو فروغ دینے کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ جب خدا کی کوئی صِفت ہم میں نظر آتی ہے تو دُوسروں کو سچائی کی طاقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور اِس کے خلاف بولنے کی بجائے، بالآخر وہ اِس کا اِقرار کرنے لگیں گے (طِطس ۲:۵؛ ۱۔ پطرس ۳:۱)۔

رُوحانی خانہ بدوش نہ بنیں۔ ایک بار جب آپ سچائی کو حاصل کر لیں تو اُس تعلیمات کے مُطابق زندگی گزارنا شروع کر دیں۔ اپنی باقاعدہ حاضری کے ذریعے سے خادم اور اُن لوگوں کو جو صریحاً اِیمان رکھتے ہیں اور خدا کے کلام سے محبت کرتے ہیں، تقویت پہنچائیں۔ صرف ہر اِتوار کی عبادت میں شمولیت اِختیار کر کے آپ سچائی کو محفوظ کرنے کے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔

عبادت کرنا

کلیسیائی اراکین ہر سبت کو خدا کے گھر میں جا کر اُس کی عبادت کرنے سے خادم اور اُس کی خدمت کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں۔ اوّل، ہمیں ایک ایسی اِصلاحی کلیسیا میں شمولیت اِختیار کرنی چاہیے اور اُس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جہاں خدا کے نام کو جلال دیا جاتا ہو، اِیمان داروں کو اُن کے اِیمان میں مضبوط کیا جاتا ہو اور گنہگاروں تک نجات کی خوش خبری کو پہنچایا جاتا ہو۔ اِس کے بعد، ہمیں ہر اِتوار کو عبادت کرنے کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے۔ کُرنیلیس نے کہا کہ یہ ایک اچھی بات تھی "اب ہم سب خدا کے حضُور حاضر ہیں تاکہ جو کچھ خداوند نے تجھ سے فرمایا ہے اُسے سُنیں" (اَعمال ۱۰:۳۳)۔ پطرس کی کتنی حوصلہ اَفزائی ہوئی ہو گی۔ غالباً یہ (جُزوی طور پر ہی سہی) اُس جوش کو ظاہر کرتا ہے جس کے ساتھ پطرس نے اُس موقع پر منادی کی۔

ہدیہ دینا

جب خداوند کلیسیائی اراکین کو خوش حالی عطا کرتا ہے تو وہ دُوسروں کی مدد کر سکتے ہیں۔ مسیح یسوع چاہتا ہے کہ اُس کے خادموں کی مدد کی جائے "اِسی طرح خداوند نے بھی مُقرر کیا ہے کہ خوش خبری سنانے والے خوش خبری کے وسیلہ سے گُذارہ کریں "(۱۔کرنتھیوں۹:۱۴؛ گلتیوں ۶:۶؛۱۔ تیمتھیس۵:۱۷-۱۸)۔اگر حق کی خدمت کو مقامی کلیسیا میں جاری رہنا ہے تو یہ اِنتہائی ضروری ہے۔مزید بر آں، چوں کہ اِس دی گئی رقم میں سے کسی دُوسری جگہ پر خداوند کی خدمت کرنے والے لوگوں کی مدد ہو گی (فلِپیوں ۴:۱۰-۱۸)۔ اِس لیے باقاعدگی سے اور فراخ دِلی سے دینا سچائی کو آگے بڑھانے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔یہ بات قابل ذِکر ہے کہ کلام مقدس ہمیں مُنادی کرنے والوں کی مدد کرنے کی تلقین کرتا ہے "تاکہ ہم بھی حق کی تائید میں اُن کے ہم خدمت ہوں "(۳۔یوحنا۶-۸)۔

ایک دُوسرے کو نصیحت کیا کرو

پوُلُس رسول نے عبرانیوں کو تلقین کی کہ "ہر روز آپس میں نصیحت کیا کرو" (عبرانیوں ۴:۱۳)۔باہمی نصیحت کی خدمت کو فراموش کر دیا گیا ہے۔تاہم، پھر بھی ہم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا مُحافظ ہے۔اگر آپ دیکھتے ہیں کہ بھائیوں یا بہنوں میں سے کوئی خداوند کے کلام پر شک کرنا شروع ہو گیا ہے تو جائیں اور اُن سے بات کریں اور

اُنہیں اُن کے پاک عقیدے میں مضبوط کریں۔یہی کام یونتن نے داؤد کے لیے کیا تھا ۔وہ بَن میں اُس سے مِلا اور "خدا میں اُس کا ہاتھ مضبوط کیا" (ا۔سموئیل ۲۳:۱۶)۔

خدا کے خدام کی حوصلہ اَفزائی کریں

کلیسیائی اراکین کو عام طور پر، خدا کے خدام کی قدر، اُن کا احترام اور اُن کی حمایت کرنی چاہیے۔ ہمیں اُن سے غیر مشروط محبت کرنی چاہیے اور اِس بات کو واضح کرنا چاہیے کہ ہم واقعی میں اُن کی خدمت کو سراہتے ہیں۔گلتیوں نے پولُس رسول کو "خدا کے فرشتہ" بلکہ مسیح یسوع کے طور پر قبول کیا اور اُس نے اِن اَلفاظ کے ساتھ اُنہیں یہ سب کچھ یاد دِلایا کہ "مَیں تمہارا گواہ ہوں کہ اگر ہو سکتا تو تم اپنی آنکھیں بھی نکال کر مُجھے دے دیتے" (گلتیوں ۴:۱۴-۱۵)۔ تاہم، ہمیشہ ایسا نہیں تھا (یہاں تک کہ گلتیوں کی کلیسیا کے ساتھ بھی) اور پولُس رسول نے اِس حقیقت پر دُکھ کا اِظہار کرتے ہوئے، کرنتھس کے مسیحیوں کو لکھا کہ اُس کی محبت کا صِلہ نہیں دیا گیا، اُس نے کہا "ہمارے دِلوں میں تمہارے لیے تنگی نہیں مگر تمہارے دِلوں میں تنگی ہے "یعنی کہ اُن کی محبت میں کمی ہو گئی ہے (۲۔کرنتھیوں ۶:۱۱-۱۲)۔

یقیناً، یہ بات ایک خادم کے لیے خوشی کا باعث ہو سکتی ہے کہ کس طرح سے اُس کی مُنادی کرنے اور لوگوں سے رفاقت رکھنے کی بدولت، خدا نے اُن کو برکت دی ہے، لیکن کلیسیائی جماعت کی طرف سے بہت کم یا کوئی بھی ردِ عمل ظاہر نہ کرنا، ایک خادم کو خوف ناک حد تک مایوس کر سکتا ہے۔ایک با حوصلہ خادم، مسیح یسوع کے لیے غیر معمولی خدمات سر اَنجام دے سکتا ہے، لیکن ایک حوصلہ شکن خادم کے لیے ثابت قدم

رہنا مشکل ہوتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا خادم حق کو پھیلانے کے لیے سرگرم ہو تو پھر اِس سلسلہ میں اپنے کردار کی ادائیگی کو یقینی بنائیں۔ ہر ممکن طریقے سے اُس کی مدد کریں۔

فتح

سچائی کا کیا ہو گا؟ بالآخر، اِس دُنیا میں خدا کی سچائی کی فتح ہو گی۔ سچائی کی فتح ہو گی، کیوں کہ کوئی بھی چیز خدا کو اُس کے جلال سے محرُوم نہیں کر سکتی۔ خدا کی کاملیت عیاں ہو گی اور سب لوگ اِس کو تسلیم کریں گے۔ اور ایسا صرف اُسی وقت ہو سکتا ہے جب سب لوگوں تک خدا کی خوش خبری پہنچے گی "کیوں کہ آفتاب کے طُلوع سے غرُوب تک قوموں میں میرے نام کی تمجید ہو گی" (ملاکی ۱:۱۱)۔ اِسی طرح سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ جب اِنجیل کی مُنادی کی جائے گی تو "جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے عِرفان سے معمُور ہو گی" (یسعیاہ ۱۱:۹؛ حبقوق ۲:۱۴)۔ زمین نے ابھی تک ایسی برکت نہیں دیکھی، اِس لیے ہم اِس پیشین گوئی کے پورا ہونے کا اِنتظار کر رہے ہیں۔

تب خداوند اپنے لوگوں کی دُعاؤں کو سُنے گا، وہ دُعائیں بھی جو مسیحی دَور کے آغاز سے کی گئی ہیں۔ اِیمان دار کس چیز کے لیے دُعا کرتے ہیں، جب وہ کہتے ہیں کہ "تیری بادشاہی آئے؟"۔ وہ دُعا کرتے ہیں کہ خدا اپنے خادموں کو بھیجے تاکہ اِنجیل کی خوش خبری کو پوری دُنیا میں پھیلائیں اور زمین پر ایک ایسی کلیسیا قائم ہو جائے کہ جس کی بادشاہی خدا اور اُس کے مسیح کی بادشاہی ہو۔ ایسی دُعا، جس میں ایسی خواہش کا اِظہار ہوتا

ہے جو خدا کی مرضی کے مُطابق ہے،وہ مرد و خواتین کی برکت کے لیے ایک دِن ضرور سُنی جائے گی۔

اگر ہم نے ابھی تک اِسے نہیں دیکھا تو کیا؟''کیوں کہ یہ رُویا ایک مُقررہ وقت کے لیے ہے۔یہ جلد وقوع میں آئے گی اور خطا نہ کرے گی۔اگرچہ اِس میں دیر ہو تو بھی اِس کا منتظر رہ کیوں کہ یہ یقیناً وقوع میں آئے گی''(حبقُوق ۲:۳)۔کلیسیا کی گواہی ناکام ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، لیکن ناکامی کے اِس دَور کے بعد ایک قابلِ قدر زندگی اور اُس کی شہادت اُبھرتی ہوئی نظر آئے گی(مکاشفہ ۱۱:۱۱)۔سچائی کو ہمیشہ دبایا نہیں جائے گا اور نہ ہی حقیر سمجھا جائے گا۔اِسے پہلے کی نسبت زیادہ طاقت اور جلال کے ساتھ دوبارہ سے بحال ہونا ہے۔

اپنے خطوط میں سے ایک میں سینٹ سموئیل ردرفورڈ (Saint Samuel Rutherford) نے میرین ایم۔ناٹ(Marion M'Naught)جو کہ ایک نامہ نگار تھا،اُس کو لکھا''مَیں دُعا کرتا ہوں کہ آپ لوگ خود کو خداوند میں تسلی دو،سچائی صرف تب تک پانی کی سطح کے نیچے ہے جب تک شریر اُس پر اپنے ہاتھوں کو بڑھائے ہوئے ہیں،جب وہ تھک جائیں گے،تب سچائی تیر کر اوپر آئے گی اور وہ روشنی جو راست بازوں کے لیے بوئی گئی ہے پھوٹ پڑے گی اور نشوونما پائے گی''۔[۷۱]

---

71 . Rutherford, *Letters*, 126–27.

ہم کلام مقدس سے اِس بات کا یقین کر سکتے ہیں کہ جب دُشمن سچائی پر حملہ کرے گا (جیسا کہ موجودہ وقت میں) خداوند خدا خود مُداخلت کرے گا اور صلیب کے نظریے کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے کے لیے اپنے اِلٰہی اِختیار کا اِستعمال کرے گا ۔"کیوں کہ وہ دریا کے سیلاب کی طرح آئے گا جو خداوند کے نام سے رواں ہو "(یسعیاہ۱۹:۵۹)۔تو کیا ہم بحالی کی اُمید نہیں رکھ سکتے ؟دُشمن کو اپنی طرف سے بُرائی کرنے دیں، خدا ضرور اُس کو اچھائی میں تبدیل کرے گا۔اِسی لیے ایک مرتبہ مسیح یسوع نے فرمایا"مَیں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالمِ ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے "(متی۱۸:۱۶)۔اُس نے اچھائی اور بُرائی کے درمیان ہمیشہ رہنے والی ایک کشمکش کا آغاز کیا۔لیکن اُس نے فرمایا"چاہے بُرائی کی تمام طاقتیں کلیسیا کو تباہ کرنے کے لیے متحد ہی کیوں نہ ہوں جائیں، کلیسیا اِس کے باوجود قائم رہے گی"۔

خوف ناک شکست قبول کرنے کی بجائے، مصائب کے باوجود، کلیسیا مضبوط اور غیر متزلزل رہے گی۔یہ حملے سے محفوظ رہے گی۔یہ اپنے ہر دُشمن پر غالب آئے گی ۔اِلٰہی فرمان کے مُطابق مسیح کو کب تک بادشاہی کرنا ضرُور ہے "جب تک کہ وہ سب دُشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے "(ا۔کرنتھیوں ۲۵:۱۵)۔دُوسری چیزوں کے علاوہ،اِس کا یہ مطلب بھی ہونا چاہیے کہ بالآخر، گناہ پر سچائی کی فتح ہو گی۔یہ خوش خبری کمزور اور ناکام ثابت نہیں ہو گی۔یہ خدا کے اِختیار کو ظاہر کرے گی۔حق کی فتح ہو گی ۔اِس دن کی اُمید میں، کیا ہم سچائی کے لیے زیادہ دلیر بن سکتے ہیں؟

مالکم واٹس لکھتا ہے کہ ایک سچی کلیسیا جو کلامِ مقدس کے مطابق اصلاحی ہو وہ [خُدا] کی منکشف سچائی پر قائم رہتی اور اُسے بیان کرتی ہے۔ واٹس خاص کر اِصلاحی کلیسیا کے کی بنیادوں، اِس کی امتیازی خصوصیات، نظریات اور اِس کی عملی عبادت، کلیسیائی حکومت، کلیسیا ضابطہ اور بشارت پر بائبلی اور تاریخی طور پر غور کرتا اور اُن کی وضاحت کرتا ہے۔ ایسے ایمان دار جنہوں نے حال ہی میں اِصلاحی ایمان کو دریافت کیا اور جنہیں اصلاحی ایمان کی امتیازی خصوصیات کی یاد دہانی درکار ہے، اُن کے یہ کتاب اِس سوال کا ٹھوس جواب پیش کرتی ہے کہ اِصلاحی ہونے سے کیا مراد ہے۔ آج کل "اِصلاحی" کی اصطلاح کا اطلاق بہت سارے ایسے عقائد اور دستور العمل پر ہو رہا ہے جو درحقیقت اِصلاحی نہیں ہیں۔ مالکم واٹس لاعلم لوگوں کی بہت عمدہ رہنمائی کرتا ہے تاکہ وہ جان سکیں کہ تاریخی اصلاحی ایمان عقیدے اور مشق میں کیسا دکھائی دیتا ہے۔ تاہم یہ کتاب باعلم لوگوں کے لئے قدیم اِصلاحی علمِ الٰہی میں بائبلی، عقائدی اور عملی ضابطہ کی یاد دہانی بھی ہے۔

جے۔ وی۔ فیسکو، ویسٹ منسٹر تھیولوجیکل سیمنری کے جامعہ کا علمی صدر اور باقاعدہ علمِ الٰہی کا پروفیسر

بالآخر اِصلاحی ایمان، اِصلاحی ایمان کی اساس، اِصلاحی علم الکلیسیا اور اِصلاحی بشارت پر ایک ٹھوس، جامع مگر مختصر کتاب ہے۔ خدام اپنے کلیسیائی سیشن (بورڈ) کی حوصلہ افزائی کریں گے کہ یہ کتاب اُن کی کلیسیا کے ہر ایک رُکن اور خاندان کو مہیا کی جائے۔ کتاب ہذا کا بائبلی مواد، مصدقہ علم و فضل، مبار زاتی بصیرت اور سرگرم پاسبانی اطلاق آج کلیسیا کی ضرورت ہے۔ اِس سے بہتر بنیادی اِصلاحی ہینڈ بُک میرے علم میں نہیں۔

جوئیل۔ آر۔ بیکی: پیورٹین ریفارمڈ سیمنری کے صدر اور باقاعدہ علمِ الٰہی اور علم الوعظ کے پروفیسر



مالکم ایچ واٹس سالسبری، انگلینڈ میں ایمانوئل چرچ کے خادم ہیں۔ وہ ٹرینیٹیرین بائبل سوسائٹی اور بائبل لیگ ٹرسٹ کے چیئرمین کے ساتھ ساتھ پیوریٹن ریفارمڈ تھیولوجیکل سیمنری میں میں وزٹنگ لیکچرر بھی ہیں۔





UCRT
URDU CENTER FOR REFORMED THEOLOGY
اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی

www.rtf-usa.com
rtfdirector@gmail.com